باغبانی و زراعت کا رسالہ

جس کو
رائے بہادر پنڈت ٹھکورام صاحب
اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہادر مرحوم
ساکن مابل پور ضلع ہوشیارپور نے
تصنیف کیا

نورمل سکولوں کی زمینداری جماعت مڈل سکول کے واسطے

صاحب ڈائرکٹر بہادر سررشتۂ تعلیم پنجاب
کے حکم سے

سنہ ۱۹۲۱ء

رائے صاحب منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز
ایجوکیشنل پبلشرز لاہور

تعداد جلد ۲۰۰۰ قیمت فی جلد ۱۲؍

فن زراعت و باغبانی کی فہرست مضامین

کھیتی کی کتاب کا دوسرا حصہ

ضمیمہ

ہندوستان ایک وسیع ملک ہے - اور یہاں زیادہ تر
لوگوں کا گزارا کھیتی پر ہے - اس لئے ظاہر ہے - کہ
ملک کی بہبودی بھی زیادہ تر کھیتی کی ترقی سے وابستہ
ہے - اگرچہ کسی قدر تجارت اور دستکاری بھی اس
ملک میں ہوتی ہے - مگر کھیتی کے مقابلے میں اس کی
کچھ حیثیت نہیں - کیونکہ اس کی آمدنی بہت کم ہے +
آج کل اس ملک کی آبادی نہ صرف پہلے سے زیادہ
ہے - بلکہ روز بروز بڑھتی جاتی ہے - کھانے پہننے
کی جو چیزیں دوسری ولایتوں سے اس ملک میں
آتی ہیں - اُن کے عوض ہزاروں من غلّہ یہاں
سے دوسرے ملکوں میں جانا شروع ہو گیا ہے - اور
طرفہ یہ کہ دن بدن اُن ملکوں میں یہاں کے غلّے
کی ضرورت بڑھتی جاتی ہے - جن دنوں اس ملک

کا غلّہ اس قدر باہر نہیں جاتا تھا - اس ملک کی آبادی بھی کم تھی اور جس قدر غلّہ پیدا ہوتا تھا۔ یہاں کے گزارے کے واسطے کافی ہوتا تھا۔ اب چونکہ آبادی بھی بڑھ گئی ہے اور اس عیش و آسائش کے زمانے میں معمولی حوائج بھی زیادہ ہو گئی ہیں - تو لازم ہے - کہ اوّل تو غلّہ اتنا پیدا ہوا کرے - جو ہماری ضروریات پوری ہونے کے علاوہ غیر ملکوں میں بھیجنے کے لئے بھی نکلتی ہو - اور پھر ایسا نہ ہو - کہ بیرونی تجارت سے ہمارے ہاں غلّے کا نرخ ایسا گراں ہو جائے - کہ ہم اپنی دیگر ضروریات بہم نہ پہنچا سکیں +

سرکاری مالگذاری کا ادا ہونا بھی اسی کھیتی پر موقوف ہے - اس لئے نہایت مناسب اور ضروری ہے کہ کھیتی کے کام میں ترقی ہو +

ہماری عالی قدر گورنمنٹ نے بہت مہربانی سے بعض احاطوں میں ایسے مدارس تو ضرور جاری کئے ہیں - جن میں کھیتی کے فن کی تعلیم دی جاتی ہے - اور اس پیشے کے اصول سکھلائے جاتے ہیں - مگر دیکھنے سے معلوم ہوا - کہ اُن مدارس میں کھیتی کے عام قاعدے جو انگلستان میں مروّج ہیں - بتلائے جاتے ہیں - آلات بھی اُسی ملک کے ہیں - ہاں یہ سکھا دیا جاتا ہے - کہ ہندوستان میں انہیں کیونکر استعمال کرنا چاہئے - مگر یہاں کے زمینداروں کو وہ آلے اور قاعدے اپنے پرانے اصولوں کے خلاف معلوم ہوتے ہیں - چونکہ مزدور اُنہی اس ملک میں واجبی

مزدوری پر مل سکتے ہیں۔ اس لئے کلوں کی نسبت
مزدوروں سے کام لینے میں فائدہ اور کفایت دونو ہیں۔
جہاں تک ہو سکتا ہے۔ اس ملک کے لوگ ابھی پُرانے
رواج کو نہیں چھوڑتے۔ اور اپنے پہلے طریقوں کے
مطابق کاشت کرتے ہیں (عام اس سے کہ ترقی ہو
یا نہ ہو)۔ دوسرے ملکوں کے طریقے نہ تو پسند کرتے ہیں۔
اور نہ جلدی اختیار کرتے ہیں۔ ہاں اُن میں اتنی
توفیق بھی نہیں۔ کہ یورپ کے زمینداروں کی طرح
زرِ کثیر خرچ کرکے کلیں بنائیں یا ہل کے لئے عمدہ
سامان اور اچھے بیل خریدیں۔ اس مجبوری میں اپنے
پُرانے طریقوں سے ہی فائدہ نہ اُٹھائیں۔ تو کیا کریں۔
ہندوستان کے زمیندار اسی لئے پُرانی لکیر کے فقیر
رہے اور رہینگے۔ بزرگوں کے نکالے ہوئے اوزاروں
کو قابلِ پرستش چیزوں کی طرح سلامت رکھتے ہیں۔
اور اُن سے کسی ایک کو بھی تغیر و تبدل کرنا بُرا سمجھتے
ہیں۔ اس ملک کے آلات چونکہ یہاں کی آب و ہوا اور
زمین کا لحاظ کرکے بنائے گئے ہیں۔ اس لئے ایسے
ناقص نہیں۔ بلکہ عمدہ ہیں۔ اور اس وجہ سے زمیندار
غلطی پر بھی نہیں۔ ہم بھی پہلے انہی اصولوں کی تصریح
اور توضیح کرینگے۔ جو اس ملک کے طور و طریقے سے مطابق
ہیں۔ پھر یہاں کے زمینداروں کو کھیتی کے ایسے
قاعدوں کی طرف رجوع دلایا جائیگا۔ جو فی زمانہ عمدہ
سے عمدہ سمجھے جاتے ہیں۔ تاکہ کھیتی میں ترقی اور

اصلاح ہو - اور عام لوگ آسانی سے کھیتی کا پورا فائدہ حاصل کر سکیں - اور اپنے آپ ہی نئی چیزوں اور نئی غرضوں کے ساتھ فن زراعت کے سیکھنے کے خواہشمند ہو جائیں - فلاحت کے علم میں ترقی کریں - اور پھر رفتہ رفتہ انگریزی اوزار اور کلیں جو اپنے مفید مطلب دیکھیں - استعمال کیا کریں +

اس کتاب کے تین حصے کئے ہیں :-

پہلے حصے میں زراعت کے عام اصول بتائے گئے ہیں - اور درخت لگانے پر اشارات درج کئے گئے ہیں +

دوسرے حصے میں اجناس اور اُن کا بونا بیان کیا گیا ہے +

تیسرے حصے میں باغ کے درخت اور پودوں اور ترکاریوں کی پرورش کا ذکر ہے +

اخیر میں ایک **ضمیمہ** بھی لگایا ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے - کہ ہر ایک ماہ میں باغبانوں کو کیا کیا امور مدِ نظر رکھنے چاہئیں - راقم تہ دل سے اُن مصنفوں کا شکر گزار ہے - جن کی اس فن کی اردو اور انگریزی کتابوں سے اس کو مدد ملی +

پہلا حصہ ۔ کھیتی کے اصول اور درختوں کا لگانا

پہلا سبق ۔ مٹی

مٹی تین قسم کی ہے ۔ اوّل وہ جس میں کنکر اور
بالو ریت ملی ہوئی ہو ۔ دوم وہ کہ چکنی مٹی خالص ہو
سوم وہ کہ جس میں کھریا مٹی ۔ چونے کا پتھر ہو
یہ تینوں قسم کی مٹی پرانی ہے ۔ مگر اس زمانے میں
ان تینوں قسموں سے کوئی بھی اپنی اصلی صورت میں
سطح زمین پر دکھائی نہیں دیتی ۔ اس کی وجہ بعضے
یہ بیان کرتے ہیں ۔ کہ حضرت نوح کے زمانے میں جب
طوفان آیا اور ساری دنیا ڈوب گئی ۔ تو زمین کے اوپر

کی غلاظت اور یہ تینوں قسم کی مٹی پانی میں گھل گئی - خشک ہونے کے بعد اُس گھلی ہوئی مٹی اور غلاظت سے ایک اور قسم کی مرکب مٹی زمین پر بیٹھ گئی - اور تینوں قسموں کی اصلی مٹی اُس کے نیچے دب گئی - چونکہ یہ مرکب مادہ سب جگہ ایک ہی اندازے اور مقدار پر نہیں بنا - اسی واسطے مٹیوں کے مختلف قسموں کے سبب اور اجزائے غلاظت کے کم و بیش ہونے کے باعث جدا جدا جگہوں میں کئی قسم کی مٹی بن گئی - اور زمین کی سطح جو کہیں اونچی تھی اور کہیں نیچی - اُس کے لحاظ سے وہ مرکب مٹی کسی جگہ پر کم اور کسی جگہ پر زیادہ جم کر رہ گئی - اس سبب سے زمین کے اوپر کی مٹی مختلف موقعوں پر جدا جدا قسم کی ہو گئی - جو لوگ معدنیات کے علم سے ماہر ہیں - وہ یہ کہتے ہیں - کہ ابتدا میں زمین کے اندر اپنی اصلی حرارت کا جوش بہت تھا - وقتاً فوقتاً جب زمین میں جوش آتے رہے - اُس کی حرارت کے سبب اوپر کے مقاموں کی مٹی پگھل کر نیچے کی طرف جہاں کہیں نشیب تھا بہکر یا پگھل کر یا پھسلکر اوپر نیچے ہوتی رہی - ایسی حرارت سے نیچے کی سطحیں اونچی ہوتی رہیں - اور اونچی نیچی - اس طرح کئی دفعہ کے جوش اور حرارت سے ایک جگہ کی مٹی دوسری جگہ اور دوسری جگہ کی تیسری جگہ اوپر تلے ہوکر زمین کی سطح پر مرتب مٹی ہو گئی - پھر اُس پر بارشوں کا پانی گرتا رہا - اس سبب سے بھی اونچی جگہ کی

مٹی نیچے کی طرف بہ کر آتی رہی - اور ہوتے ہوتے کئی بار کے نیچے اوپر ہو جانے سے زمین کے اوپر کی مٹی خلط ملط ہو کر مرکب ہو گئی اور اصلی مٹی نیچے دب گئی - اس کے سوا پھر کئی قسم کی کھاد - مثلاً حیوانوں کا فضلہ - درختوں کے پتے اور سڑی ہوئی شاخیں وغیرہ زمین میں شامل ہو کر کئی قسم کی مٹی بن گئی - اس زمانے میں زمین کی بہت سی قسمیں مشہور ہیں - جو لوگوں کی بول چال کے لحاظ سے اپنے اپنے وطن کی اصطلاحوں کے ذریعے کئی ناموں سے نامزد ہیں +

پنجاب میں زمین کی قسموں کے جو نام ہیں - ذیل کے نقشے میں لکھے جاتے ہیں :-

نمبر شمار	زمین کی قسم	تشریح
۱	نیائیں	وہ زمین ہے جو گاؤں کے گرداگرد ہو - اور اُس پر بول و براز اور کھاد گرتی ہو - آبادی کے گرداگرد گورہ ہوتا ہے - گورہ کے پرے جو زمین مزروعہ ہو - اور آدمی اُس میں رفع ضرورت کو بیٹھ جائیں - وہ زمین نیائیں ہے - اور اُس کو عام بولی میں باڑہ بھی کہتے ہیں +

نمبر شمار	زمین کی قسم	تشریح
۲	روہی	سخت زمین جس میں ریت نہ ہو۔ بعض جگہ جس میں زیادہ ریت ہو۔ وُہ روہی کہلاتی ہے۔ اُس زمین کو عام بولی میں بانگر کہتے ہیں +
۳	میرا	جس میں چکنی مٹی اور ریت ملی ہوئی ہو +
۴	دوساہی	وہ زمین ہے جس کے نیچے سخت زمین اور اوپر ریت ہو +
۵	ویڑ	وہ زمین ہے جہاتک ریت کا انبار لگا ہووے +
۶	ڈاگر	مثل روہی کے ہے۔ یہ تعریف بڑی ضروری ہے +
۷	چھل	وہ زمین ہے جو دریا کے اچھال سے پیدا ہو جائے + چھل در اصل اُچھال کا مخفف ہے +
۸	لاہڑی	مثل نیائیں - یہ نام پہاڑمیں بولا جاتا ہے +
۹	کلراٹھی	جس میں شور ملا ہُوا ہو +
۱۰	ریتڑ	ریت والی زمین جس میں ریت کا جزو زیادہ اور مٹی کم ہو +

تشریح	زمین کی قسم	نمبر شمار
سخت زمین کنکر کی جس میں پانی جلد خشک ہو اور کم جذب ہو +	روڑ	۱۱
اونچی زمین- ریت کے ٹیلے کو کہتے ہیں +	ٹبہ	۱۲

ان قسموں کے مرکب ہو جانے سے اور نام پیدا ہوگئے ہیں- جیسے چھل سے ریت مل کر چھل ریتر اور میرا اور ریت مل کر میرا ریتر یا دوباچھی کہلاتی ہے- اسی طرح چھل ریتر وغیرہ- مختلف ضلعوں میں متفرق نام اور قسمیں مشہور ہیں +

موجودہ مٹی کی تفصیل قسم وار

اوّل سب سے اچھی مٹی وہ ہے- جس میں ہر طرح کی مٹی اور غلاظت برابر ملی ہوئی ہو (یہ مٹی یا یغیچے کے لائق ہے) +

دوم وہ مٹی بھی اچھی ہوتی ہے- کہ جس میں چونہ- بالو اور چکنی مٹی ملی ہو- اُس مٹی میں جانوروں کی غلاظت اور جڑی بوٹیوں کے سڑے ہوئے پتے ملائے جائیں- تو اچھا فائدہ دیتی ہے +

سوم درجے کی وہ مٹی ہے- کہ جس میں چونے کے سوا باقی سب قسموں کی مٹی شامل ہو +

چہارم وہ مٹی - کہ جو صرف باو یا ریت ہو - یہ مٹی بہت ناقص قسم کی ہے - وجہ یہ ہے کہ اس میں پانی بالکل نہیں ٹھیر سکتا - گرمیوں میں دھوپ سے زیادہ گرم ہو جاتی ہے - اور سردیوں میں اس کو سرد ہوا سرد کر دیتی ہے اور قابل تردد نہیں رہنے دیتی - اُس کے اجزا کھلے اور دور دور ہوتے ہیں - اس سبب سے سردی اور گرمی کا گزر اُس میں زیادہ ہے - اور چونکہ اُس کے اجزا قریب نہیں ہوتے - اس واسطے نیچے سے سطح زمین سے پانی بھی اوپر کو نہیں کھینچ سکتی ہے - اس واسطے جلد خشک ہو جاتی ہے +

پنجم - وہ چکنی مٹی - کہ جس میں سختی اور چکناپن کے سبب شگاف پیدا ہو جائیں - اور جب مٹی خشک ہو جائے تو پھٹ کر اُس میں درزیں پڑ جائیں +

ششم - کلر آمیز چکنی مٹی جس کو اوسر کہتے ہیں +

ہفتم - کھڑیا مٹی[1] - اس مٹی کی تاثیر سرد ہے - اور سفید رنگ کی ہوتی ہے - یہ مٹی اپنے چکنے پن کے سبب منجمد زیادہ رہتی ہے - اس سبب سے اس میں سورج کی کرنیں کم پڑتی ہیں - اگر سورج کی کرنیں اُس میں پہنچ بھی جائیں - تو اُس کے اندر اثر کم کرتی ہیں - اس قسم کی مٹی میں پانی بھی کم جذب

[1] ایسی مٹی کو پنجاب میں پانڈو - گولو کہتے ہیں +

ہوتا ہے - اور دیر تک اُس میں کھڑا رہتا ہے - اور فصل کو نقصان دیتا ہے - اور پھر اُس سے عفونت پیدا ہو جاتی ہے ٭

ناقص مٹیوں کے درست کرنے کی ترکیب

مٹی کو درست اور کاشت کے قابل بنانے کے واسطے یہ عمل کرنا چاہئے - پہلی اور دوسری قسم کی مٹی اپنی حیثیت میں در اصل اچھی ہے - اسی واسطے معمولی کھاد وغیرہ کے سوا اس میں کسی قسم کی آمیزش وغیرہ کرنے کی ضرورت نہیں + تیسری قسم کی مٹی میں اگر من دو من پختہ چونہ فی کنال ڈالا جائے - تو اچھے قسم کی اراضی کے برابر کاشت کے لائق ہو جاتی ہے - اس میں صرف چونے کی کمی ہوتی ہے - اور سب قسم کے اجزا اُس میں پائے جاتے ہیں - اس کی یہ پہچان ہے کہ ایسی مٹی کی ایک چھوٹی ڈلی نوشادر اور شورے کے تیزاب میں ڈالیں - جب مٹی پر تیزاب گریگا - تو وہ مٹی اُبلنے لگیگی - پس جس قدر چونے کا مادہ زیادہ ہوگا - اُتنی ہی دیر تک وہ بھی اُبلتی رہیگی - اُس مٹی میں تیزاب گرانے سے جوش بہت کم پیدا ہوگا جس میں چونا کم ہوگا +

چوتھی قسم کی مٹی میں مویشیوں کا گوبر - چکنی مٹی - چونہ بقدر ضرورت ڈالا جائے اور سڑے ہوئے درختوں کے پتوں کی کھاد اور گلے ہوئے گھاس پھونس ملائے جائیں - تو وہ بھی اچھی قسم کی زمین اور بونے کے لائق ہو جائیگی +

پانچویں قسم کی مٹی میں بالو ریت اور گھوڑوں کی لید ملانے سے اُس کی سختی دور ہو جاتی ہے - اور دراڑیں ڈالنے والا مادہ پھر اُس میں نہیں رہتا - کیونکہ اُس میں سردی زیادہ ہوتی ہے - جب یہ گرم چیزیں اُس میں ملینگی - تو اُس کی سردی کم ہو جائیگی - اصلی خاصیت کے سبب سے لید اور ریت میں یہ طاقت ہے - کہ انجماد کو دور کر دیتی ہے - وہ ایسی زمین کو سخت اور منجمد نہ ہونے دیگی - اگر ریت میسر نہ آئے - تو اُس مٹی کو جلا دینا چاہیئے - اس عمل سے بھی یہی فائدہ ہو جائیگا - مگر مٹی تھوڑی دیر جلائی جائے - بہت جلانے سے اُس کا اثر جاتا رہیگا - جب اس قدر جل جائے کہ اُس کی رنگت کالی ہو جائے - تو کافی ہے +

چھٹی قسم کی مٹی میں کلر زیادہ ہوتا ہے - اگر کلر کم ہو جائے - تو وہ بھی اچھی قسم کی ہو جائیگی - کلر دور کرنے کی ترکیب یہ ہے - کہ جس کھیت میں کلر ہو - اُس کے چاروں طرف اونچی مینڈیں بنا کر پانی چھوڑ دیا جائے - اور پانی اُس میں بھرا رہے - جب پانی خشک ہوگا - تو کلر والا مادہ

بھی پانی کے ساتھ نیچے چلا جائیگا۔ دوسری ترکیب یہ
ہے۔ کہ آک کے درختوں کو پتوں اور شاخوں سمیت
کاٹ کر کھیت میں ڈال دیں۔ جب وہ مٹی میں
گل سڑ جائینگے۔ تو کلر دور ہو جائیگا۔ جہاں کلر زیادہ
ہو۔ وہاں اگر دو چار سال تک لانا جس سے سجی
پیدا ہوتی ہے۔ بویا جائے۔ ہر سال اسکو کاٹ کر
سجی بنائیں۔ تو سجی کلر کے مادہ کو جذب لیگی۔ اور
زمین کھیتی کے لائق ہو جائیگی۔ پھٹاپن اسطرح دور
ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ پانچویں قسم کی مٹی کے درست
کرنے میں ذکر کیا گیا ہے۔
ساتویں قسم کی مٹی میں اگر ریت کے ساتھ گھاس
کی گلی ہوئی کھاد اور گھوڑوں کی لید۔ ہاتھیوں کی
چوتھ ملا کر ڈالی جائیں۔ تو سب قسموں کی مٹیوں سے
یہ مٹی بہت اچھی ہو جائیگی +
اس ملک کے ہر ایک ضلع یا حصے میں عموماً ہر ایک
قسم کی مٹی پائی جاتی ہے۔ جس کسی کو خراب مٹی کی
اصلاح یا علاج کرنا منظور ہو۔ وہ آسانی سے کر سکتا
ہے۔ ایسا بھی دیکھا گیا ہے۔ کہ بعض جگہ اچھی کے
اوپر ناقص مٹی پڑ جاتی ہے۔ اس کے واسطے یہ عمل
کرنا چاہیئے۔ کہ کھیت میں ایک یا ایک سے زیادہ گڑھے

---

[1] ضلع جہلم اور ملتان میں یہ چیز شور زمین میں بکثرت
ہوتی ہے +

کھود کر اُس کی عمدہ مٹّی جو نکلے۔ وہ کھیت میں ڈالی جائے۔ اور کراہ یا پھاوڑی کے ذریعے یا کسی اَور طریق پر کھیت کے اوپر سے ناقص مٹّی اُتار کر وہ گڑھے بھر دیئے جائیں۔ اس طریق سے کھیت کی حیثیت عمدہ ہو جائیگی۔ اور گڑھے بھی بھر جائینگے۔ بعض جگہ کھیت کی ایک طرف اچھی مٹّی ہوتی ہے۔ اور دوسری طرف ناقص۔ وہاں بھی اسی طرح پر مٹّی کا بدلنا اور ہلا دینا بآسانی ہو سکتا ہے۔

دو ملکوں کے دو کھیتوں میں اگر مختلف قسم کی مٹّی موجود ہو۔ تو اُس کا مبادلہ بھی مشکل نہیں۔

مٹّی کی تاثیر کی شناخت آسان تر ہے۔ جس مٹّی میں چکنے پن کے باعث انجماد زیادہ ہو۔ اور اُس میں دھوپ اور ہوا کا اثر کم۔ اُس کے باریک اجزا آپس میں ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس لئے اُس کی تاثیر سرد ہے۔ جس مٹّی میں اُس کے اجزا کھلے ہوئے ہوں اور چکنا پن نہ ہو اُس کی تاثیر گرم ہے۔ وجہ یہ کہ ریت اور کھلی ہوئی مٹّی میں دھوپ کی گرمی اور ہوا کی تاثیر بہت جلد ہو جاتی ہے۔

جس زمین میں ریت اور چکنی مٹّی قریب برابر کے ہو۔ وہ نہ بہت سرد ہوتی ہے اور نہ بہت گرم۔ بلکہ متوسط درجے کی ہوتی ہے۔ غرض جس قدر کسی زمین

سلہ اس کو ہل سہاگی بھی کہتے ہیں۔ اور پنجاب میں اس کو کراہ کہتے ہیں۔

میں ریت اور چکنے پن کا مادّہ زیادہ پایا جائے۔ انہی درجوں پر اس کی گرمی اور سردی خیال کرنی چاہیئے۔ اگر یہ دریافت کرنا ہو۔ کہ نباتی مادّے یا چونہ یا ریت یا پانی فلاں مٹی میں کس قدر ہے۔ تو اُس کے دریافت کرنے کے آسان اور موٹے قاعدے یہ ہیں۔ کہ پانی کی تعداد جانچنے کے لئے پہلے مٹی کو تول کر دھوپ میں خشک کرو۔ خشک ہونے کے بعد جس قدر تول میں کمی ہوگی۔ وہ پانی کی تعداد سمجھی جائے +

واضح رہے۔ کہ ایک قسم کا منجمد پانی جو مٹی میں ملا ہوا ہے۔ وہ دھوپ میں سکھانے سے دور نہیں ہوتا ہے۔ مگر وہ بہت تھوڑا ہوتا ہے۔ اور صرف علم کیمیا کے ذریعے سے جدا ہو سکتا ہے۔ اُس کا لحاظ نہیں کیا گیا۔ نباتی مادے کی تعداد دریافت کرنے کے واسطے باقی مادہ مٹی کو آگ میں جلاؤ۔ پھر اُس کو تولو۔ جس قدر کمی ہو۔ وہ نباتی مادّے کی تعداد ہوگی +

چونے کی تعداد دریافت کرنے کی بابت تیسری قسم کی مٹی درست کرنے کی ترکیب کو پڑھو +

ریت کی مقدار اگر دریافت کرنی ہو۔ تو یہ عمل کرنا چاہیئے۔ کہ مٹی کو پانی سے باحتیاط دھو ڈالو۔ جتنی مٹی یا اور قسموں کے مادّے یا دوسرے مادّوں کے حصّے اُس میں ملے ہوئے ہونگے۔ وہ پانی میں گھل کر دور ہو جائینگے۔ باقی خالص ریت نکل آئیگی۔ مگر اُس کے دھونے میں یہ احتیاط کرو۔ کہ پانی میں مٹی ملا کر اور

اُس کو گھول کر ایک منٹ تک برتن میں ٹھیرا رکھنا چاہیئے - ورنہ کچھ باریک ریت پانی کے ساتھ نکل جائیگی - مٹی دھونے کا عمل جب تک جاری رکھنا چاہیئے - کہ صاف پانی نہ نکلے - جب یہ حالت ہو جائے - کہ جیسا صاف پانی ڈالا جائے - ویسا ہی رہے - تو سمجھو کہ ریت باقی رہ گئی ہے ؞

دوسرا سبق

ہل چلانا - سوہاگہ پھیرنا اور زمین کا پلٹنا

اوپر کی مٹی کا نیچے کرنا اور نیچے کی مٹی کا اوپر لانا زمین کا پلٹنا[1] کہلاتا ہے - کھیتی کے واسطے زمین کا پلٹنا بہت اچھا ہے - ایک تو زمین نرم ہو جاتی ہے - دوسرے طاقت اور مٹی جو نیچے ہوتی ہے - وہ اُوپر آ جاتی ہے اور اوپر کی کمزور مٹی نیچے چلی جاتی ہے - عام زمیندار اس کو خوب جانتے ہیں - کہ اگر نرم زمین اور طاقتور مٹی میں تخم ریزی کی جائے - تو پودوں کے بڑھنے اور

---

[1] پنجاب میں اس عمل کو میڑنا کہتے ہیں ؞

تاکہ اُس میں ہوا ۔ اوس ۔ دھوپ کی تاثیر داخل ہو کر
زمین کی حیثیت کو بڑھائے ۔ اس پلٹنے کی نسبت یہ
ایک حکایت مشہور ہے ❊

حکایت

کسی کسان نے جان کندنی کے وقت اپنے بیٹوں کو
بلا کر یہ وصیت کی ۔ کہ میں نے اپنے کھیت میں زمین
کے نیچے ایک فٹ کے قریب خزانہ دبایا ہے ۔ اس وقت
مجھ میں طاقت نہیں ہے ۔ کہ خود جا کر اُس کا نشان
تم کو بتلاؤں ۔ میرے مرنے کے بعد کھیت کھود کر
نکال لینا ۔ اُس کے مرنے کے بعد خزانے کی تلاش
میں اُس کے بیٹوں نے کھیت کو کھودا اور کھیت
کی ساری مٹی اوپر تلے کر دی ۔ کوئی خزانہ دستیاب
نہ ہُوا ۔ مگر زمین کی حیثیت بہ نسبت سابق اس
عمل سے ایسی عمدہ ہو گئی ۔ کہ دن بدن اُس میں
پیداوار زیادہ ہونے لگی ۔ اور رزق کی افزونی سے
اس کسان کی اولاد مال دار ہو گئی ۔ اور اُس کسان
کی وصیت کا نتیجہ خزانے کے برابر ہو گیا ۔ گویا
کسان کی یہ نصیحت اپنی اولاد کے حق میں کافی دولت
بن گئی ۔ ہل چلانے سے یہ مراد ہے ۔ کہ زمین اکھاڑی
جائے اور مٹی ملائم کر کے اوپر نیچے کی جائے ۔ جیسا
یہ عمل زمین کو مفید ہے اور کوئی محنت اور اصلاح
سوا ئے کھاد کے حیثیت بڑھانے والی نہیں ہے ❊ جتنی

زیادہ دفعہ زمین میں ہل چلائے جائینگے۔ اتنا ہی فائدہ
زیادہ ہوگا۔ جن جنسوں اور درختوں کے پودوں کی
جڑیں لمبی اور گہری جاتی ہیں۔ مثلاً کھجور۔ تل۔ کپاس
یا شیشم[1] اور کیکر وغیرہ کے درخت۔ اُن کے لئے
جہاں تک ہو سکے۔ بہت گہرے ہل چلانے کی ضرورت
ہے۔ اور جن کی جڑیں اوپر ہی اوپر پھیل جاتی
ہیں۔ جیسے [illegible]۔ جوار وغیرہ۔ اُن کے واسطے زیادہ
گہرے ہل چلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ معمولی طور
پر ایسی جنسوں کی کاشت کے واسطے ہل چلانے کافی ہیں۔
لیکن ایسی جنسوں کے واسطے زیادہ گہرے بہت دفعہ
ہل چلانے چاہئیں۔ مثلاً ایکھ[2] (نیشکر)۔ کپاس۔
گندم وغیرہ۔ ایسی جنسوں کے واسطے جس قدر ہل
چلائے جائیں۔ اتنا ہی اچھا ہے۔ اسی طرح سے
مٹی [illegible] پر موقوف
ہے۔ اور [illegible] میں ایسی اور چھوٹی زمین
ہل چلانے سے [illegible] جاتا ہے۔

قلبہ رانی زیادہ دفعہ کرنے کی یہ کہاوتیں
پنجاب کے زمینداروں کی مشہور ہیں۔

سٹھیں سیویں گاجراں سو سیویں کماد۔ [illegible]
پائے کے پیچھے کنک دا جھاڑ۔ [illegible]

---

[1] اس درخت کو پنجاب میں ٹاہلی کہتے ہیں۔
[2] ایکھ بکسر ہمزہ و سکون یائے معروف جس کو پنجاب میں کماد کہتے ہیں۔

زیادہ قلبہ رانی سے غلّہ کی بیشی بڑھ جانے کی نسبت
ایک حکایت مشہور ہے:

حکایت

کسی زمیندارنی نے گیہوں کا آٹا گوندھا اور روٹی پکانے
کی اُس کو تیار ہوئی ۔ اتنی دیر میں اُس کو اور کام
پیش آ گیا ۔ آٹے کو چھوڑ دیا اور آپ کام میں لگ
گئی ۔ تو کتے آٹے تھوڑا سا نوچ لے گئے ۔ جب کام
سے فارغ ہوئی ۔ تو روٹی پکا کر اپنے خاوند کو لے گئی ۔
اور کھیت میں پہنچ کر اپنے خاوند سے بولی ۔ کہ کھیت
میں اچھی طرح پر کریہ اور زیادہ دفعہ ہل چلانا ۔ اس
زمیندار نے جو ہل کی تحسین تھی اچھی طرح پر اُس
کھیت میں ہل چلائے ۔ اور خوب زمین کو باریک اور نرم
کیا ۔ کسی دن وہ زمیندارنی پھر کھیت میں گئی ۔ اور ایک
مٹی کی ڈھیلا کو ہاتھوں پر اُٹھا کر زمین پر زور سے
پھینکا ۔ چونکہ زمین نرم تھی ۔ وہ ڈھیلا نہ ٹوٹی ۔ بلکہ
مٹی میں دھنس گئی ۔ پھر اُس زمیندار نے گیہوں بوئے
اور کاٹے ۔ زمیندارنی نے اُن کا خوب باریک آٹا پیسا
اور گوندھا اور آنگن میں رکھ دیا ۔ کتے جب آٹا لینے
کو آئے ۔ تو اُس آٹے میں پھنس گئے ۔ زمیندارنی یہ
تماشا دیکھ کر خوش ہوئی ۔

صرف یہ فائدہ زیادہ دفعہ ہل چلانے کا ہے ۔ کہ
جس کے سبب سے غلّہ کی جمعیت بڑھ گئی ۔ اور
بیشی زیادہ پیدا ہوئی ۔

باغوں اور ہر قسم کی تخم ریزی کے لئے زیادہ دفعہ ہل چلانے میں فائدہ ہے۔ درختوں کے ذخیرے وغیرہ میں جہاں کہیں چھوٹے چھوٹے پودے موجود ہوں۔ اُن میں جہاں تک ہو سکے۔ یا جس قدر زیادہ قلبہ رانی کی جائے۔ اُسی قدر درختوں کے پودوں میں بڑھنے اور پھیلنے کی طاقت آ جائیگی۔ کیونکہ جب زمین نرم اور باریک ہوگی تو اُس میں طاقت بڑھ جائیگی۔ اور مٹی نرم ہونے کے سبب درختوں کے پودوں کی جڑیں آسانی سے نیچے چلی جائینگی اور پودے جلد پرورش پائینگے۔ اس عمل سے خراب قسم کی گھاس پیدا نہیں ہوگی۔ مگر درختوں اور پودوں کی جڑوں سے اس قدر قریب قریب ہل نہ چلائے جاویں۔ کہ جس سے وہ اُکھڑ جائیں یا اُن کی جڑیں کٹ جائیں یا مٹی ادھر اُدھر ہو کر جڑیں اُن کی ننگی ہو جائیں۔ اس امر کا ضرور لحاظ رکھنا چاہئے۔ ورنہ پودوں کی جڑیں کٹ جائینگی۔ یا ننگی ہو جائینگی۔ اُن کا سرسبز رہنا مشکل ہے۔

اگلے زمانے میں لوگ اس بات کا لحاظ رکھتے تھے۔ کہ زمین میں ہمت اور سامان کے اندازے سے زیادہ کاشت نہ کی جائے۔ جس قدر ہمت اور سامان ہو۔ اُسی قدر زمین کو محنت سے کاشت کیا۔ باقی بلا تردد چھوڑ دی۔ کبھی کسی ٹکڑے کو اور کبھی کسی ٹکڑے کو یعنی۔ اس عمل سے ایک تو باقی ماندہ زمین کے خالی پڑے رہنے سے طاقت بڑھ جاتی ہے۔

دوسرے مویشیوں کے لئے گھاس وغیرہ کا چارہ ہو جاتا ہے۔ جس کے چرنے سے مویشیوں میں طاقت رہتی ہے +

اس بارے میں پنجاب کے زمینداروں میں یہ کہاوت مشہور ہے +

بُہتی کھیتی بُہتا ڈن تھوڑی کھیتی بُہتا ان

زیادہ زمین بونا زیادہ سزا ہے + تھوڑی زمین بونے سے زیادہ غلہ ملتا ہے۔

حال کے زمانے کے لوگ اور سامان کاشت کی نسبت زیادہ زمین کی کاشت کرنے میں کوشش کرتے ہیں۔ چونکہ محنت کے اندازے سے زمین زیادہ ہوتی ہے۔ اور سامان ان کے پاس ناکارہ۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ فائدہ تو درکنار رہا۔ اُلٹا نقصان اُٹھانا پڑتا ہے۔ اگر تھوڑی زمین پر محنت زیادہ کی جائے۔ تو ضرور فائدہ ہو +

جن علاقوں میں کاشتکار بہت ہیں۔ اور زمین تھوڑی۔ وہاں البتہ محنت سے کھیتی کے فائدے حاصل کئے جاتے ہیں۔ اور اس کے خلاف سب کو معلوم ہے۔ ساتھ ہی اس کے یہ بھی خیال کرنا چاہیئے۔ کہ اگر زمین تھوڑی اور محنت کرنے والے بہت ہوں۔ تو جس قدر پوری پوری محنت کی گنجائش ہو۔ اُتنی ہی محنت کرنے والے اس کام میں رہیں۔ باقی اور کام

خراب قسم کی گھاس پیدا ہو جائیگی۔ جس کے اُکھاڑنے
میں پھر تکلیف ہوگی ۔ اور تردّد کرنا پڑیگا۔ اور وہ
گھاس زمین کی طاقت کو کم کر دیگی ۔ اگر برسات کے
بعد ہی جوتی ہوئی زمین میں ایسے موقعوں پر بھی
ہل چلاتے رہیں ۔ جس سے وہ نکمی گھاس سوکھ جائے
اور مٹی میں مل کر کھاد کا کام دے جائے۔ پھر جس
فصل میں کسی جنس کی کاشت کرنے کا ارادہ ہو۔ تو
تھوڑی سی قلبہ رانی کرکے اُس کو بو دیا جائے ۔
پہاڑی علاقوں میں جہاں کھیتوں کی سطح ایک طرف کو
اونچی ہو ۔ اور دوسری طرف کو نیچی ۔ ایسے سلامی دار
کھیتوں میں برسات سے اگلی فصل کے واسطے زمین کو
جوتنا اچھا نہیں ۔ وجہ یہ ۔ کہ بارش کا پانی جو کھیت سے
باہر نکل جائیگا ۔ اُس کے ساتھ زمین کی قوت[1] بھی بہ
جائیگی ۔ اور زمین ناطاقت رہ جائیگی ۔ ایسی زمین
میں اگر فصل خریف کے بونے کا ارادہ نہ ہو ۔ صرف
ربیع بونی ہو ۔ تو برسات کے بعد اُس زمین کو جوتیں
تاکہ گھاس کے قائم رہنے کے سبب زمین کی طاقت
باقی رہے ۔ یہی حال اُن زمینوں کا ہے ۔ جو ملک
میدان میں واقع ہوں ۔ اور اُن میں نشیب و فراز
ہو۔ خیال رکھنا چاہیئے ۔ کہ جب زمین کے جوتنے
کا ارادہ کرو ۔ تو ہلوں کو سیدھا چلاؤ ۔ اور اُس

[1] پنجاب میں زمین کی قوت کو کن کہتے ہیں ۔ بعض لوگ اُس کو
رت بھی کہتے ہیں ۔ یعنی خون زمین کا ۔

کی کونڈیں[1] اور آڑیں سیدھی رہیں - ترچھا ہل چلانے سے کسی نہ کسی جگہ ایسی زمین باقی رہ جائیگی - جو ہل[2] سے اُکھاڑی نہ گئی ہو - ہل آہستہ آہستہ سٹے ہوئے کونڈوں سے چلاؤ - جلدی چلانا بھی اچھا نہیں + کیونکہ جلدی چلانے سے بھی یہی خوف ہے - کہ کہیں بے جوتی زمین نہ رہ جائے - اور اچھی طرح برابر اُکھاڑی نہ جائے +

ہل چلاتے وقت ہاتھ کا دباؤ جنگھی[3] پر ہمیشہ یکساں رہنا چاہیئے - کیونکہ کم و بیش دباؤ سے کبھی ہل گہرا چلیگا اور کبھی اونچا - یہ ٹھیک نہیں ہوتا ہے - اور مویشیوں کو تکلیف زیادہ ہوتی ہے - جہاں زمین بہت سخت ہو - وہاں پہلی دفعہ گہرا ہل نہ چلاؤ - پہلے صرف تین چار اُنگل گہرا ہل چلاؤ اور قریب قریب سیاڑ رکھو - اُس سے یہ فائدہ ہوگا - کہ کھیت میں بڑے بڑے ڈھیلے پیدا نہیں ہونگے - جن کا توڑنا پیچھے سے مشکل ہو جاتا ہے - اور سخت زمینوں میں اُس وقت ہل چلانا چاہیئے - کہ ابھی تک اُن میں نمی باقی ہو - اگر بالکل خشک ہو جائیں - تو ہل چلنا مشکل

---

[1] کونڈ اور آڑ کو پنجاب میں سیاڑ کہتے ہیں +

[2] پنجاب میں ایسے ٹکڑے زمین کو جو اس طرح رہ جائے - ناڑہ کہتے ہیں +

[3] جنگھی ہل کی اُس لکڑی کا نام ہے - جو کیلے کی طرح ہوتی ہے - اور ہل چلاتے وقت ہاتھ میں پکڑی ہوئی ہوتی ہے +

ہو جاتا ہے +

پنجاب میں عموماً دو قسم کے ہل ہوتے ہیں ۔ مُنّہ اور ہل یا ہلڑ مُنّے سے ہل کی نسبت بہت گہری جوتائی ہوتی ہے ۔ اس لئے زمیندار لوگ مُنّے کو اچھا چاہتے ہیں ۔ مگر اس کے واسطے اچھے مضبوط بیل درکار ہیں اور محنت اور حکمت بھی اُس میں زیادہ ہوتی ہے ۔ اور ہل میں کسی قدر کم ۔ ہل چلانے کی نسبت یہ زمینداری مثل مشہور ہے +

ہل دا کی باہناں پھڑ جنگھی ڈھگا تا ہناں

یعنی ہل کا چلانا کیا جنگھی کو پکڑ کر صرف بیلوں کو ہانکنا چاہیئے مشکل ہے ۔

ہل کردا گاڈیاں سی چال ہلاں اڈدی دُھوڑ سوہاگیاں نگڑی چلاں

یعنی گاڑی کے چلانے میں بیلوں کو ہلاتے جلاتے رہیں + اور ہل آہستہ چلائے جائیں ۔ سوہاگہ ایسا جلد چلانا چاہیئے ۔ کہ دھوں اُڈتی نظر آئے ۔ اور تین بیل ایک سوہاگہ کے واسطے چاہئیں +

پہاڑی علاقوں میں کئی جگہ سخت زمین کو ہل کے سوا پھاوڑے سے یا کدال سے اکھاڑتے ہیں ۔ اور پھر فصل بو دیتے ہیں[1] ۔ اس واسطے پیداوار اچھی ہوتی ہے ۔ سوہاگہ ایک مشہور لکڑی کا آلہ ہے ۔ جس سے زمین

---

[1] کیونکہ پھاوڑے اور کدال کی کھدائی ہل سے گہری ہوتی ہے +

کو جوتنے کے بعد ہموار کیا جاتا ہے - اور ڈھیلے توڑے جاتے ہیں - مٹی باریک کی جاتی ہے - جب دو تین دفعہ ہل جوت لیا - تو زمین پر سوہاگہ پھیرتے ہیں - اس میں یہ فائدے ہیں - ایک تو مٹی کے ڈھیلے جو ہل سے اُکھڑے ہوئے ہوتے ہیں - وہ ٹوٹ کر باریک ہو جاتے ہیں - دوسرے زمین کی سطح آراستہ اور ہموار ہو جاتی ہے - تیسرے جب فصل اُس میں بوئی گئی - اور سوہاگہ اُس میں پھیرا گیا - زمین دب جاتی ہے - تو کئی قسم کے کیڑے اُس کے اندر گھس نہیں سکتے - اور کھلی ہوئی زمین میں جہاں چاہتے ہیں - گھس جاتے ہیں - اور بیج اور نرم انگوری کا نقصان کر دیتے ہیں سوہاگے سے زمین میں نمی زیادہ عرصے تک رہتی ہے - اور لوگ نمدار زمینوں میں ہل چلا کر اُس کے اوپر سوہاگہ پھیر دیتے ہیں - جس سے عرصے تک نمی قائم رہتی ہے - اور بیج بونے کے وقت فائدہ دیتی ہے - اگر ایسی زمینوں میں ہل چلا کر سوہاگہ نہ پھیرا جائے - تو زمین خشک ہو کر بونے کے لائق نہیں رہتی ہے - ہل اور سوہاگے کا عمل آپس میں ملا ہوا ہے - گویا سوہاگہ ہل کا مددگار ہے - اُن کے بیان کی زیادہ ضرورت نہیں ہے - اس آلے کی نسبت پنجاب میں یہ زمینداری مثل مشہور ہے :-

ستو سیویں نہ ایک سوہاگہ - یعنی ایک دفعہ سوہاگہ پھیرنا سو دفعہ کے ہل چلانے کے برابر ہے +

چپٹی تختی کا سوہاگہ جو اس کے پیچھے پھیرا جاتا
ہے۔ جس سے زمین اوپر سے درست ہو جاتی ہے۔ مگر
سوہاگہ پھیرنے والوں کو دقت اور بیلوں کو تکلیف زیادہ
ہوتی ہے۔ اگر اس کی جگہ گول سوہاگے کا استعمال
کیا جائے۔ تو اچھا ہے۔ کیونکہ چپٹے سوہاگے میں بیلوں
کا زور زیادہ لگتا ہے۔ اور سخت ڈھیلے اچھی طرح
نہیں ٹوٹتے۔ اور گول سوہاگے سے ان دونو باتوں کی
کفایت ہے۔ اس قسم کا گول سوہاگہ زمین کے ہموار
کرنے کے لیئے اور زمین کی سختی اور نرمی کے مطابق
بھاری اور ہلکا ہونا چاہیئے۔ انبالہ کے ضلع میں گول
سوہاگے کا اب بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ
اُس طرف کی زمین زیادہ سخت ہے ؁

تیسرا سبق

کھاد

کھاد[1] سے مراد ہے۔ کہ زمین میں اس کے ڈالنے
سے طاقت بڑھ جائے۔ اور زمین میں سے طاقت پیدا

[1] پنجاب میں کھاد ان ناموں سے مشہور ہے۔ کوڑا۔
کرکٹ۔ روڑی۔ میل۔ ڈھیر۔ کلر۔ پاد۔ میل ؁

ہو جائیں۔ تاکہ ہر ایک طرح کے تخم جو زمینوں میں
بوئے جائیں یا درخت لگائے جائیں۔ وہ اچھی طرح
نشوونما پائیں۔

کھاد ایسی چیز ہے۔ کہ ناقص زمین کو عمدہ
بنا دیتی ہے۔ اور اُس کی حیثیت کے تبدیل کرنے
کے لئے فائدہ مند ہے۔ مگر اس صورت میں کہ زمین
کی تاثیر کے خلاف نہ ہو۔ جس کا ذکر پہلے سبق میں
مفصل لکھا گیا ہے۔

اب کھاد کی خاصیت کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ ایک
کھاد تو سرد ہوتی ہے۔ اور دوسری گرم۔ جو کھاد حیوانوں
کا فضلہ ہے۔ اُس کی یہ پہچان ہے کہ جن حیوانوں
کا فضلہ ہضم ہو جانے کے بعد شکم سے خارج ہو۔
اُس کی تاثیر سرد ہے۔ وجہ یہ ہے۔ کہ جو حیوانات
جگالی کرتے ہیں۔ اُن کے منہ سے جگالی کرتے وقت
اُن کے فضلے کے گرم گرم بخار بھاپ بن کر نکل
جاتے ہیں۔ اور جو حیوان جگالی نہیں کرتے ہیں۔ اُن
کے فضلے میں بخارات موجود رہتے ہیں۔ اس لئے اُس
کی تاثیر گرم ہے۔ جو کھاد نباتی یا جمادی ہے۔ اُس کے
لئے یہ بیان کافی ہے۔ کہ جیسے تاثیر کا مادہ اپنی اصلیت
پر قائم ہوگا۔ بعد بدل جانے اپنی اصلیت کے جہاں تک
ہو سکیگا۔ ویسا ہی باقی پایا جائیگا۔ پس کھاد جب
کسی زمین میں ڈالنا ہو۔ تو پہلے اُس کی خاصیت
دیکھ لو۔ پھر کھاد کو بھی اُس کی خاصیت کے

موافق ڈالو۔ اگر زمین کی خاصیت گرم ہے۔ تو کھاد سرد
چاہیئے۔ متوسط قسم کی زمینوں میں کھاد بھی متوسط
خاصیت کے لحاظ سے فائدہ دیگی۔ مطلب یہ ہے۔ کہ
زمین کی خاصیتوں کی ضدوں کا لحاظ رہے۔ نہیں تو
اُس کھاد کے ڈالنے سے کچھ بھی فائدہ نہیں ہوگا۔
اور محنت برباد جائیگی۔ چکنی زمین کی تاثیر چونکہ سرد
ہوتی ہے۔ اس لئے اس میں کھاد گرم ڈالنی چاہیئے۔
اور ریت والی زمین میں جس کی تاثیر گرم ہے۔ اُس
میں سرد خاصیت کی کھاد ڈالی جائے۔ اسی طرح پر مرکب
قسم کی زمین میں کھاد بھی مرکب قسم اور خاصیت
کی ڈالنی لازم ہے ؎

کھاد کی قسمیں

ا۔ مویشیوں کا گوبر اور پیشاب اور انسان کا براز
اور پیشاب۔ یہ چیزیں جلد اثر کرتی ہیں۔ زمین کو
طاقت دیتی ہیں۔ پیداوار کو بڑھاتی ہیں۔ خصوصاً یہ
کھاد ہر قسم کی ترکاریوں اور سبزیوں کو فائدہ مند
ہے۔ جیساکہ شہروں اور قصبوں کے قریب قریب کے
کھیتوں میں اسی قسم کی کھاد کی مدد سے ہر قسم کی
ترکاری اور سبزی زیادہ اور جلد ہو جاتی ہے۔ خصوصاً
موٹی تازی مویشی کا گوبر اور پیشاب طاقتور زیادہ
ہوتا ہے۔ اور دُبلی اور کم زور مویشیوں کا ایسی
طاقت نہیں رکھتا۔ وجہ یہ ہے۔ کہ دُبلی مویشی کے

کیڑے پیدا ہو جائینگے - اور پھر وہ اُٹھکر اور بچے اُس میں دسے دینگے - تو اُن کا نکالنا مشکل ہو جائیگا - بچا کر رکھنا چاہیئے - کہ تازہ کھاد کسی قسم کی ہو - اچھی نہیں ہوتی ؛

۴ - گھوڑوں اور بھیڑوں کا فضلہ - زمیندار اپنی اٹکل سمجھ سے اس کھاد کو ناقص قسم کی سمجھتے ہیں - یہ بھی سمجھتے ہیں - کہ یہ کھاد گرم ہے - کھیتوں کو خشک کر دیتی ہے - یہ سچ تو اُن کی درست ہے - اس لئے کہ اس کھاد کی تاثیر ضرور گرم ہے - مگر یہ کھاد ناقص قسم کی نہیں - اچھی کھاد ہے - اور اپنا اثر اچھا دکھاتی ہے - جب یہ تازہ کھاد زمین میں ڈالی جائے - تو بیشک ایسا فائدہ نہیں دیگی - جیسے کہ گلی ہوئی کھاد فائدہ دیتی ہے - اگر ضرورت کے وقت تازہ بھی ڈالنی منظور ہو - تو پھر پانی زیادہ دینا چاہیئے - چکنی مٹی کی زمین میں اگر یہ کھاد ڈالی جائے - تو فائدہ ہوگا ؛

۵ - کوڑا کرکٹ اور راکھ - جب یہ گل سڑ جائیں - تو اچھی کھاد بن جائیگی - سرکنڈا[۱] اور لانا گل کر جب مٹی جیسے ہو جائیں - تو بھی اچھی کھاد نہیں ہوتی ہے - کیونکہ ان میں کھارا مادّہ زیادہ ہوتا ہے - جس کھیت میں یہ کھاد ڈالی جائیگی - فائدہ نہیں ہوگا - البتہ ہلدی کی کاشت کے لئے کسی قدر فائدہ دیگی - اگر سرکنڈوں

[۱] پنجاب میں کانا کہتے ہیں - دیکھو حاشیہ صفحہ کتاب ہذا ؛

کو آگ میں جلا کر اُس کی راکھ کر لیں اور پھر کھیت میں ڈالیں ۔ تو کسی قدر یہ راکھ فائدہ دیگی ۔ لیکن کھیت میں ڈالنے سے پہلے کچھ عرصے تک یہ راکھ پڑی رہے +
تب اچھی کھاد ہو جائیگی +

۱۴ ۔ ہڈیاں اور چونہ ۔ اگر یہ دونوں چیزیں کوٹ کر باریک کی جائیں ۔ تو یہ کھاد بھی اچھی ہے ۔ مگر اس ملک میں اس کا رواج نہیں ہے ۔ ہڈیاں اور چونہ اگر دونو جلا کر کوٹے جائیں ۔ تو کھیتی کو بہت فائدہ دیتے ہیں ۔ یورپ کے ملکوں میں چونے کو بڑے شوق سے کھیت میں ڈالتے ہیں ۔ اور ڈالنے کے وقت اس کے طریقے اور اندازے کا خیال رکھتے ہیں ۔ اس میں کچھ شک نہیں ہے ۔ کہ کاشتکاری کے واسطے یہ ایک عمدہ کھاد ہے ۔ جتنا یہ کھاد فائدہ دیتی ہے ۔ اُتنی اور کوئی چیز فائدہ نہیں دیتی +

اس چونے کی تاثیر سے خوراک میں وہ طاقتور مادّہ پیدا ہو جاتا ہے ۔ جس سے حیوان اور انسان کی ہڈیوں کا وجود بنتا ہے ۔ درختوں اور کھیتی کے پودوں کی لکڑی جو ہڈیوں کی طرح ہیں ۔ اُس کی مدد سے بن جاتی ہیں ۔ چونے میں ایک وصف یہ ہے ۔ کہ مدّت سے زمین میں بیکار پڑے ہوئے جو مادّے پودوں کے کام نہیں آسکتے ہیں ۔ وہ اس کی تاثیر سے پگھل جاتے ہیں اور پھر درختوں اور کھیتی وغیرہ کے پودوں کے بڑھانے اور سرسبز رکھنے کے

کام میں آجاتے ہیں - یاد رہے - کہ اَور قسم کی کھاد
کی طرح بے پرواہی سے چونے کو استعمال کرنا اچھا
نہیں ہے - جب تک اُس کو درست اور برتاؤ
کے لائق نہ بنایا جائے - جیسا کہ ہم نے بیان کیا
ہے - تب تک کھیت میں نہ ڈالا جائے - کیونکہ اُس
کا ڈالنا بے فائدہ ہے - بلکہ ایسا چونہ نقصان دیگا -
اگر کسی زمین میں چونہ پہلے سے موجود ہو - تو پھر اَور
چونے کے ڈالنے سے کچھ فائدہ نہیں - چونہ ڈالنے
سے پہلے یہ دریافت کرنا چاہیئے - کہ اُس کھیت میں
چونہ کا مادہ ہے - اگر اُس کی پہچان کوئی نہ جانتا ہو
یا پہچان میں نہ آسکے - تو بہتر ہے - کہ چونہ کھیت
میں نہ ڈالا جائے - چونے کی موجودگی اور
دریافت کرنے کا قاعدہ مٹی کے بیان میں لکھا گیا
ہے ٭

چونے کے درست کرنے کی پہلی ترکیب

٭ اوّل ایک گڑھے میں چھ سات انچ چونہ بھرو -
پھر اتنا ہی مویشیوں کا گوبر اُس پر بچھاؤ - اور
اُس کے اوپر اُس قدر ایک تہ چونے کی اَور چڑھاؤ
اور پھر اُس پر عمدہ قسم کی مٹی ڈال کر زمین
میں خوب دباؤ - تو دو ڈھائی مہینے میں اچھی کھاد
بن جائیگی ٭

چونے کے درست کرنے کی دوسری ترکیب

مٹا ہوا اور چھانا ہوا چونہ قلعی — ۱۰ من - پکی ہوئی راکھ ایک من - چونے کے بچے پتھر سڑے ہوئے ۲۰ من - مویشیوں کا گوبر ۲ من - اکتوبر کے مہینے میں گڑھا کھود کر ڈالیں اور اس میں تھوڑا سا پانی بھی چھوڑ دیں پھر اس کے اوپر مٹی ڈال کر دبا رکھیں - تو چھ ہفتے میں اچھی کھاد بن جائیگی ۔

ایسے چونے کی بنی ہوئی کھاد کو تھوڑی تھوڑی کھیتوں میں ڈالیں - تو فائدہ اٹھائیں ۔

۷- پرانے مکانوں اور دیواروں اور گلی کوچوں کے شور کلر - یہ کھاد بھی اچھی ہے - خصوصاً تمباکو کی جنس کے واسطے بہت ہی فائدہ مند ہے ۔

۸- شراب کا فضلہ[1] نیشکر کی جنس کو اچھا ہے ۔

۹- نیل کی کاٹیاں اور اس کے سڑے ہوئے پتے مع پانی کے اکثر جنسوں کو مفید ہیں ۔

۱۰- سن کے پودے کو جب اس میں پھول نکل آئیں - جس کھیت میں بوئے گئے ہوں - اس میں ہل چلا دئے جائیں - اور مٹی میں دبا دئے جائیں - جب وہ گل جائیں - تو سب قسم کی کھیتی کو مفید کھاد ہے ۔

۱۱- پکی اینٹیں درختوں کی جڑوں میں جڑوں کے

---

[1] اس کو لاہن کہتے ہیں ۔

نزدیک کھاد کے عوض کوٹ کر ڈالیں - پھر پانی اس میں زیادہ دیا جائے - تو کھاد کا کام دیگی ۔ درختوں کی جڑوں کو مضبوط کرتے ہیں - اور پھل اُس میں تروتازہ اور موٹا پیدا ہوتا ہے - خاص کر آم - انار اور کھجور کے واسطے فائدہ مند ہے - اینٹیں جو کوٹی جائیں - زیادہ سخت نہ ہوں - کیونکہ زیادہ سخت اینٹیں مٹی میں اپنی تاثیر نہیں کر سکتی ہیں - اسی واسطے زیادہ فائدہ نہیں دینگی ۔

۱۲ - جانوروں کا خون - کھاد کی طرح انگوروں کی جڑوں میں ڈالا جاتا ہے - اُس سے انگور کے پھل موٹے اور لذیذ ہو جاتے ہیں - بعض لوگ تو چھوٹے چھوٹے جانور اور کتے بلی مار کر انگور کی جڑوں میں اسی مطلب کے لئے دبا دیتے ہیں - اُس سے بہت فائدہ سمجھتے ہیں ۔

۱۳ - بازار کی نالیوں کا پانی اور کیچڑ - یہ اچھی اور جلد اثر کرنے والی کھاد زمین کی حیثیت کو بڑھاتی ہے - پیداوار کو ترقی دیتی ہے - اسی طرح اگر دیہات کی گلی کوچوں کا پانی برسات کے موسم میں کھیتوں کو دیا جائے - تو بہت اچھا ہے ۔

۱۴ - پوکھروں اور تالابوں اور نہروں کی سطح بالائی کی مٹی - بعض زمیندار اس کو بھی اپنے کھیتوں میں

له تو پچ ۔

ڈالتے ہیں۔ کیونکہ اُن کی سطح پر عمدہ چکناپن جمع رہتا ہے۔ اس لئے پودوں کی اچھی پرورش ہوتی ہے۔ اسی طرح دریا کا سیلاب اور بھاری ندی نالہ جس میں مٹی آمیز پانی ہو۔ وہ بھی جس کھیت میں ہو کر گذر جائیگا۔ کھیت کی حیثیت کو بڑھائیگا۔ بشرطیکہ کھیت کی مٹی بہا کر نہ لے جائے۔ دریا کا اُمنڈاؤ[2] اس کے پڑ جانے سے زمین کی حیثیت عمدہ ہو جاتی ہے۔ بشرطیکہ اس میں ریت نہ ہو +

سب سے زیادہ خوبی اس میں اور تالاب وغیرہ گلیوں کی مٹی میں جن کا ذکر اوپر ہؤا ہے۔ یہ ہے۔ کہ جس زمین میں اُن کو ڈالا جائے۔ اُس میں کئی برس تک خراب قسم کی گھاس پیدا نہیں ہوتی ہے۔ صرف جو جنس بوئی جائے۔ وہی پیدا ہوگی اور اس میں نلائی کی ضرورت کم پڑیگی۔ اور زمین کی طاقت بھی قائم رہیگی۔ وجہ یہ ہے۔ کہ دریا کی کیچڑ[3] اور چکناپن میں گھاس کے تخم اور جڑیں ایسی نہیں ہوتی ہیں۔ جو

[1] پنجاب میں اس چکناپن کو پنا کہتے ہیں +

[2] پنجاب میں اس کو منڈ کہتے ہیں۔ اصل یہ ہے۔ کہ اگر دریا کے امنڈ جانے سے دریا کی مٹی کسی کھیت میں پڑ جائے۔ تو اُس کھیت کی حیثیت بڑھ جاتی ہے۔ اگر دریا کے امنڈاؤ سے ریت گر جائیگی۔ تو کھیت بالکل خراب ہو جائیگا +

[3] پنجاب میں اس لفظ کو پنا کہتے ہیں +

پیدا ہو جائیں - بلکہ پانی اور مٹی میں گلی ہوئی گھاس اس مٹی کے ساتھ کھیتوں میں پڑ جاتی ہے - پھر ایسی زمینوں میں زیادہ ہل چلانے اور اکھاڑ ڈالنے کی کیا ضرورت ہے - کیونکہ یہ دونو چیزیں کھاد کی مجموعہ ہیں - جس کھیت میں یہ دونو چیزیں پڑ جاتی ہیں - وہاں مٹی نرم اور کھلی ہوئی رہتی ہے - اور اس قسم کی مٹی میں ڈھیلے بھی نہیں ہوتے ہیں - جب تالاب اور پوکھریل کی مٹی میں ڈھیلے پیدا ہو جائیں - اُن کو توڑ کر درست کر لیں ❊

۱۵ - برف اور اولے - اگر فصل چھوٹی چھوٹی ہو اور ابھی تک اُس کے پودے ایسے سخت نہ ہوئے ہوں - کہ ٹوٹ جائیں - بلکہ ایسے ہوں جو ٹیڑھے ہو کر سیدھے ہو جائیں - تو اُس پر برف کا برسنا اور اولوں کا گرنا فائدہ دیگا - اور کھاد کی طرح پودوں کے بڑھنے اور سرسبز رہنے میں مدد پہنچیگی - اُس صورت میں کہ جب بہت زیادہ نہ ہو - چنانچہ بعض پہاڑی علاقوں میں جہاں برف کبھی کبھی پڑتی ہے - وہاں جس سال برف پڑ جائے - اُس سال میں بہ نسبت دوسرے سالوں کے فصل اچھی ہوتی ہے ❊

۱۶ - پرند جانوروں کی بیٹ - یہ ایک عمدہ کھاد ہے - جو پہلے ہی سے گلی ہوئی ہے - جس زمین میں

سلہ اولوں کو پنجاب میں اَلّن یا گڑے کہتے ہیں ❊

ڈالی جائے۔ اُس کی حیثیت کو اچھا بنا دیتی ہے۔
خصوصاً کبوتروں اور بطخوں کی بیٹ بہت ہی عمدہ
شمار کی گئی ہے۔ اگر ان دونو بیٹوں کو ملا کر ڈالا
جائے۔ تو علیحدہ علیحدہ ڈالے جانے کی نسبت اور
بھی زیادہ فائدہ دیگی ⁂

[لہ] ۵۔ جانوروں کی بیٹ۔ ہڈیاں۔ پر وغیرہ جو بعضی
جگہ سمندر کے کنارے پڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ اُن
کو سمیٹ کر انگلستان اور دوسرے ملکوں میں لے
جاتے ہیں۔ وہاں کے زمیندار خرید کر اپنے کھیتوں
میں ڈالتے ہیں ⁂

۶۔ کھلی۔ بعض ملکوں میں اس کو پانی میں
بھگو کر کھیت میں ڈالتے ہیں۔ اس سے بھی پودے
اور درخت بڑھتے اور پھیلتے ہیں۔ اس ملک میں اس
کھاد سے کوئی واقف نہیں ہے۔ جس مویشی کو
کھلی کھلائی جاتی ہے۔ اُس کا گوبر دوسرے گوبر سے
طاقتور ہوتا ہے۔ مگر دُبلی مویشی کا گوبر زیادہ
فائدہ مند نہیں۔ ہاں پلی ہوئی مویشی کا گوبر اچھا
ہوتا ہے ⁂

کھاد کی نسبت عام لوگوں کے خیال

اس ملک میں بڑے بڑے شہروں اور قصبوں کے
سوا کہ اس جگہ کے لوگ کسی قدر خواہش کھاد کی کرتے

لہ اس میل کو گوانو کہتے ہیں ⁂

ہیں - عام زمیندار اس چیز کی پرواہ نہیں کرتے۔ دوسری ولایتوں کے لوگ جو کھیتی کے فن سے واقف ہیں - اور تجربوں سے اچھی طرح ثابت کر چکے ہیں۔ اس کھاد کی بڑی قدر کرتے ہیں - اور اُسے اُٹھا کر لے جاتے ہیں - خواہ کیسی ہی بُو یا کہیں پڑی ہو۔ نفرت نہیں کرتے +

ملک جاپان میں زمینداروں نے سڑکوں کے کناروں پر آنے جانے والے مسافروں کی رفع ضرورت کے لئے پاخانے بنائے ہیں - اور اُن میں برتن رکھے ہیں - جب کسی قدر بول و براز جمع ہو جاتا ہے - اُٹھا کر کھیتوں میں ڈال دیتے ہیں - ضرورت نہیں ہوتی - تو ڈھیروں میں اس کو رکھ چھوڑتے ہیں +

جو زمیندار لوگ گاؤں سے شہروں میں ترکاری سبزی بیچنے آتے ہیں - پھرتے وقت اپنے مویشیوں یا اپنے کاندھوں پر جیسی کہ صورت ہو۔ شہروں سے کھاد اٹھا کر اپنے گاؤں کو لے جاتے ہیں۔ اور وہاں اپنے کھیتوں میں ڈالتے ہیں - یہاں کے زمیندار مویشیوں کے گوبر کو خشک کر کے جلاتے ہیں اور اُن کے پیشاب کو بے پروائی سے ضائع کرتے ہیں۔ البتہ پہاڑی علاقوں کے [1] جو خشک پہاڑ کے دامن میں

---

[1] جو علاقہ خشک پہاڑ کے دامن میں ہے۔ ایسے دیہات کو جو خشک پہاڑ کے دامن میں آباد ہیں۔ پنجاب میں کنڈھی کہتے ہیں +

آباد ہیں) اور گاؤں میں بھیڑ بکری یا دوسرے مویشی کو کھیتوں میں بٹھاتے ہیں۔ تو اُن کی مینگنیاں اور گوبر پیشاب کھیت میں مل جاتا ہے۔ جس سے پیداوار زیادہ ہوتی ہے۔ مگر یہ عمل وہ لوگ تھوڑے عرصے تک کرتے ہیں۔ یعنی جب تک کہ برسات کے موسم میں مویشیوں کو گھروں کے اندر مکھیاں اور مچھر تنگ کرنے لگتے ہیں۔ اس عمل کا اُن کو فائدہ معلوم نہیں۔ اکثر لوگوں کا یہ خیال ہے۔ کہ کھیت میں جو مویشی بیٹھ جاتے ہیں۔ تو اُس کے جسم کی گرمی کے اثر سے زمین کی پیداوار بڑھ جاتی ہے۔ اصل میں ان کا یہ خیال درست نہیں۔ بلکہ اُن جانوروں کا پیشاب اور فضلہ جو زمین میں گرتا ہے۔ اور وہاں گر کر کھاد بن جاتا ہے۔ اس کی تاثیر سے پیداوار ہو جاتی ہے۔ یہ خیال کسی کسی کو ہے۔ چونکہ اس کی اصلیت معلوم نہیں۔ اسی واسطے اس کے فائدے سے محروم ہیں۔ بعضے لوگ بنٹی اور ڈھاک اور پلاس وغیرہ درختوں کی چھوٹی چھوٹی لکڑیاں اور پتے کھیتوں میں کھاد کے بدلے ڈال دیتے ہیں۔ یہ بھی اُن کی سمجھ کا پھیر ہے۔ کہ درخت سے اُتار کے اور کھیت میں ڈال دئے۔ اگر سمیٹ کر اوّل ایک گڑھے میں ڈال کر پانی بھر دیں۔ جب گل جائیں اور اُس سے بھبک اُٹھنے لگے۔ پھر کھیتوں میں ڈالیں۔ تو فائدہ ہوگا۔ اور پیداوار میں بھی ترقی ہوگی۔ پہاڑی

علاقوں میں زمیندار لوگ چیل[1] کائیل[2] درختوں کے پتوں کی کھاد بناتے ہیں - اور سبز پتے کاٹ کر یا خشک پتے جھڑے ہوئے اکٹھے کرکے مویشی کے گوبر کے ساتھ ایک گڑھے میں ڈال دیتے ہیں - ایک سال کے عرصے میں اس عمل کے ذریعے عمدہ کھاد بن جاتی ہے - پھر وہاں سے اُٹھا کر کھیتوں میں ملا دیتے ہیں ٭

کھاد اگر کھلی پڑی رہے - اور ہوا اس پر اپنا اثر کرتی رہے - تو اس کی حیثیت بدل جائیگی - اور خراب قسم کی ہو جائیگی - کیونکہ کھاد کا اصلی مادّہ نمک ہے جو زمین کی پیداوار کو فائدہ پہنچاتی ہے - جب کھاد کھلی رہیگی - تو اُس میں سے وہ نمک نکل جائیگی - اور کھاد ناکارہ ہو جائیگی - ایسا عمل کرنا مناسب ہے - کہ جس وقت کھیت میں کھاد ڈالی جائے - اُسی وقت کھاد ڈال کر جلدی سے مٹّی میں ملا دی جائے - کھلی ہوئی کھاد ہوا میں کھیت کی سطح پر پڑی نہ رہے - ورنہ وہی نقصان کھلی پڑی رہنے سے عائد ہوگا - جس کا ابھی ذکر ہو چکا ہے - مالی[3] وغیرہ قوموں کے پاس جو تھوڑی تھوڑی زمین ہوتی ہے - وہ اپنی اپنی زمینوں میں کھاد ڈال کر جلدی ہل چلا دیتے ہیں - اسی واسطے ان کے کھیتوں میں اچھی پیداوار ہو جاتی

---

[1][2] یہ مشہور درخت ہیں - جن کو صنوبر کہتے ہیں ٭

[3] پنجاب میں ایسی قومیں ارائیں سائینی ہیں ٭

ہے - یہی وجہ ہے - کہ اگر کھاد کھیت میں جلد ملا دی جائے - تو اُس کی بھبک کی تاثیر ضائع نہیں ہوتی - بلکہ زمین کی حیثیت کو بڑھا دیتی ہے ؀

عام لوگ جس جگہ کھاد جمع کرتے ہیں - وہاں اُس کو ہوا میں خشک پڑا رہنے دیتے ہیں - اگر گڑھا کھود کر اُس میں جمع کریں اور اُس میں ضرورت کے موافق پانی چھوڑ دیں - اور اوپر مٹی ڈال کر دبا دیں - تو یہ کھاد کے واسطے عمدہ عمل ہے - بلکہ اس عمل سے سب کوڑا کرکٹ جو کھاد میں ہوگا - وہ اچھی طرح گل جائیگا - اور نئی بھبک جو اُس میں پیدا ہوگی - اُس میں سے نکلنے نہ پائیگی - مگر اس بات کا ضرور خیال رکھو - کہ جب کھاد وہاں سے نکالو - بہت جلد کھیت کی مٹی میں اس کو ملا دو - اگر کھلی پڑی رہیگی - تو اُس کی بھبک اُڑ جائیگی - اور اُس کا اثر جاتا رہیگا ؀

جب کوئی جنس قطاروں میں لگانی ہو - تو صرف قطاروں یا نالیوں میں کھاد ڈال کر بونا چاہئے - پھر ضرورت کے مطابق اُس پر مٹی ڈالی جائے - تب یہ کھاد فائدہ دیگی ؀

واضح رہے - کہ جس قدر کھاد باریک اور گلی ہوئی ہوگی - اُس قدر جلدی فائدہ دیگی - وجہ یہ ہے - کہ کھاد سے جو باریک اجزا پیدا ہونگے - وہ جڑوں کے سوتوں کے راستے چڑھ کر پودوں کو غذا اور بڑھنے کی طاقت دینگے - اگر پودوں کے بڑھانے کے واسطے

کھاد کا اثر جلد پہنچانا منظور ہے ۔ تو اُن کی جڑوں
میں اچھی باریک کھاد پانی میں گھول کر ڈالنی چاہیئے
تاکہ پانی کے ساتھ ہی لطیف اجزا اور باریک طاقتیں
جڑوں کے سوتوں کے واسطے اُن کو جلدی فائدہ پہنچائیں
اور وہ پودے جلدی بڑھنے شروع ہو جائیں ۔ یہ بات
ثابت ہو چکی ہے ۔ کہ عنصری مادت درختوں اور
جڑی بوٹیوں وغیرہ کی پیدائش کے سبب ہیں ۔
اور زمین کے اجزا اُن میں گھس کر غلّہ اور گھاس
اور ہر قسم کے پھول اور پھل پیدا کر دیتے ہیں ۔
جب یہ پھل اور پھول ہر قسم کے انسان اور
حیوان کھاتے ہیں ۔ تو کسی قدر اُن کے جسم کے
جزو بن جاتے ہیں ۔ اور جو باقی رہے ۔ وہ فضلہ
بن کر نکل جاتے ہیں ۔ وہ اپنے اصلی عنصروں
میں تبدیل ہوکر زمین میں مل جاتے ہیں ۔ ان دلیلوں
سے ظاہر ہے ۔ کہ جو خوراک کا اصلی اثر ہوگا ۔ یا
جو غذا کی اصلی طاقت ہوگی ۔ اُن کا بھی جزو اُن
خوراکوں کے فضلے میں باقی پایا جائیگا ۔ یہی سبب
ہے ۔ کہ انسان کا فضلہ سب حیوانوں کے فضلے سے
اوّل درجے کا شمار کیا جاتا ہے ۔ پھر چار پاؤں اور
پرندوں وغیرہ کا ۔ پھر ہر ایک انسان اور حیوان کا
فضلہ کہ جیسی جیسی اُن کی خوراک ہوگی ۔ ویسی ویسی
اُس فضلے کی تاثیر ہوگی ۔

حکایت

لوگوں میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کی کرامت مشہور ہے۔
اتفاق سے علاقہ گجرات کے ایک زمیندار کے کھیت میں
اُن کا ڈیرا اُترا تھا۔ بغیر بوئے اُس کا کھیت ہرا
ہو گیا۔ وہ زمیندار جو مفلس تھا۔ بہت دولت مند
ہو گیا۔ اصلی وجہ کوئی خیال نہیں کرتا۔ کہ کیا تھی۔
اصل حال یہ ہے۔ کہ وہ کھیت جوتا ہُوا تھا۔
جب ڈیرا تین دن وہاں رہا۔ حیوانوں اور انسانوں
کی خوراک کے لئے جو غلہ جو۔ چنا آتا تھا۔ اُس میں
سے کچھ کوئی دانہ گرتا رہا۔ وہ زمین میں باقی رہا۔
اور وہ وقت بھی ربیع کے فصل کے بونے کا تھا۔
بارش بھی اُس موقع پر خاطر خواہ ہو گئی۔ اس لئے
بغیر بوئے اُس میں کھیتی پیدا ہو گئی۔ اور کھاد
کی زیادتی کے سبب اُس کھیت کی فصل نے خوب
زور پکڑا۔ اور پکنے کے بعد کاٹی گئی۔ زمیندار کے
ہاتھ غلہ مفت آیا۔ جس سے اُس کی دولت بڑھ
گئی +

کھاد کی قسمیں

عام اصولوں سے کھاد تین قسم کی ہے۔ حیوانی
نباتی۔ جمادی۔ ان تینوں قسموں کی بھی دو دو قسمیں
ہیں۔ قدرتی۔ مصنوعی۔ حیوانی وہ ہے۔ کہ جو

حیوان کے جسمی اجزا یا بول براز سے ہو +

نباتی وہ کھاد ہے - کہ جو قدرتی یا مصنوعی طور پر نباتات سے حاصل ہو +

جمادی کھاد ایک قسم کی مٹی کو دوسرے قسم کی مٹی میں ملانا مراد ہے - اور چونا اور نمک وغیرہ اس کھاد کی قسموں میں شامل ہیں - جہاں تک ہوسکے - زمینداروں کو اس کے برتاؤ اور جمع رکھنے کا خیال کرنا چاہئے - اور اس کے فائدوں کی طرف بھی دیکھنا چاہئے - امید نہیں - کہ سوائے کھاد کے کھیتی ترقی کرے - اس معاملے میں کسانوں نے تجربوں سے ثابت کیا ہے کہ ایک آدمی کا سال بھر کا براز ایک ایکڑ اراضی کے واسطے کافی ہوسکتا ہے - اگر اس کو احتیاط سے رکھ کر استعمال کریں - اس طریق پر اگر کھیتوں میں ڈالا جائے - تو اچھا ہے - کھیت میں نالی کھودیں - پھر لکڑی یا ٹین کی ٹٹیاں بنا کر اُس نالی پر رکھ دیں - جب وہ نالی پُر ہو جائے - اُس کو مٹی سے داب دیں - پھر دوسری نالی کھود کر ٹٹیاں آگے بڑھائیں - پھر دوسری جگہ بھی ایسا ہی عمل کیا جائے - یہاں تک کہ تمام کھیت میں اسی طرح پر نالیاں کھود کھود کر آدمی کا براز جب اُس میں بھر جائے - مٹی سے داب دیا جائے - تو یہ تھوڑی کھاد بھی بہت سی زمین کے واسطے کافی ہوگی +

چوتھا سبق

تخم کی حفاظت

اس ملک میں تخم (بیج) کی حفاظت ایسی کم ہوتی ہے۔ کہ جس کا ہونا نہ ہونے کے برابر ہے۔ اسی سبب سے ہر جنس میں اس کی کئی کئی قسم کی ملاوٹیں ہو جاتی ہیں۔ وہ غلط جنس ہو کر ایک تو پیداوار میں فرق آجاتا ہے۔ دوسرے بڑے بڑے بازاروں میں اس کی قدر نہیں ہوتی ہے۔ اور سستی بکتی ہے۔ یہاں سے جب سوداگر لوگ دوسری ولایت کو لے جاتے ہیں۔ تو وہاں بے قدری اور بے غرضی سے اس کی خرید و فروخت ہوتی ہے۔ وجہ یہ ہے۔ کہ عموماً زمیندار لوگ اس ملک میں بونے کے لئے بیج کا غلہ بازار سے یا کسی ساہوکار سے لیتے ہیں۔ بازاروں میں اور ساہوکاروں کے ہاں پر ایک جنس کی خواہ وہ کسی قسم کی ہو۔ عموماً ایک جگہ پر ملا کر رکھ دیتے ہیں۔ اس لئے کئی قسم کی جنس اس حصہ میں مل جاتی ہے۔ جو زمیندار اپنے گھروں میں بھی تخم رکھتے ہیں۔ وہ بھی کسی خاص قسم کا

اور جدا جدا نہیں رکھتے - بلکہ وہ غلّہ ملا جُلا ہؤا ایک
ہی خرمن[1] کا ہوتا ہے +
اگر خاص طور پر کسی قسم کا غلّہ بویا جائے - تو
کاٹنے کے وقت اُس کی حفاظت نہیں رکھتے - اُس
جنس کے اور قسموں کے ساتھ ایک ہی خرمن میں
اُس کو کاٹ کر اکٹھا کرکے پھر ملا دیتے ہیں - عمدہ
تخم اور ایک قسم کا ہونا بہت ہی ضروری ہے - اس
میں فائدہ یہ ہے - کہ اس جنس کا کھیت ایک ہی
وقت پر پک کر کاٹا جائیگا - اور اُس کے سارے دانے
اپنی اصلی بڑائی اور موٹائی میں یکساں پکے ہوئے اور
صاف نکلینگے - اگر ایک ہی جنس کے مختلف قسموں کا
ملا جُلا تخم بویا جائے - تو اُس کے بعضے پودے پہلے
پک جائینگے اور بعضے پیچھے - پھر غلّہ بھی بھونڈی
صورت اور مختلف قسموں کا ہوگا - اچھا اور صاف نہیں
ہوگا - اُس میں ایک یہ بھی خرابی پیدا ہو جائیگی - کہ
جن پودوں کے دانے کھیت میں پہلے پک گئے تھے -
وہ کھیت میں اُس وقت کھڑے رہینگے - جب تک کہ
سارا کھیت نہ پک جائے - اُن کے پکے ہوئے پودوں
کے دانے اپنی عمر طبعی سے گزر کر خود بخود یا کسی صدمہ
سے زمین پر گر جائینگے - اور جب دوسرے برس
اس جنس کو بویا جائیگا - تو وہ دانے جو گرے ہوئے
تھے - اُس بوئے ہوئے بیج کے دانوں کے ساتھ

[1] پنجاب میں خرمن کو - پڑ - پیڑ - کھلواڑہ کہتے ہیں +

پیدا ہو جائینگے - اگر اچھا یا کسی خاص قسم کا بیج ڈالا ہے - تو اُسے بھی دو شنہ کر دینگے - پھر یہ خودرُو غلّہ ہمیشہ گرتا اور پیدا ہوتا رہیگا - اور خراب گھاس کی طرح کھیت کی حیثیت کو بگاڑ دیگا - اور پھر اگر اُس کو اصلی غلّے کے دانوں سے جدا کریں - تو بڑی تمیز اور پہچان چاہیئے - ایسی حالت دھان کی قسم میں زیادہ ہوتی ہے - ہر قسم کے غلّے میں آگے پیچھے پک جانے سے اور کچھ نہیں - تو یہ خرابی جس کا ذکر ابھی ہو چکا ہے - ضرور ہی پڑجائیگی ایسی فصل کا تیار ہونا ایک وقت پر مشکل ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے - کہ جو جو پودے جس قسم کے اُس کھیت میں پک جائیں - صرف وہی کاٹ لیئے جائیں ۔

جو جنسیں دال کے کام آتی ہیں - اگر اُن میں کئی قسم کی ملاوٹیں ہو گئی ہوں - تو اچھا نہیں - جب اُن کو پکائینگے - تو بعضے دانے جلد گل جائینگے - اور بعضے دیر تک پکتے رہینگے - اور پھر بھی نہ گلینگے - اُن دانوں کو جو گلانے سے نہ گلیں - کُٹکا[1] کہتے ہیں - دال میں اس کا ہونا اچھا نہیں ہوتا - زمینداروں پر بیج کی حفاظت اور اس کی صفائی اور عمدگی رکھنی بڑا بھاری فرض ہے - مگر اس ملک میں بڑی

---

[1] پنجاب میں اس قسم کے دانے کو کوڑکو کہتے ہیں ۔

بے پرواہی سے اس کو رکھتے ہیں - اور کوئی خیال
نہیں کرتا ہے - جیسا گھر میں ہوتا یا کہیں سے مل
گیا - ویسا ہی بو دیا - اچھی بری پیداواری کی خبر اُن
کو نہیں ہوتی - اور نہ کچھ اگلی فصل کا اُن کو خیال
ہوتا ہے - بلکہ کھیت کو جوت کر تخم کا بو دینا ہی
اپنا فرض سمجھتے ہیں +
اگر ایسا عمل کیا جائے - کہ جب پودے یا درخت
کے پھل پکنے پہ آئیں - جب تک کھیتی نہ کاٹی گئی
ہو - اور پھل نہ توڑے گئے ہوں - پہلے اُس سے
بڑے بڑے خوشے اور پھلیاں اور پھل علیحدہ چن
چن کر توڑ لیں - بونے کے وقت یہ چنا ہوا تخم
بویا جائے - تو ہر جنس کی عمدہ اور خالص پیداوار
ہوا کریگی - یہ بھی یاد رکھو - کہ جس جس قسم کا تخم
بونا منظور ہو - اور ایک جنس کے تخم کی کئی قسمیں
ہیں - تو وہ جدا جدا کھیتوں میں بویا جائے - اگر
رلا ملا کر بویا جائیگا - تو وہی قباحت پیدا ہو جائیگی -
جس کا ابھی ذکر ہو چکا ہے - یہ طریقہ کچھ مشکل
نہیں ہے - بلکہ ایک قسم کی جنس کی خالص پیداوار
کے واسطے آسان قاعدہ ہے - صرف محنت ہے - تو یہ
ہے - کہ ہر ایک جنس کو قسم وار جداگانہ بونا اور
صاف کرنا اور سنبھال کر رکھنا پڑتا ہے - یہ محنت

سلہ پنجاب میں اس طریقے سے بیج کے واسطے جو خوشہ اور
پھل چن لیتے ہیں - جیٹھا کہتے ہیں +

ذائقے کے مقابلے میں بہت کم ہے ۔
جب کوئی جنس یا کسی درخت کا پھل اگلے سال
کی تخم ریزی کے واسطے رکھنا ہو ۔ تو یہ مناسب ہے کہ
اس کو اپنے اصلی نوشے یا چھلکے میں رہنے دیں اور
پوری حفاظت سے اُسے رکھیں ۔ مگر بعض ترکاریوں
کے تخم اگر وہ اپنے اصلی پوست میں رہیں ۔ تو ان
کے بگڑ جانے کا احتمال ہے ۔ ان کے تخم کو پھل سے
علیحدہ نکال کر حفاظت سے رکھنا چاہئے ۔ حفاظت کے
دنوں میں ہر ایک قسم کے تخم کو جہاں تک ممکن ہو
ہوادار اور سایہ دار جگہ میں رکھو ۔ جہاں ایسی ہوا
لگے ۔ کہ جس سے تخم کے دانوں میں سیل چڑھ جائے
یا کسی خراب تاثیر کی ہوا لگ جائے ۔ تو ایسی جگہ ہرگز
نہ رکھو ۔ ایسا نہ ہو ۔ کہ تخم کرم خوردہ ہو جائے ۔ یا
پھپھوندی لگ جائے ۔ گرمی کی شدت سے بھی تخم
کے زیادہ خشک ہو جانے کا اندیشہ ہے ۔ زیادہ گرمی
کے سبب سے اس تخم کا وہ مادہ کہ جس سے وہ بونے
کے بعد پھر جمتا ہے ۔ ناکارہ اور کم[1] زور ہو جائیگا ۔
اکثر لوگ غلطی سے درختوں کے پھل کی گٹھلی اور
ترکاری کے تخم کو بونے سے پہلے پانی سے دھو لیتے
ہیں ۔ اس عمل سے پیدا ہونے کے بعد اس کے پھل
اور ترکاری میں وہ مٹھائی اور ذائقہ قائم نہیں رہتا ۔
اور اس کی ذاتی رنگت بھی سلامت نہیں پائی جاتی

[1] پنجاب میں ٹھیک جاتا کہتے ہیں ۔

شاخیں آپس میں مل جائینگی ۔ اور پھلوں کی پیدائش کا سبب ہونگی ۔ جب تک نر و مادہ درختوں کی شاخیں اور پتے آپس میں نہ ملینگے ۔ تب تک پھل پیدا نہیں ہوگا ۔ جیسا کہ کھجور کے درختوں میں یہ بات پائی جاتی ہے ۔ اگر کھجور کا نر درخت مادہ سے دور ہو ۔ تو اس کے پھولوں کا غنچہ کاٹ کر مادہ کے پھولوں کے اوپر رکھ دینے سے پیدا ہو جاتے ہیں ۔ نر مادہ کی شاخوں کے ملنے سے یہ فائدہ ہو جاتا ہے ۔ کہ نر و مادہ درختوں کے پراگ کیسر اور گربھ کیسر آپس میں مل جاتے ہیں ۔ اور پھر پھلوں کی پیدائش ہوتی ہے ۔ بعض درختوں میں نر و مادہ پھول دونو اکٹھے ہوتے ہیں ۔ اور اس ایک ہی پھول سے ان کے پھل بھی پیدا ہو جاتے ہیں ۔ ان میں اس تمیز کی ضرورت نہیں ہے ۔ جن ترکاریوں اور درختوں کا تخم باریک اور چھوٹا ہو ۔ تو سوائے خاص خاص صورتوں کے نہیں لگ سکتا ہے ۔ مثلاً کیلا ۔ پودینہ ۔ درخت بڑ ۔ پیپل اور توت وغیرہ ۔ ان میں بڑ ۔ پیپل ۔ توت وغیرہ کی نسبت تو یہ ذکر عام لوگوں کی زبان پر ہے ۔ کہ جب تک کسی جانور کے ہضم ہونے کے بعد زمین پر نہ گرے ۔ تب تک پیدا ہی نہیں ہوتا ہے ۔ کیلے اور پودینے کے واسطے بھی یہی بات ہے ۔ کہ کیلے کی پھلی جب درخت پر پک جائے ۔ اس کو توڑ کر موسم کے موافق رستے پر ملیں ۔ اور پھر اس رستے کو زمین میں گاڑیں ۔ اس طریق سے

کیلے کے پودے نکل آئینگے ۔

پودینے کے بونے کا بھی ایسا ہی طریق ہے۔ کہ
بھاگن کے اخیر دنوں میں ایک رسّے پر گڑ کا شیرہ
ملو اور پھر اُس رسّے کو پودینے کے پودوں کے پاس
باندھو۔ مکھیاں پودینے کے پودوں پر سے گذر کر
رسّے پر بیٹھینگی۔ اس طرح پر ان کے پاؤں میں
پودینے کے تخم کا کچھ مادّہ لگ جائیگا۔ پھر جب وہ
رسّے پر بیٹھینگی۔ تو ان کے پاؤں سے وہ پودینے
کے تخم کا مادّہ چھٹ جائیگا۔ اور اس پر یکساں فقط
بیج کر دینگی۔ پھر وہ رسّہ زمین میں دابا جاوے۔
جیسا کہ کیلے کے رسّے دابنے کے قاعدے اوپر بتائے
گئے ہیں۔ جہاں رسّہ دابا جائیگا۔ وہاں پودینے کے
پودے نکل آئینگے۔ اس رسّے پر باریک تھوڑی مٹی
ڈالی جائے۔ اور اندازے کے مطابق اس میں پانی
دیا جائے۔ بعضے پودوں کے اس طرح پر بھی تخم
حاصل کر لیتے ہیں۔ کہ جن پودوں کے تخم اور پھل
ذخیرے میں پہلے بوئے گئے ہیں۔ پھر مناسب
پرورش کے بعد ذخیرے دوسری جگہ اکھاڑ کر
لگائے گئے ہیں۔ اگر چند بڑے بڑے پودے
اسی ذخیرے کی جگہ چھوڑ دئے جائیں۔ پھر وہ پودے
اپنی عمر میں پورے ہو جائیں۔ اور اچھی طرح پک
جائیں۔ تو اُس میں جو تخم پیدا ہوگا۔ وہ معمول کے موافق اگلے
سال کے بونے میں خرچ کیا جائے۔ یہ تخم بہ نسبت اکھاڑے

ہوئے پودوں کے تخم کے پیدا وار کے لائق اچھا ہو جاتا ہے۔ خصوصاً تمباکو کے تخم کی نسبت یہ تجربہ کیا گیا ہے ؎

مگر گوبھی اور بعض اور ترکاریاں جو چند جگہ تبدیل کرکے لگائے جانے سے اچھی پیداوار دیتی ہیں۔ اُن کے تخم بھی اسی طرح حاصل کرنے چاہئیں۔ ذخیرے کے پودوں کا تخم ناکارہ ہوگا ؎

گوبھی وغیرہ ترکاریوں کو دیکھا گیا ہے۔ کہ اگر اس کا تخم اصلی جگہ پر امریکہ و انگلستان وغیرہ سے منگاکر بویا جائے جہاں سے اس کا پہلے تخم آیا ہے۔ تو یہاں کے تخم کے مقابلے میں اس کا پھل پھول اچھا ہوگا۔ یہی حال گوبھی کی قسم کے تمباکو کا ہے۔ جن دنوں اس ملک کے زمینداروں نے پہلے ہی پہل اس کو بویا تھا۔ اُن دنوں اس کے چوڑے چوڑے پتے اور اس کے پودے بڑے بڑے پھولے تھے۔ اب اس کے برعکس اپنی پہلی شکل سے اس کی صورت بدل گئی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ نیل۔ خربوزہ اور تربوز کی پیداوار کی کمی اور ان کی صورت۔ رنگت۔ موٹائی اور بڑائی بدل جاتی ہے۔ اگر نیل کا تخم ملتان و ممالک مغربی و شمالی سے لاکر اس ملک میں بویا جائے۔ تو اس کی پیداوار اچھی ہوگی۔ اسی طرح تربوز۔ خربوزے کے تخم کابل۔ بخارا۔ ہرات سے آگرے وغیرہ سے منگاکر بوئیں۔ تو پہلے سال میں

وہ اچھے پیدا ہونگے - اور دوسرے سال اس کا رنگ روپ بدل جائیگا - اور اس قدر میٹھا بھی نہیں رہیگا - ایسی ترکاریوں اور جنسوں کے تخم ان کی اصلی جگہ سے منگا کر بونے چاہئیں - تو کئی طرح کا فائدہ ہوگا - ایک تو پیداوار اچھی ہوتی رہیگی - دوسرے تخم کی حفاظت اور اس کے چننے کی تکلیف نہ ہوگی - تیسرے جب وساور سے تخم منگایا جائیگا - تو وہاں اچھا تخم اچھی طرح رکھینگے - تاکہ اُن کے پودوں کا تخم بازار میں اچھی قیمت پائے +

کھیرے - ککڑی - خربوزے - تربوز وغیرہ جنسوں کے تخم جن میں روغن ہوتا ہے - اگر دو تین سال تک حفاظت سے رکھیں - اور بوئیں - تو نئے تخموں کی نسبت اُن کی پیداوار اچھی ہوگی +

پانچواں سبق

زمین کی تیاری

زمین کی تیاری سے یہ مراد ہے - کہ زمین کی سطح کو برابر کریں - اور ہل جوت کر اُس میں کھاد ڈالیں - پھر اُس میں جنسیں بوئیں یا درختوں کے پودے

یا قلمیں لگائیں ۔ یہ تیاری موسم کے لحاظ سے مختلف
اور زمین کی قسموں کے لحاظ سے اور اجناس کے لحاظ سے بدلتی
جائینگی ۔ یا پودے یا بیج لگائے جائیں ۔ اور انکی پیداوار کا لحاظ
رکھ کر کی جاتی ہے ۔ اس واسطے کہ یہ تیاری زمین کی طرح
کی جنسوں اور پودوں کے بونے کے لیئے درکار ہے ۔
اس کی تیاری اس طرح پر ہوتی ہے :۔

اوّل ۔ آبپاشی زمین کو ہر قسم کی تخموں کے لیئے
یا درختوں یا قلموں کے لگانے کے واسطے ۔

دوم ۔ زمین کی درستی تمام اس قسم کی آبپاشی ہو یا
غیر آبپاشی ۔ ہر قسم کی ترکاری بونے کے لیئے ۔

سوم ۔ خاص خاص طرح کی جنسیں اور ترکاریاں
بونے کے لیئے زمین کی درستی کی تیاری ۔

چہارم ۔ سیلاب کی زمین کو ہر قسم کی جنسوں کے
بونے کے واسطے درست کرنا ۔

پنجم ۔ کھیتوں کے کناروں پر مینڈھیں[1] بنانا اور
باڑیں کھڑی کرنا ۔ اب ان طریقوں کا ذکر تفصیل کے
ساتھ لکھا جاتا ہے ۔

پہلا طریق ۔ جب کسی جنس کا بونا ہو یا درختوں
یا قلموں کا ذخیرہ لگانا ہو ۔ تو آبپاشی زمین میں ہل جوت
کر اور کھاد ملا کر اس طرح پر تیار کرو ۔ کہ معمولی
طور پر اس اندازے کی کیاریاں بھی ساتھ ہی بنائی
جائیں کہ جن میں پانی آسانی کے ساتھ ساری کیاری

---

[1] پنجاب میں مینڈوں کو بنے ۔ بٹھے ۔ بھی کہتے ہیں ۔

میں پورا بھر جائے - اگر نہر کا پانی دیتا ہو - اور زمین کچھ اونچی نیچی نہیں ہے - تو کیاریاں بڑی بڑی بنائیں - اگر چرسے یا رہٹ سے پانی دیا جائیگا - تو چھوٹی چھوٹی کیاریاں بنانی چاہئیں - اگر ڈھینکلی سے پانی دیا جائیگا - تو اُس سے بھی چھوٹی کیاریاں بنانی ہونگی ۔ جہاں زمین میں نشیب فراز ہو - وہاں سب سے پہلے کھیت کو درست اور ہموار کرو - اگر کہیں اونچی زمین ہوگی - تو وہاں پر پانی نہیں چڑھیگا - اگر چڑھ بھی گیا - تو تاثیر نہیں کریگا - سب ڈھل کر نیچے آجائیگا اور اونچی جگہ خشک رہیگی - اس میں ایک اور خرابی پیدا ہو جائیگی - کہ جو مادہ کسی چیز کی پیداواری کا کھاد کے ذریعے زمین میں ملا ہوا ہے - وہ سب کا سب پانی کے ساتھ بہکر گہری جگہوں میں چلا جائیگا - اس صورت میں جو زمین اونچی ہوگی - اُس میں پوری پیداوار نہیں ہوگی - اور آبپاشی ہوتے ہوتی خشک ہو جائیگی ۔

جس وقت زمین کی سطح صاف برابر ہو جائے - تو پھر اُس کی قسم کو دیکھو - اور جو سامان آبپاشی کا ہو - اُس پر بھی خیال کرو - پھر اس کے مطابق کیاریاں بناؤ - جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے - بعضے زمیندار ہل جوتنے سے پہلے آبپاشی زمین میں پانی دے دیتے ہیں[1] اور پھر اس میں ہل جوتتے ہیں -

[1] زمینداروں کی اصطلاح میں اس عمل کو پلانا کہتے ہیں ۔

اس عمل سے یہ فائدہ ہے - کہ جب زمین آبپاش کر دی گئی - جو خراب قسم کی گھاس یا اس کی جڑیں زمین میں دبی ہوئی تھیں - وہ پانی کے سبب اچھی طرح جم جائینگی - پھر اس میں ہل پھیرنے سے وہ گھاس اُکھڑ کر مٹی میں مل جائیگی - اور پھر پانی کے سبب وہ اُکھڑی ہوئی گھاس گل کر کھاد کی طاقت دیگی - اور پیداوار بڑھ جائیگی - اور جو جنس اُس میں بوئی جائیگی - اُس کی نلائی[1] آسانی سے ہوگی - اور فصل اچھی طرح سرسبز ہو کر بڑھیگی - کیونکہ وہ خراب گھاس پھر نہیں جمیگی +

جو زمین بہت سخت اور خشک ہو - کہ جس میں ہل نہ چل سکے - اُس کو بھی پہلے پانی دے کر نرم کر لینے کی ضرورت ہوتی ہے +

دوسرا طریق - جب ترکاری کسی زمین میں بونی چاہو - تو اُس کی درستی اور تیاری اس طرح ہوگی - جس قسم کی ترکاری بونی ہے - تو اُس ترکاری کے حالات کے مطابق زمین کی صورت بنانی چاہیئے - ایک تو وہ ترکاری جو زمین کے اندر بڑھتی ہے - جیسے آلو - شکر قندی وغیرہ - اس کے واسطے اس طرح زمین بنا لی جائے - کہ کیاریوں کی جگہ مینڈیں بنانی چاہئیں - ایسی مینڈوں کے بنانے سے ہر ایک مینڈ کے بیچ میں نالیاں بن جائینگی - اگر زمین آبپاش ہے - تو ان نالیوں کے ذریعے اچھی طرح پانی دیا جا سکتا ہے +

[1] پنجاب میں نلائی کو تالی اور گوڈی کہتے ہیں +

دوسرا فائدہ یہ ہے - کہ مینڈوں کے اوپر ایسی ترکاری بو سکتے ہیں - جو زمین کی سیلابی نہ چاہتی ہو- اور مینڈوں کے بیچ میں جو نالیاں ہیں- اُن میں وہ ترکاری بو سکتے ہیں- جو زیادہ پانی چاہتی ہو- ایسے طریقے پر جو زمین تیار ہوگی - اور جو ترکاری اس میں بوئی جائیگی - پھر بارش کسی قدر کیوں نہ ہو- اس سے ترکاری کے پودوں کے بڑھنے میں کچھ نقصان نہ ہوگا - اگر پانی برسا اور زمین میں پڑ گیا- تو اُن نالیوں سے پانی کے باہر نکالنے میں آسانی ہوگی- یہ طریق جو اوپر بیان کئے گئے ہیں - ابھی تک اُن کا پورا رواج زمینداروں میں نہیں ہُوا - کسی قدر اس ملک میں اب زمیندار لوگ اس کی پیروی کرنے لگے ہیں - آلو- گوبھی- مولی - شلغم - شکرقندی وغیرہ ترکاریوں کے بونے میں یہی عمل برتا جاتا ہے - اکثر لوگ کیاریوں کی مینڈوں پر بھی ان ترکاریوں کو بو دیتے ہیں - یہ عمل بھی اسی قسم کا ہے - اس کے فائدے ظاہر ہیں- اس طرح پر بھی دو قسم کی ترکاری بو سکتے ہیں - ایک قسم کی نالی اور کیاری میں - دوسری قسم کی مینڈوں پر - تو دونو کی پیداوار ہو جائیگی +

تیسرا طریق - اُس کے واسطے یہ بھی بیان کرنا کافی ہے - کہ جو خاص قسم کی جنسیں یا ترکاریاں بونی چاہو- تو بونے سے پہلے یہ دیکھو- کہ پودوں کی پرورش کا سامان کتنا ہے - جتنا سامان ہو- اُس

کے مطابق زمین کو درست کرنا چاہیئے ۔
مثلاً غیر آبپاش زمین ہے ۔ اور ایسی جنس ہے کہ جس کو پانی دینے کی ضرورت نہ پڑیگی ۔ تو اُس کے بونے کے لئے معمولی تیاری کافی ہے ۔ اگر ایسی زمین ہے جس میں پانی کم پہنچتا ہے ۔ اور اُس میں کوئی جنس یا ترکاری ایسی بوئی ہے ۔ جو بغیر پانی دینے کے ہری نہیں رہ سکتی ۔ تو گہری نالیاں کھودو اور قطاروں میں تخم ریزی کرو ۔ تاکہ تھوڑا بہت پانی اُن نالیوں کے ذریعے پہنچتا رہے ۔ اور ترکاریوں کو سرسبز رکھے ۔ اگر خلاف اس کے مینڈوں کے اُوپر بویا جائیگا ۔ جب تک وہاں پانی زیادہ نہ پہنچیگا ۔ وہ فصل سرسبز نہیں رہیگی ۔ ایسی گہری نالیاں کھودنی فائدہ مند ہیں ۔ نالیوں کی کھدائی سے نیچے کی مٹی اوپر ہو جاتی ہے ۔ نیچے کی مٹی اچھی قسم کی ہوتی ہے ۔ اُس میں جو تخم بویا جائیگا ۔ وہ اچھی طرح نالیوں میں پیدا ہو کر پرورش پائیگا ۔
جو نالیوں کی کھدائی کی مٹی نیچے سے نکلے ۔ وہ تھوڑی دیر کھلی رہے ۔ جب ہوا اُس میں لگیگی اور اوس گریگی ۔ تو زمین کی حیثیت بڑھ جائیگی اور نفع دیگی ۔ اگر زمین کی حیثیت اچھی نہیں ہے ۔ تو ایسا بھی عمل ہو سکتا ہے ۔ کہ دوسری جگہ سے اچھی مٹی لاؤ اور کھودی ہوئی نالیوں میں ڈال دو ۔ پھر جو جنس یا ترکاری بونی چاہو ۔ بو دو ۔ ایسے بونے کے

طریق سے جس وقت پودے زمین سے نکلینگے - تو
سیدھے بڑھتے چلے جائینگے +
جن درختوں کے تخم یا پودے فاصلے کے ساتھ
گڑھے کھود کر لگائے جاتے ہیں - اگر اُن کے لگانے
کی جگہ ناقص قسم کی ہو - تو اسی عمل کے مطابق
دوسری جگہ سے اچھے قسم کی مٹی یا کھاد اُن گڑھوں
میں پہلے ڈال دو - پھر لگاؤ - پورا فائدہ ہوگا - خصوصاً
چائے یا باغ کے درختوں کے موٹا کرنے اور بڑھانے
کا یہی علاج ہے - جب ایسے پودے لگانے منظور ہوں -
تو سب سے پہلے یہ سوچنا چاہئے - کہ گڑھے سیدھی قطاروں
میں ایک دوسرے سے برابر برابر فاصلے پر بنانے
چاہئیں - اس صورت میں ہوا اور روشنی سب کو
برابر اندازے کے ساتھ پہنچتی رہیگی - اور سیدھی
نالیوں میں ہوکر ہر ایک پودے کو پانی آسانی کے
ساتھ برابر پہنچتا رہیگا - جس جگہ درختوں کا لگانا
یا درختوں کے تخم کو بونا ہو - پہلے اُس جگہ میں
مناسب اندازے کے چوکونے بنانے چاہئیں - جب
ساری جگہ میں چوکونوں کا نشان ہو جائے - تو اُن
کے چاروں کونوں پر گڑھے کھودے جائیں - اور پھر
اُن چوکونوں کے درمیان بھی ایک گڑھا کھودا جائے -
اور پھر اُن میں درخت لگائے جائیں یا تخم بویا جائے -
تو اُس میں ایک خوبصورتی بھی ہے اور آسانی بھی +
چوتھا طریق - خاص جنس دھان کے بونے کے

متعلق ہے ۔ تمام جنسوں کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا۔ اس کا مفصّل ذکر دھان کے سبق میں کیا جائیگا +

پانچواں طریق ۔ مینڈوں اور باڑوں کا بنانا کھیتوں کے واسطے بہت ضروری ہے ۔ ان مینڈوں کے بن جانے سے زمین کی اصلی طاقت قائم رہیگی۔ ہر قسم کے درختوں اور جنسوں کی پرورش اور پیدائش اچھی ہوگی ۔ جب کھیت کے چاروں طرف مناسب اندازے کی مینڈیں موجود نہ ہونگی۔ تو بارش کا پانی اس کھیت سے کسی طرف کو نکل جائیگا۔جس قدر مادّہ اور زمین کی طاقت اُس کھیت میں ہوگی۔ وہ پانی کے ساتھ بہ جائیگی ۔ پھر زمین کم زور اور نا طاقت رہ جائیگی ۔ یا جب کسی بارش کا پانی ضرورت سے زیادہ کسی کھیت میں آ جائے ۔ تو اُس کے نکالنے کا تردّد کرنا پڑیگا ۔ اگر موقع پر پانی نہ نکالا گیا۔ تو فصل کا نقصان ہوگا ۔ اس لئے مینڈیں اور باڑیں چاروں طرف کھیت کے مضبوط بنانی چاہئیں ۔ کہ کھیت کا پانی کھیت میں رہے ۔ اور زمین کی طاقت باہر نہ جائے ۔ اس عمل سے کھیت کا پانی بھی ایسے کھیت میں نہ ٹھیریگا +

پہاڑی علاقوں میں جہاں کہیں کسی زمین میں ضروری اندازے سے زیادہ اونچ نیچ ہو ۔ تو زمین کی نیچائی کی طرف پتھروں کے پشتے چُن کر زمین کو

ہموار کر دیتے ہیں[1]۔ اس عمل سے کھیت کا پہلا سا ڈھلان نہیں رہتا ہے۔ اور اس سے فائدہ حاصل ہو جاتا ہے۔ پہاڑوں کے پہلو کی زمینوں میں ایسا عمل کیا جاتا ہے +

خلاصہ

تین مطلبوں کے واسطے زمین کی تیاری کی جاتی ہے :-
پہلا یہ - کہ جس قدر زمین میں بیج ڈالا جائے - وہ سب کا سب پیدا ہو جائے +
دوسرا یہ - کہ فصل اچھی ہو اور جلدی پھلے پھولے +
تیسرا یہ - کہ پیداوار زیادہ اور اچھی قسم کی ہو - جس سے خرید و فروخت میں اس کی قدر بڑھے - یہ سارے ارادے صرف زمین کی درستی اور اس کی تیاری پر موقوف ہیں - اس میں جہاں تک ہو سکے - محنت اور کوشش کرنی چاہیئے +

چھٹا سبق

بونا - بیج ڈالنا

جڑی بوٹیوں کی پیدائش دو طرح سے ہوتی ہے۔

---

[1] پہاڑی لوگ ایسے پشتہ چننے کو ڈنگہ کہتے ہیں +

ایک قدرتی۔ دوسرے مصنوعی۔ قدرتی وہ ہے جو خود بخود بغیر بونے کے درختوں اور پودوں کا تخم زمین میں گر کر پیدا ہو جائے۔ مصنوعی وہ ہے۔ کہ جس کے بیج بوئے جائیں یا قلم یا پودے لگائے جائیں جس میں انسانی دستکاری اور محنت کی ضرورت ہو +

ابتدا میں پہلے کل جنسیں۔ درخت اور ترکاریاں خود رَو تھیں۔ میدانوں اور جنگلوں سے انسان اپنے مطلب کی چُن لایا۔ جس کا مفصّل حال دوسرے باب میں لکھا جائیگا۔ اس وقت اتنی نہ تھیں۔ جس قدر کہ اب پائی جاتی ہیں۔ بعضے پودے اور ترکاریاں اور پھول ایک دوسرے کی ملاوٹ اور پیوند سے پیدا ہو گئے ہیں۔ اگرچہ مصنوعی کاشت میں قدرتی پیداوار سے زیادہ محنت ہوتی ہے۔ مگر خود رَو پیدائش والی جنسوں اور پھلوں سے مصنوعی کا اعتبار زیادہ ہے۔ اس کے سوا خودرَو کھیتی اور درختوں سے ہر ایک جگہ پر درخت یا جنس پیدا نہیں ہو سکتی ہے۔ خواہ ملک کی آب و ہوا اور زمین کی حیثیت اور قسم اُس کے موافق ہی کیوں نہ ہو۔ وجہ یہ ہے۔ کہ جو قدرتی پیداوار ہے۔ اُس کا مدار زیادہ آب و ہوا۔ شبنم موسم۔ زمین وغیرہ پر ہے۔ اور یہ چیزیں ہر جگہ نہیں مل سکتی ہیں۔ اور نہ ہر وقت موجود ہوتی ہیں۔ یہ بات تو مانی جاتی ہے۔ کہ جانداروں

سلہ پنجاب میں جو ایسے پودے پیدا ہو جائیں۔ اس کو تبا کہتے ہیں۔ اور عام زبان میں بانگرو بولتے ہیں +

کی نسل کی ترقی اس صورت میں زیادہ ہوگی ۔ جس قدر دور کا خون ملے ۔ اس عمل سے نسل اچھی ہوتی ہے۔ اگر ایک ہی نسل اور قریب کے رشتوں سے نر و مادہ ملا کر اُن سے آگے کے لئے نسل کی جائے ۔ تو رفتہ رفتہ اُن کی پیدائش ناقص اور کم زور ہو جائیگی ۔ اسی طرح ہر قسم کے درختوں اور جنسوں میں بھی اگر ایک ہی کھیت کی پیداوار کا تخم بار بار اُسی کھیت میں بویا جائے ۔ تو پیداوار میں کمی ہو جائیگی ۔ اور غلے کی موٹائی میں فرق آجائیگا ۔ اور اس کے پودے اچھی طرح نہیں بڑھینگے ۔ جیسا کہ جنسوں کو بدل کر ایک کھیت میں بونا لازم ہے ۔ ویسا ہی ہر ایک تخم کو بدل کر بونا بھی مفید ہے ۔ جب ایک کھیت میں برابر گیہوں بوئے جائیں ۔ اور اُسی کھیت کا تخم اُسی کھیت میں بویا جائے ۔ تو اس کی پیداوار اُن گیہوں کی پیداوار سے جو دوسرے علاقے سے لا کر بوئے گئے ہیں ۔ ناقص ہوگی ۔ بلکہ اُن کے دانے مرجھائے ہوئے اور چھوٹے چھوٹے ہونگے ۔ اس لئے زمینداروں کو چاہیئے کہ جو جنسیں خواہ ایک ہی قسم کی اُن کو بونے کے لئے مطلوب ہوں ۔ دوسری جگہ سے تخم لا کر بویا کریں ✣

یہ بھی سوچ لینا چاہیئے ۔ کہ جو ناقص تخم زمین میں پیدا ہوتا ہے ۔ اگر وہ اچھی زمین میں بویا جائے ۔ تو اُس کی پیداوار زیادہ اور اُس کے دانے اچھے

ہونگے۔ اس کے خلاف جو تخم اچھی زمین میں پیدا ہوا ہو۔ وہ ناقص زمین میں بویا جائے۔ تو پیداوار کم ہوگی۔ اسی طرح اگر آبپاش زمین کا تخم بارانی زمین میں بویا جائے تو بھی پیداوار اچھی نہیں ہوگی۔ اس ملک میں تین طرح پر کاشت کی جاتی ہے:-

اوّل۔ زمین میں تخم ڈال کر بونا +

دوم۔ قدرتی یا مصنوعی وسیلوں سے جو پودے درختوں یا جنسوں کے پیدا ہوکر موجود ہوں۔ اُن کو ایک جگہ سے اُکھاڑ کر دوسری جگہ لگانا +

سوم۔ پیوند یا قلم سے جس میں داب وغیرہ بھی شامل ہوں +

ان تینوں قسموں کے بونے کے اور بھی کئی طریقے ہیں۔ جن کا اس ملک میں برتاؤ ہے +

اوّل نالی[1] کے ذریعے دوسرے[2] کھلے ہوئے ہاتھوں سے قطاروں یا کونڈوں یا آڑوں میں۔ تیسرے[3] بلا لحاظ قطاروں اور کونڈوں اور آڑوں کے تخم بونا +

خشک علاقوں میں جہاں بارش کم ہوتی ہے۔ سب طریقوں سے اچھا اور فائدہ مند (نالی سے تخم بونا ہے)۔ یہ نالی ہل کے ساتھ بندھی ہوتی ہے۔ اس نالی

---

[1] بانس کی پوری کی بنائی جاتی ہے۔ مشہور آلہ ہے۔ پنجاب میں اس آلے کو پورا کہتے ہیں +

[2] اس عمل کو پنجاب میں کیرا کہتے ہیں +

[3] ممالک پنجاب میں اس عمل کو چھٹا کہتے ہیں +

سے اندر بیج ڈالتے ہیں۔ نالی میں ہو کر بیج ہل کی گہرائی میں جا بکھرتا ہے۔ جب بیج کے دانے ہل کی گہرائی میں پہنچ جاتے ہیں۔ اس کے اوپر وہ مٹی اپنے آپ گر جاتی ہے۔ جس کو ہل کے پھالے نے چیر کر اُٹھایا تھا۔ اُس مٹی سے بیج ڈھانپا جاتا ہے۔ کچھ کوشش اور تردد کرنا نہیں پڑتا۔ ریتلی اور خشک زمین میں اس نالی کے ذریعے بیج ڈالا جائے۔ تو فائدہ ضرور ہی ہوگا +

کھلے ہوئے ہاتھوں سے قطاروں میں بیج ڈالنا اُس وقت مناسب ہے۔ کہ جب زمین کسی قدر کھلی ہو اور زمین کی اچھی حیثیت اور مٹی کچھ سخت نہ ہو۔ بلا لحاظ قطاروں کے تخم کا زمین میں ڈالنا اُس حالت میں فائدہ دیگا۔ کہ جب کھیت میں نمی زیادہ ہو +

مصنوعی بونے کے لئے وہ طریقے چاہئیں۔ جن کا ذکر پانچویں سبق میں گزر چکا ہے۔ سب سے پہلے زمین کا تیار کرنا ضروری کام ہے۔ جب تک زمین تیار نہ ہو۔ کچھ نہ بویا جائے۔ اگر زمین کافی طور پر درست اور تیار ہے۔ مگر بونے اور جوتنے کے اصولوں سے خبر نہیں۔ تو بھی کھیتی سے فائدہ نہ ہوگا۔ جتنا ممکن ہو۔ کسان[1] لوگ پہلے زمین کی حالت کو دیکھیں۔ پھر جیسی صورت ہو۔ اُس کے مطابق کام کرنا واجب ہے +

---

[1] کسان کو پنجاب میں کرسان دہالی کہتے ہیں +

تخم بہت گہری زمین میں نہیں جاتا ہے۔ اگر بلا لحاظ
قطاروں اور کونڈوں کے بونا ہو۔ تو اُس کا یہ طریق
ہے۔ کہ سارے کھیت کو ایک دفعہ جوتو اور پھر
تخم کو جھولی میں بھر کر ہاتھوں کی مٹھیوں سے تمام
کھیت میں بکھیر دو۔ بعضے زمیندار تو پہلے تخم کے
دانے کھیت میں بکھیر دیتے ہیں۔ اور پھر ہل پھیر کر
سوہاگہ پھیر دیتے ہیں۔ اور بعضے زمیندار یہ عمل
کرتے ہیں۔ کہ پہلے زمین جوت لی۔ پھر جُتی ہوئی
زمین میں تخم بکھیر دیا۔ پھر اُس پر سوہاگہ پھیر دیا۔
چھوٹی چھوٹی قسم کے تخم جب اس طریقے سے بوئے
جائیں۔ تو اوّل وہ تخم مٹّی یا راکھ میں ملایا جائے۔ اور
پھر کھیت میں بکھیرا جائے۔ اور پیچھے سے اگر ہاتھوں
کے ساتھ زمین میں ملا دیا جائے۔ تو بھی کافی ہے۔
ورنہ اگر گیلی زمین ہوگی یا بہت گہرا تخم ڈالا گیا
ہوگا۔ تو زیادہ نمی میں رہ کر وہ تخم بدبودار ہو جائیگا۔
اور زیادہ زمین کی گرمی سے وہ تخم گل جائیگا۔ بونے
کے عام اصول یہ ہیں کہ جس قدر موٹا تخم ہو۔ اور
اُس کا چھلکا سخت ہو۔ اُسی قدر گہرا بویا جائے۔
جتنا چھوٹا اور اُس کا چھلکا نرم ہو۔ اتنا ہی وہ
زیادہ نمی اور گرمی سے بچایا جائے۔ اور وہ تخم ذرا
اوپر رکھا جائے۔ تو فائدہ ہوگا۔ معمولی اندازے سے
بہت یا کم گہرائی فائدہ نہیں دیگی۔ اگر قاعدے کے
خلاف اوپر نیچے بویا گیا ہے۔ تو وہ تخم دھوپ یا

زمین کی گرمی سے جل جائیگا - اگر زمین زیادہ گیلی ہے۔ توگل جائیگا - جس اندازے کی گرمی یا نرمی بیج کے دانے اُٹھا سکیں - اُسی اندازے اور حیثیت کی اگر زمین ملیگی - تو تخم اپنی طاقت سے جلد زمین سے پھوٹ نکلیگا۔ جنس دھان کے بونے کے واسطے زمین کی تیاری اس کے موافق کی جائے - اگرچہ اس کا مفصّل ذکر دھان کے سبق میں آئیگا - مگر بقدرِ ضرورت یہاں بھی ظاہر کیا جاتا ہے +

جس جگہ دھان بونے منظور ہوں - تو اوّل اُس کھیت میں خوب پانی بھر دو - یہاں تک کہ ایک بالشت پانی زمین پر کھڑا[1] ہو جائے - اس عمل سے پہلے دھان کو پانی میں بھگو دو - جب دو تین دن کے عرصے میں اُن دھانوں میں سبزی پھوٹ نکلے - تب کھیت میں ہاتھ سے اُن سبز دھانوں کو بکھیر[2] دو - اگر دھانوں کا ذخیرہ[3] سرسبز ہے اور ذخیرے سے اُکھاڑ کر کھیت میں لگانا منظور ہے - تو پہلے طریق کے مطابق کھیت میں پانی بھر دو - اور اس کھڑے ہوئے پانی کے کھیت میں پہلے ہل بھی چلا دو - زمین کا زور تھوڑا کر لو - پھر

[1] دھانوں کے واسطے کھیت میں پانی بھر کر ہل جوتنے کو ملک پنجاب میں کدّو کرنا کہتے ہیں +

[2] اس طریقے کا نام علاقۂ پہاڑی میں لونگ چھٹنا مشہور ہے +

[3] ملک پنجاب میں دھان کے پودوں کے ذخیرہ لگانے کو (لاپ یا لاؤ) یا (روت) کہتے ہیں +

ذخیرے سے اُٹھا کر پودے لگا دو۔ ذخیرہ جس جگہ لگاؤ
اُس زمین کو پہلے نرم اور صاف کرو۔ پھر تخم بونا چاہیئے۔
تاکہ بہت سے پودے ہو جائیں۔ پھر وہاں سے اُکھاڑ
اُکھاڑ کر دوسری جگہ لگائے جائیں +

ذخیرے کے واسطے جو زیادہ تخم بویا جاتا ہے۔ اُس
میں فائدہ یہ ہے۔ کہ پودوں کی جڑیں جو ایک دوسرے
کے نزدیک ہونگی۔ وہ خراب گھاس نہ جمنے دینگی۔ مگر
بعضی جنسیں ایسی ہیں۔ کہ جب اُن کے پودے دوسری
جگہ لگانے کے لئے اُکھاڑے جاتے ہیں۔ تو مٹی سمیت
اُکھاڑ کر دوسری جگہ لگاتے ہیں۔ ایسی جنسوں کی
تخم ریزی ذخیرے میں زیادہ نہ کی جائے۔ تاکہ اچھی
طرح مٹی کے ساتھ اُکھاڑے جائیں +

سپاس کا تخم پہلے گوبر میں ملو۔ دو تین روز کے
بعد اگر ایسا تخم بویا جائے۔ تو فائدہ ہوگا۔ وجہ یہ
ہے۔ کہ ایک تو پھولے گوبر میں ملانے سے جُدا جُدا
ہو جائینگے۔ دوسرا اُن کا پوست نرم ہو جائیگا۔ اور
جب بوئے جائینگے۔ جلدی زمین سے سرسبز ہوکر
نکل آئینگے +

اس جنس کی تخم ریزی میں تخم کے جتنے دانے
ایک دوسرے سے فاصلے پر اور دور بوئے جائیں۔
اُتنا ہی اچھا ہے +

اس کے سوا پہلے نالیوں میں کھاد بھر دی جائے۔
پھر اُس کا تخم مناسب فاصلے پر ڈالیں۔ اور پھر

تخم کو مٹی میں دبا دیں - تو بہت ہی مفید ہوگا ؛
فرق فرق سے پودوں کا پیدا ہونا اس لئے بہتر سمجھا گیا ہے - کہ ہوا اور روشنی اُن کو اچھی طرح پہنچتی رہے - دیکھو کپاس کا سبق ؛
جہاں دیمک کا خوف ہو - وہاں جو گیہوں پیشاب یا بھنگ کے پانی میں بھگو کر بوئے جائیں - تو فائدہ ہے ؛
بعض جنسوں اور ترکاریوں کے تخم بھی ایسے ہوتے ہیں - جو پانی میں بھگو کر بوئے جاتے ہیں - جیسے خشخاش وغیرہ کے تخم ؛

ساتواں سبق

نلائی

زمین کے نرم کرنے کو نلائی[1] کہتے ہیں - جب کھیتی جم کر ہری ہو جاتی ہے - تو اُس کے بڑھنے کے لئے زمین نرم کرتے ہیں - اور کھیت سے خراب گھاس نکال دیتے ہیں - جب فصل گھنی ہوتی ہے - اور اس

[1] یہ دونو امر زمین کا نرم کرنا اور خراب گھاس نکالنا ایک ہی وقت میں کئے جاتے ہیں ؛

ہیں گھاس زیادہ ۔ تو نرم نرم ہل چلا دیتے ہیں ۔ ان ہلوں کے کونڈوں کے ذریعے زمین نرم اور درخت سگلے ہو جاتے ہیں +

اسی واسطے تینوں فائدوں کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے ۔ نلائی کے فائدے یہ ہیں :-

اوّل پودوں کی جڑیں زمین کے نرم ہو جانے سے مٹائی کے ساتھ پھیلینگی ۔ اور کسی طرح کی اُس میں رکاوٹ نہ رہیگی ۔ زمین کے اوپر کا کڑا پن اس عمل سے دور ہو جائیگا ۔ جو درخت کے بڑھنے کو روکتا ہے ۔ اس بات کو سب جانتے ہیں ۔ کہ جتنی جڑیں نیچے پھیلیگی ۔ اُتنے ہی اوپر سے پودے بڑھینگے +

دوم یہ ہے ۔ کہ کئی قسم کے کیڑے کوڑے جو پودوں کو لگ جاتے ہیں ۔ اُن سے پودے محفوظ رہینگے ۔ کیونکہ جو فصل کو خراب کرنے والے کیڑے ہیں ۔ اُن کے انڈے اور چھوٹے بچے عموماً پہلے ایسی خراب قسم کی گھاس میں پرورش پاتے ہیں ۔ جب گھاس نکالی جائیگی ۔ تو اُن کی خوراک بند ہو جائیگی ۔ اور رہنے کی جگہ بھی جاتی رہیگی ۔ اس سے وہ مر جائینگے +

سوم یہ ۔ کہ زمین گیلی رہیگی ۔ اور اگر بارش ہوگئی

ل پنجاب میں نلائی کو گوڈی کہتے ہیں ۔ اور جو نلائی کے ذریعے خراب گھاس نکالی جائے ۔ اُس کو تال کہتے ہیں ۔ اور جب گھنی فصل میں ہل چلائے جائیں ۔ تو اُس کو ہلوڈ کہتے ہیں +

یا کسی طرح پانی دیا گیا۔ تو زمین اچھی طرح سیراب ہو جائیگی +
تجربے سے ثابت ہے۔ کہ مٹی جتنی باریک اور نرم ہو۔ نیچے سے بھی پانی کو اوپر کی طرف زیادہ کھینچیگی +
نلائی کرنے سے کھیت کے اوپر کی مٹی تو جلد خشک ہو جاتی ہے۔ لیکن جب مٹی باریک ہو جائیگی۔ تو دھوپ اور ہوا کی تاثیر سطح کے اندر نہ پہنچ سکیگی۔ اور جب دھوپ اور ہوا اُس کے اندر نہ پہنچیگی۔ تو طراوت زمین میں اچھی طرح قائم رہیگی۔ اور پانی کو اوپر کھینچیگی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جن فصلوں کی نلائی نہ کی جائے۔ بہ نسبت اُن فصلوں کے جن میں نلائی کی جائے۔ گیلا پن کم رہتا ہے۔ جن ضروری باتوں کا نلائی میں لحاظ کرنا چاہئے۔ وہ یہ ہیں۔ کہ پودے چھوٹے ہیں یا بڑے۔ ان کا فاصلہ یکساں ہے۔ ان کو دیکھ بھال کر نلائی کے آلوں کا استعمال کریں۔ اور پودوں کی جڑوں کا بھی خیال رکھیں۔ جتنا پودوں کے درمیان فاصلہ ہو۔ اتنے ہی موٹے یا باریک آلے سے نلائی کی جائے۔ اگر قطاروں میں تخم ریزی کی گئی ہے۔ اور پودوں کا فاصلہ مناسب اندازے کے ساتھ ایک دوسرے سے ہے۔ تو ہل جوت کر کودیں مار دیں یا پھاوڑے یا کدال سے نلائی کر دیں۔ اگر کسی جنس کے پودے قریب ہیں۔ تو کھرپے[1] سے نلائی اچھی ہوگی۔ اگر اُس سے بھی پودے زیادہ باریک ہیں۔

[1] پنجاب میں اس آلے کو رنبہ کہتے ہیں +

تو باریک آلوں سے یا درانتی[1] کی نوک سے نلائی کرنا مناسب ہے۔ مگر ہر حالت میں جڑوں کی سلامتی کا خیال رکھو۔ کہ یہ ضروری کام ہے۔ کہ کہیں جڑیں کٹ نہ جائیں۔ بعض قسم کی ایسی جنسیں ہیں جن میں جس قدر نلائی کی جائے۔ فائدہ دیگی۔ جیسے نیشکر و کپاس +

نلائی میں یہ بھی فائدے ہیں۔ کہ خراب قسم کی گھاس نکل جائیگی۔ جو کھیتوں میں پیدا ہو جاتی ہے۔ جب کسی طرح پر یہ خراب گھاس کھیتی سے یا درختوں کے ذخیرے سے نکال دی جائے۔ تو جو مادہ اُس زمین کی خراب گھاس چوستی تھی۔ وہ اصلی پودوں کی جڑیں چوسینگی۔ دوسرے جب پودے بڑے ہو جائیں۔ اور اُن کے لحاظ کے سبب نلائی کا زمانہ گزر جائے۔ تو اُس وقت گھاس نکال دینا بھی زمین کی نلائی کے برابر فائدہ دیگا۔ ایسے فائدے عام لوگ جانتے ہیں۔ بیان کرنے کی کچھ ضرورت نہیں +

ان ضروری باتوں کا خیال گھاس نکالنے کے وقت رکھیں۔ خراب گھاس کو جڑ سے پوری احتیاط کے ساتھ نکالیں۔ اور اصلی پودوں کی جڑیں سلامت رہیں۔ اور جب یہ عمل کیا جائے۔ اور کسی جنس کا پودا گھاس اُکھاڑتے وقت اُکھاڑنا منظور ہے۔ تو

[1] نلائی کا باریک آلہ پنجاب میں کیلتی کے نام سے مشہور ہے +

اُس پودے کو جڑ اور پتّوں کے ساتھ اُکھاڑ ڈالو۔ مگر اس بات کا لحاظ رکھّو۔ کہ اصلی پودوں کی جڑ نہ اُکھڑ جائے۔ اور نہ ایسا ہو۔ کہ اُن کی جڑوں کی مٹّی اُکھڑ جائے۔ اور اُن کی جڑیں ننگی ہو جائیں۔ اگر اُن کی جڑیں ننگی ہو گئیں۔ تو خشک ہو جانے کا اندیشہ ہے ✦

بعض جنس کے کھیتوں میں خراب گھاس اور دوسری جنس کے پودے اصلی پودوں کے ساتھ اونچے ہم شکل پیدا ہو جاتے ہیں[1]۔ اور دھان کے کھیت میں خود رَو دھان جو پچھلے سال کے دانے گِرے ہوئے ہوں۔ پیدا ہو جاتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس کی پہچان تجربے سے ہو سکتی ہے۔ اس لئے اُن کے اُکھاڑنے میں ہوشیاری اور تمیز چاہیئے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ اصلی پودے اُن کے عوض نکال دئے جائیں۔ اگر خشک گھاس یا پلاس وغیرہ درختوں کے پتے تخم ریزی کے بعد زمین پر بچھا دئے جائیں۔ تو گھاس کم پیدا ہوگی۔ مگر یہ عمل اُن جنسوں کے کھیتوں اور پودوں کے لئے فائدہ مند ہے۔ جو مضبوط اور دور دور فاصلے سے پیدا ہوں۔ نازک قسموں کے پودے اور گھنی زراعتوں کے واسطے اچھّا نہیں کہ اُن کی پیدائش اور پرورش میں حرج ہو جائیگا ✦

[1] پنجاب میں ایسے ہم شکل پودے گیہوں کے کھیت میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ جن کو جمدڑ۔ کھوسے۔ گنڈھیل کہتے ہیں ✦

آٹھواں سبق

آبپاشی

زمین کے وہ مادّے جن سے ہر ایک جڑی بوٹی وغیرہ زمین سے پیدا ہو کر بڑھتی ہے۔ وہ مادّے پانی کی مدد سے چھوٹی چھوٹی جڑوں میں سوتوں کے راستے ہو کر پودوں کو سرسبز اور موٹا کر دیتے ہیں۔ اگر پانی کی ملاوٹ اُن مادّوں میں نہ دی جائے۔ تو وہ مادّے آپ کچھ کام نہیں آسکتے۔ جو تخم بویا جائے۔ وہ پانی کے سبب سرسبز ہوتا ہے۔ جب تک زمین میں طراوت نہ ہو۔ کوئی چیز زمین سے پیدا نہیں ہو سکتی۔ اس واسطے ضرور ہے۔ کہ جب کھیتی کرنے کا ارادہ ہو۔ تو اُس سے پہلے آبپاشی کا سامان بھی مہیّا کرے۔ جڑی بوٹی کی پیدائش کے لئے ہوا اور روشنی کا درمیانی واسطہ ہے۔ اور یہ دونو چیزیں تھوڑی بہت ہر جگہ اور ہر وقت مل جاتی ہیں۔ اگر پانی کا گیلا پن موجود نہ ہُوا۔ تو ہوا اور روشنی نکمّی ہے۔ اور کھیتی کو تھوڑا بہت پانی دینے کا لحاظ آبپاشی کے سامان اور جنسوں کی قسم اور موسم کے دیکھنے پر موقوف ہے *

پانی دینے کے طریقے

اوّل مینہ کے پانی سے زمین پر طراوت آ جاتی ہے - یہ قدرتی آبپاشی ہے - اس پانی میں ہوا اور روشنی کا زیادہ اثر ملا ہؤا ہے - اس واسطے کہ اوپر سے گرتا ہے - اور پودوں کی چوٹی پر ہو کر پتّے اور شاخوں کو بھی تازہ کر دیتا ہے - یہ آبپاشی سب سے اچھی ہے - مینہ کا پانی پودوں کے حق میں ماں کے دود کے برابر ہے +

دوم کوؤں سے پانی دینا بھی مصنوعی آبپاشی ہے- کوئیں کے پانی کی وہ تاثیر نہیں ہے - جیسا کہ بارش کے پانی میں ہے - اس کی وجہ یہ ہے - کہ ہوا اور روشنی کو اس میں دخل تھوڑا ہوتا ہے - چونکہ چھوٹی چھوٹی نالیوں یا آڈوں یعنی برھوں سے گزر کر کھیت میں پانی جائیگا - تو اُس میں ہوا اور روشنی کی تاثیر پڑ جائیگی- اس طریق سے عمدہ آبپاشی ہو جاتی ہے - اور قسم سوم سے بہت اچھی شمار کی جاتی ہے - جہاں کہیں اونچی جگہ سے نیچی جگہ پانی لے جانا ہو - تو بہ نسبت پہلی قسم کی آبپاشی کے یہ آبپاشی کچھ زیادہ اچھی ہو جائیگی- کیونکہ جب پانی اوپر سے نیچے کو آئیگا - تو اوپر سے نیچے بہنے کے سبب ہوا اور روشنی اس میں اپنا اثر زیادہ کریگی - جب پودے فصل کے زمین سے نکل آئیں - اور پودے پرورش کی حالت میں ہوں - اُس

وقت اگر کوئیں کا کھاری پانی اس فصل میں دیا جائے۔ تو میٹھے پانی سے زیادہ اثر کریگا - اگر بونے سے پہلے کھاری پانی دیا جائے - تو اُس وقت ایسا مفید نہیں پڑیگا - وجہ یہ ہے - کہ اُس میں چونے اور شورے کا مادّہ زیادہ ہوتا ہے - یہ مادّہ کھیت میں اُس وقت ڈالا جائے - جب فصل کھیت میں جم جائے +

سوم - جھیلوں اور تالابوں کا پانی جو معمولی وسیلوں سے مل جائے - تو اچھا ہے - یہ مصنوعی آبپاشی ہے - اس پانی میں ہوا اور روشنی کا ملاؤ ہے - یہ پانی کبھی بارش کا جمع ہو جاتا ہے - اور ہوا اور روشنی اُس پانی میں اس سبب سے پھر جاتی ہے - کہ کھلا ہوا رہتا ہے - یا دور سے لایا جاتا ہے +

چہارم - نہروں کا پانی - اگر یہ پانی درست طریقے سے اور اندازے کا دیا جائے - تو قسم سوم کے پانی سے ناقص نہیں ہے - اس کا مفصّل حال ذیل میں لکھا جاتا ہے +

نہروں کا پانی

بعضے ضلعوں میں لوگ نہروں کے پانی سے نفرت کرتے ہیں - اور یہ کہتے ہیں - کہ جس کھیت میں نہر کا پانی دیا جاتا ہے - وہاں دو چار برس تو فصل اچھی ہوتی ہے - پھر پوری پیداوار نہیں ہوتی اور اس پانی کے ساتھ کھیت میں ریت پڑ جاتی ہے - اور زمین بنجر

ہو جاتی ہے۔ حیثیت بگڑ جاتی ہے۔ اور اُس کی مجہی
حالت ہو جاتی ہے۔ کئی علاقوں میں لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ
جتنے رقبہ میں نہر کا پانی زیادہ دیا جائے۔ اُتنی ہی
زیادہ بیماری ہوتی ہے۔ اور مردوں کی مردانگی کی حالت
جاتی رہتی ہے۔ اگر غور سے دیکھو اور تجربہ کرو۔ تو
صاف معلوم ہو جائیگا۔ کہ یہ خیال درست نہیں ÷

پہلے سوال کا جواب یہ ہے۔ کہ جب پہلے ہی پہل
کسی رقبے میں نہر کا پانی دیا جائیگا۔ تو مدت سے
ذخیرہ ہوئے مادے ناکارہ اور کمزور جو زمین میں سے ہوئے
ہیں۔ وہ سب کے سب پورا پانی ملتے ہی پتلے ہوکر
کھیتی کے پودوں کو موٹا اور سرسبز بنا دیتے ہیں۔
اس سبب سے چند سال تک کھیتی اچھی ہوتی ہے۔
پیداوار پوری دیتی ہے۔ پھر جب آبپاشی اور کھیتی
اس زمین میں ہوتی رہے۔ تو وہ مادے جن سے
فصل کے پودے موٹے اور سرسبز رہتے تھے۔ باقی
نہ رہے۔ اور اُس زمین میں نہ کوئی قدرتی کھاد پڑتی۔
اور نہ مصنوعی کھاد ڈالی گئی۔ تو پھر کیونکر پیداوار
میں کمی نہ ہو۔ پانی کے ساتھ باریک ریت اور کلر والی
مٹی جو کھیتوں میں آجاتی ہے۔ وہ ندی نالے اور نہر
کی سلامی پر منحصر ہے۔ اگر ان دونو صورتوں کا لحاظ
رہے۔ یعنی کھاد پوری ڈالی جائے۔ اور نہر کے پانی کا
ڈھلاؤ مناسب اندازے کے ساتھ موجود ہو۔ تو کوئی سبب
نہیں ہے۔ کہ پیداوار کم ہو جائے یا ریت آجائے ÷

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے - کہ عام لوگ ضرورت اور اندازے سے زیادہ کھیتوں میں بار بار پانی بھر دیتے ہیں - اور کھدائی اور ہل جوتنے کی گہرائی صرف قریب تین چار انچ کے ہوتی ہے - اور نیچے کی سطح زمین کی سخت رہتی ہے - اس لئے وہ پانی کھیت میں کھڑا رہتا ہے - اور خشک نہیں ہوتا - آخرکار وہ پانی سڑ جاتا ہے - اور فصل کو گلا دیتا ہے - وہ پیلی پڑ جاتی ہے - اور فائدے کی جگہ نقصان ہو جاتا ہے - اور تری کی زیادتی سے بدبو پیدا ہو جاتی ہے - جو بیماری[1] کا گھر ہے - یہ حالت اکثر چکنی مٹی میں زیادہ ہو جاتی ہے - اس کا پانی جلدی نہیں سوکھتا ہے - اگر ہل وغیرہ کے ذریعے کھدائی گہری ہو - اور اندازے کا پانی مناسب موقعوں پر اس فصل کو دیا جائے - جس قدر اس فصل کے

[1] جناب صاحب چیف انجینیر بہادر انہار پنجاب نے اس غرض سے یہ حکم دیا تھا - کہ کسی گاؤں کے رقبے میں ⅕ حصے سے زیادہ جو ۲۰ فی صدی ہوتا ہے - پانی نہ دیا جائے - یہ تعداد کم تھی - اس سبب سے یہ حکم ملتوی رہا ؛

راقم کے نزدیک اگر ¼ حصہ یعنی چہارم حصہ گاؤں کا ہر سال سیراب ہو جایا کرے - تو یہ تعداد پوری ہے - لیکن ردّ و بدل کے ساتھ یہ عمل کیا جائے - تو یہ شکایت بھی رفع ہو جائیگی - یعنی کبھی کسی کھیت کو اور کبھی کسی کھیت کو پانی دیا جائے ؛

واسطے ضروری ہو۔ تو یہ خلل بھی رفع ہو جائیگا۔ اس میں شک نہیں ہے۔ کہ جب کسی علاقے میں زیادہ رقبے کو آبپاشی ہوتی ہے۔ تو اُس میں دوسرے خشک علاقوں سے بیماری ضرور زیادہ ہو جاتی ہے +

راجباہوں اور نالوں کی کھدائی اور درستی

جو راجباہے اور نہریں دریا سے نکالی جائیں۔ اُن کی کھدائی کی جائے۔ تو اُن کے کناروں کی طرف کی کھدائی سلامی دار رکھنی چاہیئے۔ اگر ایسی زمین ہو جس میں چکنی مٹی ہے۔ تو ایک فٹ کی گہرائی میں ایک فٹ کی سلامی کافی ہوگی۔ اگر زمین کی قسم نرم ہے ۔ یا ریت ملی ہوئی مٹی ہے۔ تو ایک فٹ میں ڈیڑھ فٹ اور اگر ایسی زمین ہے ۔ کہ جس میں ریت بھی ہو۔ تو ایک فٹ میں دو فٹ کی سلامی واجب ہے۔ اسی طرح پر جس زمین میں پانی کا بہاؤ اور زور ایسا ہو ۔ کہ کناروں کے گر جانے کا زیادہ اندیشہ ہے۔ وہاں اُسی قدر زیادہ سلامی دونو کناروں کی ہونی چاہیئے +

تیاری کے بعد جب کبھی معمولی موقعوں پر ندی نالوں اور راجباہوں (بمبوں) کی صفائی کی جائے۔ ایسی جگہوں میں کیچڑ مٹی کا چکناپن ندی نالوں راجباہوں کے کناروں پر جم کر سلامی کی صورت کو جو نہر وغیرہ کی تیاری کے وقت پہلے رکھی گئی تھی۔ قائم

نہ بننے دے - یا پانی کے بہاؤ کے سبب مٹی سے
سلامی کم و بیش ہو جائے - تو اُس کے درست کرنے
کا ارادہ نہ کریں - بلکہ اُس کو ویسا ہی بننے دیں
صرف اتنی سلامی بنا دینی چاہیئے - کہ جو پانی کے
بہاؤ کے لئے کافی ہو - اگر اُس کی درستی کی جائیگی
اور کیچڑ اور گارا بند کر دیا جائیگا - تو پھر وہاں
بدستور کیچڑ اور گارا جمع ہو جائیگا - نالوں اور نہروں
کی کھدائی میں اُن کی سطح کے ہموار کرنے کا لحاظ
رکھنا چاہیئے[1] - اگر ہموار کرنے کا آلہ نہ بن سکے - یا
اُس سے پیمائش کرنا جانتے نہ ہوں - تو پانی کے ڈھلاؤ
سے بھی ہموار کرنے کا اندازہ ہو سکتا ہے - جتنا کم
ڈھلاؤ میں پانی بہیگا - اُتنا ہی نالے کا کم نقصان
ہوگا - معمولی صورتوں میں ایک فٹ تک کا ڈھلاؤ پانی کے
واسطے فی میل اچھا ہے[2] - مگر سرسری حساب سے جو
دیکھا جائے - تو ڈیڑھ فٹ تک کوئی حرج نہیں - اگر
اس سے زیادہ پانی کا ڈھلاؤ رہیگا - تو مٹی کے بہ جانے
کا اندیشہ ہے - اگر نالہ کھودا گیا - اور اُس میں کچھ
اونچ نیچ رہے - تو نیچے کی جگہ میں پانی رُک کر کھڑا
ہو جائیگا - اور آخرکار کسی طرف کے کنارے کو توڑ کر

[1] یہ ہموار ایک آلے سے بتائی جاتی ہے - جس کو انگریزی میں لیول کہتے ہیں +

[2] بعض جگہ انجنیر صاحبان بہادر نے صرف ۶ - انچ فی میل کی اجازت دی ہے +

اس طرف بہنا شروع ہو جائیگا ✦

جو مٹی نالے کی کھدائی سے نکلے - اُس کو اس نالے کے کناروں سے ذرا دور ڈالنا چاہیئے - اور اُس مٹی کا مضبوط پشتہ بنا دیا جائے - نالی اندر سے برابر عرض میں رہے - اگر کہیں سے سکڑ جائے اور دوسری جگہ سے چوڑی ہو گئی - تو اچھی نہیں - اس کے دہانے کو ذرا عرض میں زیادہ رکھنا چاہیئے - تاکہ پانی کے داخل ہونے کے واسطے آسانی ہو - اور جس قدر آگے بڑھتا جائے - اور پانی اِدھر اُدھر خرچ ہو کر کم رہتا جائے - اُسی قدر اُس کا عرض کم ہوتا جائے - تو مناسب ہے - اس سے پانی کو کسی جگہ روک نہ ہوگی ✦

نالیوں کا عرض برابر رکھنے کے واسطے آسان طریق یہ ہے - کہ جتنا چوڑاؤ جہاں جہاں کسی نالے یا نہر کا رکھنا منظور ہو - اُس کے مطابق لکڑی کا ایک پیمانہ مزدوروں کو دیا جائے - جس کے اندازے سے وہ کھدائی کے وقت اُس کے چوڑاؤ کا لحاظ رکھیں - اس عمل سے ایک تو نہر کی پیمائش آسان ہو جائیگی - دوسرے پانی کا عرض برابر رہیگا - جو پانی کے بہاؤ کے واسطے ضروری ہے - جس طرح بڑ نہروں اور نالیوں کا عرض زیادہ رکھا جاتا ہے - اُسی طرح جہاں تک ہوسکے - اُن کو سیدھا رکھنا اور سیدھا لے جانا ضرور ہے - اس میں دو فائدے ہیں :-

اوّل - پانی کا بہاؤ سیدھا رہیگا - جس سے نقصان کم ہوگا ✦

دوم - ٹیڑھی کھدائی سے سیدھی کھدائی میں خرچ اور محنت کم ہے + اگر کسی ضرورت سے نالی کی سمت بدلنی ہو - یعنی پورب سے دکن کو یا اُتر سے پورب کو مُنہ پھیرنا ہو - تو گولائی (گھوم) ڈال کر سمت بدلو - سیدھا کونا بنا کر سمت بدلنا اچھا نہیں - کہ اس طرح پانی کی ٹکّر کھانے سے نہر یا نالے کو نقصان پہنچیگا - گولائی رکھنے کا یہ طریقہ چھوٹے بڑے نالوں سب کے واسطے برابر ہے - اُس کے ساتھ یہ بھی لحاظ رکھو - کہ جہاں نالہ نکالا جائے - اُس کے پانی کے بہاؤ کی زمین اُن کھیتوں سے کسی قدر اونچی ہو جن میں پانی دینا ہے - اس سے یہ فائدہ ہوگا - کہ جب پانی نالیوں کے ذریعے اُن کھیتوں میں چھوڑا جائے - تو آسانی سے پہنچ سکے - ایسا نہ ہو - کہ پانی میں بند لگا کر کھیتوں میں پانی چھڑایا جائے - بند لگانے سے پانی رُک جاتا ہے - اور جب پانی رُک گیا - تو کوئی کنارہ ٹوٹ کر پانی اور طرف کو بہ جائیگا - کہ جدھر ضرورت نہ ہو - یا بند ٹوٹ کر اُس کی مٹّی پانی میں گھُل جائیگی - اور نہر کی تہ میں بیٹھ جائیگی - اگر کسی موقع پر یہ ضرورت ہو - کہ نہر یا نالے میں بند لگایا جائے - وہاں مٹّی سے بند نہ باندھا جائے - بلکہ گھاس پھوس اور تختوں وغیرہ سے بند باندھنا مناسب ہے - تاکہ بند کی مٹّی نالے میں نہ آ جائے - کھدائی کے بعد نہروں اور نالوں کی صفائی دو تین سال تک کرنی ضرور نہیں ہے - کیونکہ

اُس مُدّت تک جو پانی بہیگا - تو کیچڑ پانی کے نیچے
اور کناروں کی طرف جم جانے کے سبب جو پانی زمین
میں جذب ہو جاتا تھا۔ وہ جذب ہوکر ضائع نہیں ہوگا۔
جب کھدائی ہوکر نہر جاری ہو چکے اور تھوڑے
عرصے بعد ہی صفائی شروع کی جائے۔ تو جو مٹّی
جمی ہوئی نکالی جائیگی - پھر بدستور اُس میں پانی
جذب ہوتا رہیگا۔ جب دو تین سال میں مٹّی بخوبی جم
جائے - اور زمین کا پیٹ پانی سے بھر جائے۔ اور
نہر کی سطح مضبوط ہو جائے۔ تو اُس کی صفائی کرنے
میں کچھ ہرج نہیں - پھر ہر سال صفائی ہونی چاہیئے۔
تاکہ کیچڑ - مٹّی - گھاس پھوس جو نالوں یا نہر کے
کنارے یا تہ میں فالتو جمے ہوئے ہیں۔ یا اُن کے
کناروں پر بے فائدہ جم گئے ہیں۔ وہ ہر سال
نکالے جایا کریں[1] دریافت سے ثابت ہوا ہے ۔ کہ
نہر باری دوآب[2] سے آبپاشی کی اوسط مختلف قسموں
کے کھیتوں میں اس طرح پر برآمد ہوئی ہے +

---

[1] پنجاب میں نالے کی صفائی کی نسبت یہ زمینداری مثل
مشہور ہے - پت بھلّا اچھّا نالہ بھلّا کو ناہ - یعنی اگر بیٹا
بے سمجھ اور بے وقوف ہو - کچھ ہرج نہیں ہے - مگر نالہ
نا صفا اچھّا نہیں +

[2] نہر باری دوآب اُس نہر کا نام ہے جو راوی اور بیاس
کے مابین رواں ہے +

تفصیل

پونڈا	نیشکر یعنی ایکھ	جھونا	گلزار
۴ - انچ	۴ - انچ	۶ - انچ	½ - انچ
سن - تل	ترکاری	باغ	گندم
۲ - انچ	۴ - انچ	۴ - انچ	۳ - انچ
السی - سرشف	تمباکو و مرچ سرخ	چری و مکّی	نخود مسور و سینجی
۲½ - انچ	۱½ - انچ	۲ - انچ	۲ - انچ

پانی کی اسی قدر تعداد واجبی ہے - اس سے زیادہ پانی دینے میں نقصان ہے +

نواں سبق

پانی کا نکاس

جب پودوں کو اندازے کے ساتھ پانی دیا جائے - تو پودوں کے بدن میں جان آجاتی ہے - اور اگر کثرت سے ساتھ پانی دیا جائے - تو اُن کا نقصان ہوتا ہے - جہاں پانی کی کثرت ہوگی - اوّل تو وہاں کچھ پیدا ہی نہیں ہوگا - اگر کچھ ہوگا - تو پانی کی

کثرت سے پودے گل جائینگے - اور بڑھوار اُن کی
ماری جائیگی - وجہ یہ ہے - کہ جب زیادہ پانی ہوُا -
تو پودوں کی جڑوں کے سوتوں[1] کے منہ چوڑے اور
بھدّے ہو جائینگے - اور ان سوتوں کے راستے جو عرق
اور زمین کے مادّے درختوں اور ہر قسم کے پودوں
میں جاتے تھے - اس صورت میں اُن میں چڑھ نہیں
سکینگے - جب ان مادّوں اور عرق کا چڑھنا بند ہوُا -
تو پودے مرجھا کر سوکھ جائینگے - یا پانی میں ہی گل
جائینگے - اس لئے مناسب ہے - کہ جہاں ضرورت
سے زیادہ پانی ہو - اُس کے نکالنے کی تجویز کرنی
چاہیئے - پانی کی زیادتی اس طرح پر ہو جاتی ہے ❊

اوّل - پہلے جہاں کہیں دریا یا ندّی نالے کے بہاؤ
کا نشیب ہو - اور پھر کسی قدر یا مصنوعی سبب سے
ندّی نالہ وہ جگہ چھوڑ دے - اور دوسری جگہ اُس
کے بہاؤ کا رُخ ہو جائے - پھر کسی قدرتی سبب یا
مصنوعی سے ڈھلانے کی طرف یا کسی اور جگہ مٹّی پڑ جائے -
اور اُس جگہ کی نیچی سطح اونچی ہو جائے - تو اُس نیچی
جگہ میں دلدل[2] یا جھیل بن جائیگی ❊

دوم - بارش کا پانی کسی زمین کی نچائی میں جمع
ہو جائے - اور زمین کی قسم ایسی ہو جو پانی نہ پی سکے -

---

[1] باریک باریک رگیں یعنے جڑوں کا ❊

[2] پنجاب کی زبان میں ایسی دلدل یا جھیل کو چھنب کہتے
ہیں ❊

اور اُس پانی کے نکلنے کا کوئی راستہ نہ ہو یا قدرتی چشمہ پانی کا زمین کی نچائی میں نکل آئے - اور اُس کے بہاؤ کے لئے کوئی راستہ نہ ہو - تو پانی کھڑا ہوکر دلدل اور جھیل بن جائیگی +

سوم - اگر کسی جگہ عرصے تک پانی کھڑا رہے - اور اُس کے سبب سے اُس کی سطح کی مٹّی ایسی گل جائے جس میں چلنا پھرنا دشوار ہو - پھر کچھ مدّت اُس میں پانی کھڑا ہوکر دلدل بن جائے - تو ایک قسم کی گھاس وہاں پیدا ہو جائیگی - اور پانی میں گل جائیگی - اور پھر جب اُس میں دھوپ اپنا اثر کریگی - تو عفونت پیدا ہو جائیگی - اور نزدیک نزدیک کی آبادیوں میں اُس خراب ہوا کی تاثیر سے بیماری پیدا ہوجائیگی +

اس ملک میں کئی ایسی دلدلیں ہیں جن کی زمین بے فائدہ پڑی ہے - نہ مویشیوں کے چرانے کے کام آتی ہے - نہ کھیتی کے کام کی ہے - اگر یہ پانی نکال دیا جائے - اور زمین سکھا دی جائے - تو سارے نقصان رفع ہو جاتے ہیں - سب سے آسان طریق پانی کے نکاس کا یہ ہے - کہ جس طرف کو پانی کا بہاؤ ہو اور بارش کا پانی جس طرف جاتا ہو - اُس طرف کو سطح کی کھدائی کی جائے - اور یہ کھدائی نالے کی طرح اندازے کے ساتھ ہو - پھر کسی قریب کے دریا یا نالے وغیرہ قدرتی یا مصنوعی میں اس کا پانی ملا دیا جائے - تو خود بخود پانی بہ کر نکل جائیگا - اگر اس موقع کے قریب

کوئی ایسا نچان ہو - کہ اس پانی سے دوسری زمین بھی سیراب ہو جائے - تو ایک کام میں دو فائدے ہو جائینگے - دوسرا ڈھنگ یہ ہے - کہ ایسی دلدل کی کھدائی اس طرح پر کریں - کہ جس طرف پانی نکالنا چاہیں - اُس دلدل کے رقبے میں ایک بڑا چوڑا نالہ کھودیں - پھر نالے کے دونو طرف چھوٹی چھوٹی نالیاں ترچھی کھودی جائیں اور اُس نالے میں ملا دی جائیں - تو سارا پانی نکل جائیگا - مگر یہ لحاظ رہے - کہ جہاں جہاں زیادہ نشیب ہو - اُن طرفوں سے وہ نالیاں آئیں - تاکہ اُن نچائیوں کا پانی بھی کھچ کر اس بڑے نالے میں پڑ جائے - جب سب طرف کا پانی نکل گیا - تو وہ زمین کام کی ہو جائیگی - اگر ناقص قسم کی زمین بھی ہوگی - تو مویشیوں کی چرائی کے لئے کام آئیگی +

یہ بات تو معلوم ہے - کہ جب مدت تک ایسی زمینوں میں دلدل کا پانی رہے - اور دریا اور ندی نالے کی سیلاب کا پانی اُس میں آتا رہے - اور اُس کے ساتھ کیچڑ - مٹی - گھاس وغیرہ آجائے - تو وہ پانی میں گل کر عمدہ کھاد بن جاتی ہے - اس لئے ایسی جگہ سے اکثر اچھی زمین بر آمد ہوگی - پہلے پہل تو ضرور کسی قدر دقت نالے اور نالیوں کے کھودنے میں ہوگی - اس واسطے کہ اُس میں کیچڑ اور گارا بھر جاتا ہے - اور بار بار اس کی

مٹی نکال کر باہر ڈالنی پڑتی ہے - مگر جب دلدل کے پانی کا زیادہ حصّہ نکل جائیگا - تو یہ تکلیف جاتی رہیگی - اگر ایسی جگہ ہو - کہ پانی زیادہ ہے - اور کھدائی کا کام مشکل ہے - کیچڑ یا گارے کے سبب آدمی وہاں نہیں جا سکتا - تو سب سے بہتر علاج یہ ہے - کہ جس طرف کو پانی کا نکاس کرنا ہے - نالی کی کھدائی کا کام پہلے اس طرف شروع کیا جائے - اس عمل سے جو زیادہ پانی ہوگا - وہ جلد نکل جائیگا - اور آسانی کے ساتھ پھر کھدائی کا کام بھی ہو سکیگا - اور جیسی جیسی کھدائی کرنی ہوگی - دلدل کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے کی طرف کی جائیگی - پانی کم ہوتا جائیگا - اور کھدائی آسانی کے ساتھ ہو جائیگی - ایسی دلدلی کی اراضی میں اگر درختوں کے پودے لگانے ہوں - تو کھودتے وقت جو مٹی نکلے - اُس مٹی کی مینڈ اُن ہی دو دو نالیوں کے درمیان بنائیں - اس طرح جو نچائی کا پانی ہوگا - وہ اُن نالیوں کے راستے باہر چلا جائیگا - اور مینڈ سطح سے اونچی ہو جائیگی - پھر اُس مینڈ پر پیڑ لگ سکتے ہیں - پھر اگر بارش بھی ہو - اور سیلاب کا پانی زیادہ بھی آجائے - تو وہ پیڑ محفوظ رہینگے - بعض خاص خاص قسم کے درخت ایسے ہیں جو دوسرے درختوں کی نسبت پانی زیادہ چاہتے ہیں - جیسے بید مجنوں - گوندنی وغیرہ - یہ درخت دلدل میں لگ سکتے ہیں - صرف اتنا ہو سکتا

ہے۔ کہ دوسرے درختوں کی نسبت تھوڑی تھوڑی کچھ زیادہ گیلی جگہ میں لگائے جائیں۔ تو اس سطح کی زمین کی رطوبت اُن کی مدد سے جذب ہو جائیگی ÷

دسواں سبق

کھیتی کرنے کے طریقے

جب عام زمیندار آپس میں بیٹھ کر کھیتی کی پیداوار کی بابت بات چیت کرتے ہیں۔ تو یہ کہتے ہیں۔ کہ اب کمی اور گھٹاؤ کا زمانہ آگیا ہے۔ زمین کی برکت جاتی رہی۔ وہ لوگ پچھلے زمانے کی کھیتی کے طریقے اور حال کے زمانے کی کاشت کی حالت نہیں دیکھتے۔ اور اپنی نادانی کا خیال نہیں کرتے۔ پہلے زمانے

لہ ضلع گورداسپور میں دیکھو۔ کہ دلدل موسومہ کاہنووان کے پانی کا جو نکاس نکالا گیا ہے۔ اُس سے کتنے فائدے ہوئے ہیں۔ ہزاروں گھماؤں زمین مزروعہ ہوچکی ہے۔ اور کئی گاؤں آباد ہو گئے ہیں۔ مگر ایک نقص اس میں یہ معلوم ہُوا۔ کہ نکاس کی طرف سطح کا زیادہ ڈھلاؤ نہیں ہے۔ اگر ڈھلاؤ ہوتا۔ تو زیادہ فائدے ہوتے۔ اسی طرح چھنب بیٹ کھانہ تحصیل دسوہہ میں بھی نکاس نکالا گیا ہے۔ اور اس سے بہت فائدہ ہُوا ہے ÷

ہیں لوگ جنسیں بدل بدل کر بوتے تھے ۔ اور کئی کھیت ایک ایک دو دو سال تک پڑے رہتے تھے۔ اور چوپوں کی چرائی کے واسطے وہاں گھاس پیدا ہو جاتی ہے ۔ اس عمل سے دو طرح کی کھاد وہاں پڑ جاتی تھی ۔ ایک تو ہوا اور روشنی اور شبنم کی تاثیر میں ۔ اور دوسرے چوپوں کا گوبر اور پیشاب۔ ان چیزوں سے زمین کی طاقت بڑھ جاتی ہے۔ اب برخلاف اس کے ایک ہی قسم کی جنسیں ہر سال اس زمین میں برابر بوئے چلے جاتے ہیں ۔ جس سے ایک قسم کا مادہ زمین کے مادوں سے کم ہو جاتا ہے۔ جو خاص ایک جنس کے پودوں کو بڑھنے کی طاقت دیتا تھا۔ اس جنس کے واسطے زمین نکمی ہو جاتی ہے ۔ پھر پیداوار اچھی نہیں ہوتی ۔ یہی حال انسان کا ہے ۔ کہ جب اس کے جسم میں کسی مادے کی کمی ہو جائے۔ تو وہ آدمی بسبب کمی اس مادے کے بیمار رہتا ہے۔ جب تک کہ اس مادہ کی کمی پوری نہ ہو۔ وہ اچھا نہیں ہوتا۔ اور بدستور بیمار پڑا رہتا ہے۔ یہی ڈھنگ زمین کی حالت کا ہے۔ جہاں کوئی مادہ اس میں کم ہوا ۔ پھر جب تک کہ وہ مادہ پیدا نہ ہوگا ۔ زمین ناکارہ اور کم زور ہو جائیگی ۔ اس کا علاج اوّل تو قدرتی یا مصنوعی کھاد ہے ۔ دوسرے پانی کو کھیت سے نہ نکلنے دینا۔ تیسرے جب زمین خالی پڑی رہیگی ۔ تو خود بخود ہوا اور روشنی اور شبنم ہمیشہ اپنا

اثر دیتی رہیگی۔ خیال رکھو۔ کہ یہ مادے کسی سبب سے باہر نہ نکل جائیں۔ اگر نہ نکلینگے۔ تو زمین کی طاقت بڑھ جائیگی ؛

خیال کرو۔ کہ کسی کھیت کی سطح میں اونچائی نچائی ہے۔ یا کھیت کے کناروں پر بنڈیں نہیں ہیں۔ پھر پانی برسا اور پانی کے ساتھ وہ مادے نکل گئے۔ تو زمین نکمی ہو جائیگی۔ اور وہ عمدہ اثر جاتا رہیگا ؛

معمولی کھاد کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ جس کا ذکر ہم پہلے باب میں کر چکے ہیں۔ دوسرے اگر کھیت میں پھلیں اول بدل کر بوئی جائیں۔ تو اُس سے بھی زمین طاقت میں آجاتی ہے۔ وجہ یہ ہے۔ کہ جب ایک جنس کو کاٹ لیا۔ تو اُس کے پودوں کی جڑیں جو زمین میں رہ جاتی ہیں۔ وہ گل کر کھاد ہو جاتی ہیں۔ جب یہ جڑیں کھاد بن گئیں۔ تو دوسری جنس کے پودوں کو بڑھنے کی طاقت دیگی۔ اور پیداوار میں اس سے بڑے فائدے ہونگے۔ جو پرانے طریق کے مطابق یعنی جنسوں کو ملا کر اکٹھا بوتا ہے۔ وہ بھی کسی قدر زمین کی طاقت کو قائم رکھتا ہے۔ کیونکہ ایک قسم کی جنس کی جڑیں دوسری قسم کی جنس کے واسطے کھاد کا کام دیتی ہیں۔ اور جو جڑیں بہت لمبی چلی جاتی ہیں۔ وہ نیچے کی سطح سے طاقتور مادے اور رطوبت اوپر کو کھینچ لاتی ہیں۔ اس سے دوسری جنس کو بہت مدد ملتی ہے۔ اگر ایک ہی قسم کے پودوں کی کاشت

ہمیشہ ایک ہی کھیت میں کرتے رہتا۔ تو گلی ہوئی جڑیں جو کھاد بن گئی ہیں۔ اُسی قسم کی جنس کو وہ کھاد فائدہ نہ دیگی۔ کیونکہ وہ کھاد اُسی قسم کے بیج والے کی ہے۔ وہ پودے اپنے فضلہ کی کھاد سے بڑھنے کی طاقت نہ پکڑینگے۔

ایسی جڑوں میں بہت سا مادہ پودوں کا بڑھانے والا اور پھیلانے والا موجود رہتا ہے۔ اور ہر ایک قسم کے پودوں کی جڑیں اسی مادہ سے بنی ہیں۔ یہ مادہ جڑوں کے ذریعے زمین سے نکل کر پودوں کی جڑوں کے سوتوں کے راستے شاخوں اور پتوں تک چڑھا جاتا ہے۔ اور جتنی ضرورت ہو۔ وہاں رہتا ہے۔ باقی میں ہوا وغیرہ کے اجزا شامل ہوکر پوست اور لکڑی کے درمیان سے نیچے آجاتا ہے۔ اور پھر جڑوں میں داخل ہوجاتا ہے۔ اس لیئے ہوا اس مادہ کی مدد سے ایک قسم کی جنس کی جڑیں دوسری قسم کے پودوں کے لیئے طاقت کا سبب اچھا بن جاتی ہیں۔

بعض پودوں کی جڑیں مولی کی طرح زمین کے نیچے زیادہ گہری جاتی ہیں۔ وہ جڑیں کہ اوپر رہتی ہیں۔ اُن سے وہ جڑیں نیچے گہری جانے والی اچھی ہوتی ہیں۔ جب ایسے پودے کاٹے جائیں۔ اور پھر دوسرے قسم کی جنس اُس میں بوئی جاتی۔ تو کھاد کی طرح وہ جڑیں کام دیگی[1]

---

[1] انگلستان اور دوسری ولایتوں میں ایک جنس کو دوسری جنسوں سے بدل کر بونے کا قاعدہ مقرر ہوگیا ہے اور ہمیشہ اس پر عمل کرتے ہیں۔

اگر شلجم کے بعد گیہوں اور مکا اور سن کے بعد نیشکر یعنی اُکھ بوئی جائے - تو پیداوار میں اچھا فائدہ ہوگا ۔

اکثر ملک کے اچھے زمیندار تو اُس دستور پر چلتے ہیں - کہ گیہوں کی کھیتی کاٹ کر خریف میں ماش موٹھ وغیرہ کو اُس کھیت میں بوتے ہیں - اور پھر سال بھر تک زمین کو خالی رکھتے ہیں - پھر فصل ربیع بوتے ہیں - اس عمل سے زمین میں طاقت بنی رہتی ہے - پہلے دنوں میں یہ طریقہ بہت ضلعوں میں تھا - اب کم ہوتا جاتا ہے - جس سے پیداوار میں کمی ہو گئی ہے - ناقص زمین ریت والی میں جہاں خریف کی فصل ریت کے سبب پیدا نہ ہو سکے - وہاں صرف ربیع کی کاشت کی جاتی ہے - اگر ایسی زمین میں اکٹھی دو جنسیں بو دی جائیں - تو ایک جنس کی جڑ میں دوسری جنس کے لئے کھاد کا کام دیگی - یا ربیع کی جنس ادل بدل کر بوئی جائے - تو کچھ فائدہ ہوگا ۔

بعضی جنسیں ایسی ہیں - کہ جب اُن کو بو دیا - اور پھر بونے کے بعد دوسری خاص خاص قسم کی جنسیں بوئیں - تو پیداوار میں کمی بیشی ہو جاتی ہے - اگر کپاس یا جوار کے بعد اُسی کھیت میں نیشکر بوئی جائے - تو اچھی پیداوار نہیں ہوگی - اور گنا سخت رہیگا - اس واسطے کہ اُس کی کاشت سے زمین

سخت ہو کر کم زور ہو جاتی ہے ؎ ۔

پیداوار کا زیادہ ہونا محنت اور کھاد پر موقوف ہے۔ مگر یہ بھی ضرور ہے۔ کہ فصل کے بونے میں ادل بدل کیا جائے۔ تجربے سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ کس جنس کے بونے کے بعد کونسی جنس بونی فائدہ مند ہے۔ اور کونسی نقصان۔ بعض وقت ناقص قسم کی زمینوں میں جو ایک جنس بوئی جاتی ہے۔ وہاں اگر دو تین جنسیں ملا کر کاشت کر دی جائیں۔ تو اس سے فائدہ ہے۔ جیسے گیہوں کے ساتھ چنوں کا بونا فائدہ دیتا ہے۔ جس سے پیداوار کے زیادہ ہو جانے کی امید ہے ۔

وجہ یہ ہے۔ کہ ایک جنس کی جڑیں جو اپنے بڑھنے کا مادہ اکٹھا کرتی ہیں۔ وہ دوسری جنس کے پودوں کے لئے کام آجاتا ہے۔ اس لئے جب کھیتوں میں گیہوں اور چنے ملا کر بوئے جائیں۔ تو اُن میں سے چنوں کی جنس کی جڑیں موٹی اور لمبی ہونگی۔ اگر مینہ کم برسا۔ تو اُس کی جڑیں زمین کے اندر سے گیلا پن کھینچ لاتی ہیں۔ اور گیہوں کے پودوں کی جڑیں اس کے خلاف ہیں۔ اس لئے گیہوں اور چنوں کو ملا کر

؎ پنجاب میں مالی۔ ارائیں اور سانی جن کے پاس تھوڑی تھوڑی زمین ہوتی ہے۔ وہ فصل کی جنسوں کو بدل بدل کر بویا کرتے ہیں۔ دوسرے زمینداروں سے اُن کی فصل اچھی ہوتی ہے ۔

بویا جائے۔ تو گیہوں کی جڑوں کو مدد مل جاتی ہے۔ اگر مینہ برس جائے۔ تو گیہوں اور چنوں کی جڑیں جلدی سے اس رطوبت کو جذب کر لینگی۔ چنوں کی ترمی جنس ایسا جلد جذب نہیں کر سکتی۔ اگر زیادہ بارش ہو جائے۔ تو چنوں کی جنس کا نقصان ہوتا ہے۔ مگر اس ملاوٹ کے ہونے سے کسی قدر نقصان کم ہوگا۔ اس کی وجہ اوپر درج ہو چکی ہے۔ اسی طرح اور جنسیں بھی ربیع اور خریف میں ملا کر بو سکتے ہیں۔ درختوں کے لگانے میں یہ بھی عمل بعض قسم کے پودوں کے واسطے فائدہ دیتا ہے۔ جیسا کہ آم کے درختوں کے ساتھ کیلے کے پودے لگائے جائیں۔ تو اچھا ہے۔ اس طرح پر آم کے درختوں کو زیادہ پانی کی ضرورت نہ ہوگی ✠

گیارھواں سبق

قلموں کا لگانا

خزاں کے موسم میں درختوں سے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ اور پت جھڑ ہونے کے بعد جب وہ پھر سرسبزی پر آتے ہیں۔ تو ان کے کدوں اور شاخوں

میں گٹھیں اور کونپلیں پھوٹتی ہیں۔ ان گٹھوں یا کونپلوں
میں تخم کی طرح طاقت ہوتی ہے۔ اگر وہ کاٹ کے مٹی
میں ڈالی جائیں۔ تو اُن میں سے جڑیں پیدا ہو جائینگی۔
اگر مٹی سے باہر رہیں۔ تو روشنی اور دھوپ کے اثر
سے اُن میں پتے پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایسے درختوں کی
قلمیں دو وقتوں پر لگائی جاتی ہیں۔ ایک تو خزاں
کے اخیر دنوں میں۔ دوسرے برسات کے موسم میں۔
مگر خزاں کا اخیر وقت سب سے اچھا ہے۔ کیونکہ
اُن دنوں میں سردی کا موسم ہوتا ہے۔ اور سردی
کے سبب درختوں کا عرق چلنے سے بند ہو جاتا ہے۔
عام لوگوں کے نزدیک اُس وقت درخت سوئے ہوئے
ہوتے ہیں ۔

قلموں کے لگانے کا عام طریقہ یہ ہے۔ کہ خزاں
کے موسم میں جس پیڑ یا پودے کی قلمیں لگانی ہوں۔
اُس کی شاخیں جو ایک برس کی ہوں۔ کاٹ لو اور
اُس کے اندازہ سے اُن کی قلمیں بناؤ۔ کہ اُن کے سروں
کی طرف ایک ایک دو دو ان کے گٹھے (آنکھیں[1]) ضرور
ہوں اور کاٹنے کے وقت یہ خیال رکھو کہ شاخوں کے
اوپر کا حصہ کاٹا جائے۔ کیونکہ اُس میں پھوٹنے کی طاقت
زیادہ ہوتی ہے۔ اور نیچے سے شاخ کا جو حصہ

[1] بعض جگہ پیڑ کی گانٹھوں کو آنکھیں بولتے ہیں۔ مگر عام
بول چال میں آنکھ ایک لفظ خاص ہے۔ جو کہ گرہوں
کے واسطے بولا جاتا ہے ۔

جاتا رہتا ہے۔ اُس میں کمی ہے۔ جب دو قلمیں بنانی ہوتی ہیں۔
تو یہ دونوں قلمیں لگانے کے لئے نرم اور تیار کی ہے۔
اُس میں گڑھے کھود دو۔ یہ گڑھے قلموں کی لمبائی کے
موافق چھوٹے بڑے ہونے چاہئیں۔ پھر آدھے میں
مٹی اور کھاد ملا کر قریب نصف کے بھر دو۔ قلم کے
لگانے کے لئے ہلکی زمین اچھی ہے۔ مگر زیادہ گیلی
زمین میں بڑی بڑی قلمیں دو دو تین سال کی شاخوں
کی لگانی چاہئیں۔ تاکہ اس کی رطوبت کو وہ جذب
کر سکیں۔ اور جو چھوٹی قلمیں ہوں۔ اُن کے واسطے
زمین کی زیادہ تری ضرور نہیں۔ اگر قلمیں کچھ دور
فاصلہ والی جگہ سے منگا کر لگانی ہوں۔ تو وہاں سے
اُن قلموں کو اس طرح پر لاؤ۔ کہ اُن کا کچھ حصہ
مٹی میں دبا رہے۔ اور جب لگانی چاہو۔ تو اُس سے
دو تین دن پہلے کپڑے کو پانی میں بھگو کر اُن کے
اوپر لپیٹ رکھو۔ تاکہ اُن کی کلیاں کسی قدر باہر کو
پھوٹ سکیں۔ جب قلمیں لگا چکو۔ تو اُن کے اردگرد
کی مٹی خوب دبا دیا جائے۔ کہ ہوا اُن میں نہ جا سکے۔
اور قلم کو دھوپ اور سردی کا اثر نہ پہنچے۔ کہ اُس
سے قلموں کی جڑوں کے پھوٹنے میں نقصان ہے۔
اگر بڑی قلم لگانی ہو۔ اور اُس کی شاخ میں بہت
سے کلّے ہیں۔ تو اوپر کے کلّے باقی چھوڑ کر درمیان
کے کلّے دور کر دو۔ یہ احتیاط رکھو۔ کہ اُس کی شاخ
کے چھلکے کو کچھ صدمہ نہ پہنچے۔ بعض لوگ اس خوف

سے قلم لگانے کے وقت کتنے زیادہ اُتار دئے نہیں ہیں۔ جب کنیں پھوٹ نکلیں۔ تب آہستگی سے اُن کو اُتار دیا جائے۔ یہ عمل اس لئے کیا جاتا ہے۔ کہ پھوٹنے کی طاقت صرف اُن کنوں میں رہے۔ جو باقی رکھی گئی ہیں۔ اس سبب سے وہ جلد پھوٹ نکلینگی۔ جب قلم کے واسطے شاخ تراشو۔ تو ترچھی کاٹو۔ کہ مینہ کا پانی اور اوس اُس پر نہ ٹھیرے۔ اور دھوپ بھی زیادہ اُس کو نہ لگے۔ اگر برابر کاٹوگے۔ تو اُس پر پانی اور اوس گر کر ٹھیر سکیگی اور دھوپ پڑیگی۔ تو نقصان ہو جائیگا۔

یہ تو ظاہر ہے۔ کہ جب تخم بویا جاتا ہے۔ تو اُس سے پودے پیدا ہو جاتے ہیں۔ مگر جب ہم چاہیں۔ کہ ایک درخت کا پھل دوسری قسم کے درخت سے پیدا ہو۔ تو یہ کام بیج کے بونے سے نہیں ہو سکتا۔ جس درخت کا پھل لینا ہے۔ اُس کی قلم دوسرے درخت میں لگاؤ۔ اور ملک کی آب و ہوا بھی درخت یا پودے کے موافق ہو۔ جس کی قلمیں لگائی جائیں۔ اُن قلموں کے لگانے میں کئی فائدے ہیں۔

۱۔ یہ کہ اصل درختوں یا پودوں کی کثرت ہو جاتی ہے۔

۲۔ پھل بھی جلد حاصل ہو جاتا ہے۔

۳۔ جن درختوں یا پودوں کا تخم کم پیدا ہوتا ہے وہ قلم سے لگ سکتا ہے۔

۴۔ جو درخت ایسا ہے۔ کہ جس کے تخم دیر سے

پیدا ہوتے ہیں - اگر اس کی نسل کو زیادہ کرنے کی
ضرورت ہو - تو قلمیں لگا کر اُس کے درخت بڑھانے
چاہئیں - مگر قلموں کے درختوں میں یہ نقص بھی ہے -
کہ قلم سے جو درخت پیدا ہوتا ہے - اُس کی عمر
تھوڑی ہوتی ہے - اور جو درخت تخم سے پیدا ہوتا
ہے - اُس کی زیادہ +

۵ - جو درخت قلم سے پیدا کئے گئے ہیں - اُن
کے پھل اُن درختوں کے پھل سے بڑے ہوتے ہیں
جو تخم سے پیدا ہوئے ہیں +

قلم لگانے کی یہ قسمیں ہیں - اوّل ڈالیوں کو زمین
کی طرف جھکاؤ - اور اُس کا درمیانی جزو مٹی میں
دباؤ - جب اُس دبے ہوئے جزو کی جڑیں زمین میں
جم جائیں - تو درخت سے اُس کو کاٹ کر علیحدہ کرلو -
اور جہاں ضرورت ہو - اُس کو لگا دو[۵] - اس کو داب کا
قلم کہتے ہیں - مگر یہ طریق اچھا نہیں - کیونکہ کئی دفعہ
ایسا ہو گیا ہے - کہ داب میں جڑیں نہیں نکلیں -
اور اُسی طرح دبی ہوئی کو دیمک کھا گئی +

دوم - ایک پتلی ڈالی کا چھلکا چاقو یا چھری سے
نصف انچ کے برابر یا کچھ زیادہ چھلّے کی طرح اُتار کر
مٹی میں دبا دو - ذرا چھلکا اُتارنے میں احتیاط اور
صفائی چاہیئے - کہ لکڑی کو کسی طرح کی چوٹ یا صدمہ
نہ پہنچے - اگر ذرا بھی لکڑی کو صدمہ پہنچ جائیگا - تو

---

[۵] جڑوں کے نکل آنے کی پہچان کا طریقہ آگے آئیگا +

یہ کل محنت برباد ہو جائیگی - اور چھلے کی طرح چھلکا اُتار کر دبانے سے مطلب یہ ہے - کہ جو پودے کی جڑ میں رس ہے - اور اس رس سے پودا بڑھتا ہے - اور وہ رس پودے کی جڑ سے ڈالیوں اور پتوں میں پہنچ کر پھر چھلکے میں ہو کر باقی بچا ہوا جڑ میں آجاتا ہے - جب اس طرح یہ چھلکا اُتارا گیا - تو پودے کی ڈالیوں کو اس رس سے بھر دینے کا موقع نہیں ملتا - اس عمل سے باقی بچے ہوئے رس کا راستہ بند ہو جاتا ہے - چھلکے کا وہ رس کافی ہوئی جگہ میں یا اُس کے قریب جڑ نکال دیتا ہے - پہلے عمل سے یہ طریقہ اچھا ہے - مگر اس طریقے میں اُس کٹے ہوئے اور دبے ہوئے چھلکے کو ہمیشہ پانی سے تر رکھنا چاہیئے ◆

بعض لوگ تو یہ عمل کر دیتے ہیں - کہ اس کے اوپر کوئی برتن باندھ دیتے ہیں - اور اُس کے نیچے ایک چھوٹا سوراخ کر دیتے ہیں - کہ برابر اُس کا پانی اُس سوراخ میں سے ٹپکتا رہے - جب اُس کی جڑ اچھی طرح پیدا ہو جائے - اور ہری ہو جائے - تو اصل ڈالی سے اُس کو تراش ڈالو - پھر جہاں چاہو - لگا دو ◆

جڑ کے نکل آنے کی پہچان یہ ہے - کہ جو ڈالی دبائی ہے - وہ اُس طرف سے جدھر وہ بڑھتی ہے - موٹی اور چمکدار نہیں ہوتی - جب جڑیں پھوٹ کر

زمین میں چلی جاتی ہیں - تو اُس طرف کی شاخ ہری
اور چمکدار ہو کر جلد موٹی ہو جاتی ہے +
سوم - جس ڈالی کا قلم لگانا ہے - اگر وہ ایسے
موقع پر زمین سے اونچی ہو - کہ جھک نہ سکے - تو
یہ عمل کرنا چاہیئے - کہ ایک گملے کو مٹی اور کھاد سے
خوب بھرو - پھر اُس کو پودے سے باندھو - یا لکڑی
کی تپائی اُس جگہ رکھ کر اُس پر گملہ رکھ دو - پھر
اُس ڈالی کا چھلکا اُتار کر اُسی عمل سے دبا دو -
جس کا ذکر ابھی اوپر ہو چکا ہے - اور پانی کا برتن
بھی اُس کے اوپر باندھو - تاکہ اُس پر پانی ٹپکے -
پھر جہاں سے چھلکا اُتارا گیا ہے - وہاں جڑیں پیدا
ہو جائینگی - جب جڑیں نکل آئیں - اور گملے میں چلی
گئیں - پھر شاخ کو پیڑ سے کاٹ کر جہاں مرضی
ہو - لگا دو +
چہارم - جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے - کہ اگر ڈالی
اونچی ہے - تو کچھ مٹی کسی کپڑے میں ڈال کر اُس
میں وہ ڈالی جس کا دبانا منظور ہو - باندھو - اور اُس
پر اُسی طریق سے پانی بھی ٹپکاتے رہو +
اگر ڈالی کمزور ہے - کہ وہ مٹی کے بوجھ کو سنبھال
نہیں سکتی ہے - تو کوئی تپائی وغیرہ اُس کے نیچے
رکھ دو - اس عمل سے چھلکا چھلنے کے طور پر جس
کا ذکر دوسرے طریق میں لکھا گیا ہے - اُتارو +
بعض درختوں کے پھل سے صرف ایک ہی تخم کا

دانہ یا گٹھلی نکلتی ہے۔ عموماً اُن کا قلم نہیں لگ سکتا ہے۔ جس کے پھل میں بہت سے بیج یا گٹھلی ہوں۔ اُن کی قلمیں لگ جاتی ہیں +

بارھواں سبق

پیوند کرنا

پیوند کرنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ چھوٹی قسم سے بڑی قسم کا پیڑ یا پودا بن جائے۔ خصوصاً جو درخت یا پودے پھل کے لائق ہیں۔ اُن کے واسطے پیوند بنایا گیا ہے +

پیوند عموماً ایک ہی جنسوں یا قسموں کے درختوں اور پودوں پر لگایا جاتا ہے +

سب سے اچھا موسم پیوند کرنے کا وہ ہے۔ کہ جب بہار کا موسم شروع ہو۔ اس واسطے کہ ایسے وقت میں پودوں میں کنّے اور کونپلیں نکل آتی ہیں۔ اور اُن کی کنّوں اور کونپلوں میں قوت زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے ایک پودے سے دوسرے پودے پر بھی پیوند چڑھ سکتا ہے۔ اور اچھی طرح بڑھنے کی طاقت پکڑ سکتا ہے۔ جب پیوند لگاؤ۔ تو ان باتوں کا بھی لحاظ رکھو +

اوّل ۔ کسی پیڑ یا پودے کی ڈالی جس کا پیوند دوسرے پیڑ یا پودے کی ڈالی سے کرتا ہے ۔ اُس میں یہ دیکھ لو ۔ کہ دونو کی ڈالیاں موٹائی میں برابر ہیں ۔ اگر ایک کی پتلی پتلی اور دوسرے کی موٹی موٹی ہوں ۔ تو پیوند اچھا نہ لگیگا ۔ جس درخت سے پیوند کرنا ہو ۔ اُس کی ڈالیوں کو جن میں کنے نکلی ہوئی ہیں ۔ کاٹ لو ۔ اور قلموں کی طرح بھیگے ہوئے کپڑے میں دو تین روز تک باندھو ۔ اس سے دو فائدے ہوجائینگے ایک تو اُن کی کنوں میں کسی قدر پھوٹنے کی طاقت پیدا ہو جائیگی ۔ دوسرے اُس کا چھلکا اُتار کر جو دوسرے درخت پر پیوند کرنا ہے ۔ وہ قلم کی لکڑی سے علیحدہ ہو جائیگا ۔ اور اُتارتے وقت آسانی سے اُتر آئیگا ۔ اُس کو کوئی صدمہ یا چوٹ نہ لگیگی ✦

دوم ۔ شاخوں کے کاٹنے میں یہ خیال ضرور رکھو کہ جو شاخ کاٹی جائے ۔ اُس کی کنوں کے سرے کانٹوں کی طرح تیز نہ ہوں ۔ جن کنوں کے سرے کانٹوں کی طرح تیز ہوتے ہیں ۔ اُن کی شاخیں نہیں پھوٹینگی ۔ پیوند لگانے کے واسطے ایسی شاخیں ناقص ہیں ۔ اب پیوند لگانے کا ڈھنگ بتلایا جاتا ہے ✦

اوّل ۔ جس پیڑ یا پودے پر پیوند لگانا ہو ۔ خزاں کے دنوں میں اُس کو کاٹ ڈالو ۔ پھر بہار کے موسم میں اُس کٹے ہوئے پیڑ یا پودے سے ڈالیاں پھوٹ کر نکل آئینگی ۔ جب وہ ڈالیاں ایک انچ کے

برابر پلیٹ میں ہو جائیں - تو اُن کو کچھ اوپر سے
کاٹ ڈالو - تھوڑی تھوڑی رکھ لو - پھر اُس کے اوپر
کی طرف سے ایک انچ کے برابر یا اُس سے کچھ کم
اُس کا چھلکا احتیاط سے اُتار دو - جس سے اُس
ڈالی کی لکڑی کو کسی طرح کا صدمہ یا نقصان نہ پہنچے -
اُس ڈالی کی لکڑی کی موٹائی کے برابر دوسرے پیڑ یا
پودے کی ڈالی جس میں کلّے نکلی ہوئی ہوں - جس سے
پیوند کرنا ہو - تراش لو - ڈالی کے کاٹتے وقت کنول
کے مردوں کو بھی جانچ لو - کہ پیوند کرنے کے قابل ہیں یا
نہیں - پھر اُس ڈالی کی کلّے والی جگہ سے اُسی کے برابر
کے چھلکے کا چھلّہ جیسا کہ پہلے پودے یا پیڑ کی
ڈالی کے لئے عمل کر چکے ہو - کھینچ کر نکال لو -
اور پیٹ پودے کی ٹہنی پر چڑھا دو - پھر اُس کو
سن یا کچّے ریشم کی تار سے باندھو - اس طرح پر کہ
کلّے کو صدمہ نہ پہنچے - روشنی اور دھوپ اُس کے کلّے
کو لگتی رہے - اور کلّے کی جگہ کو خالی چھوڑ کر اُس
پر لیپ کر دو - لیپ کے بنانے اور استعمال کا نسخہ اس
سبق کے اخیر میں لکھا جائیگا - پھر جب کلّے اچھی طرح
پھوٹ نکلیں - تو سن یا کچّے ریشم کو کھول دو - پھر ایک
سال تک یہ خیال رکھو - کہ جو پیوند کے کلّے کی کونپلیں ہیں
وہی پرورش پائیں - باقی جو کلّے یا ڈالیاں اُس کے
سوا نکلیں - وہ نوچ ڈالی جائیں - اس عمل
سے بڑھنے کی طاقت کا حصّہ صرف پیوند کے کنول

کو پہنچیگا[1]+

دوم۔ جس درخت یا پودے سے پیوند کرنا ہو۔ اُس کی ڈالیوں کو اس طریقے پر کاٹو۔ جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے۔ جب دو تین روز گذر جائیں۔ تو اُن کے کنے کے قریب سے چھلکا جس میں کنہ بھی ہو۔ ایسی ترکیب سے اُتار دو۔ کہ لکڑی کا کوئی جزو اُس کے ساتھ نہ ہو اور چھلکا پورا پورا اُتر آئے اور کنے کو کچھ صدمہ نہ پہنچے۔ پھر دوسرے پیڑ کی ڈالی میں جس پر پیوند کرنا ہے۔ اُس میں احتیاط سے ایک تراش دو انچ کی لمبائی کے برابر دو۔ جو صرف چھلکے کو ہی کاٹے۔ پھر اُس تراش کو آدھے حصے سے زیادہ نیچے چھوڑ کر اُس پر آڑی لکیر کی طرح تراش دی جائے۔ دونو تراشوں کی یہ صورت ہو جائیگی۔

د	ط	ج

ب
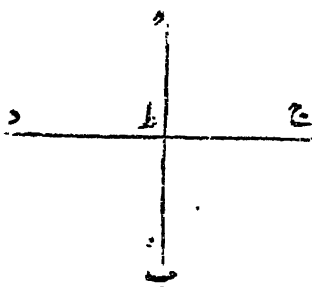
پھر چاقو یا چھری کی نوک سے چھال کے ٹکڑوں کو ط کے مقام سے اُٹھا کر اُس میں پہلی ڈالی کی شاخ کے کنے کٹے ہوئے اور کسی قدر چھلکے کے جزو جو پہلے اُتارے ہوئے موجود ہیں۔ رکھ دو۔ اس اندازے سے کہ اُس کا کنہ ط کی جگہ

---

[1] اس قسم کے پیوند کو پنجاب میں چھلّے کا پیوند کہتے ہیں +

آ جائے - پھر چھال کے ٹکڑے اُس کے اوپر بچھا دو - اور کچے ریشم یا سن کے ریشے وغیرہ سے باندھ کر اوپر اُس کے لیپ کر دو - وہ گُٹھہ اس عمل سے پھوٹ کر نکل آئیگا[1]+

سوم - بعضے درخت ایسے ہیں - کہ جن کے شگوفے ڈالیوں پر نہیں ہوتے ہیں - ڈالیوں کے سرے پر ہوتے ہیں - اُن کا پیوند کرنا ذرا مشکل ہے - اس کا آسان عمل یہ ہے - کہ اگر دونو پیڑ ایسے قریب ہیں - کہ اُن کی ڈالیاں آپس میں مل جائیں - یا کسی ترکیب سے گملے وغیرہ میں رکھ کر ایسا نزدیک رکھ دیں - کہ جس سے ایک دوسرے کے ساتھ اُن کی ڈالیاں مل جائیں - پھر اگر ایسے پیڑ یا پودے کو پیوند کرنا چاہو - تو اُن دونو درختوں کے برابر موٹائی کی ڈالیاں لے کر اُن دونو کو ایسی ترکیب سے قلم کی طرح تراشو - کہ جس قدر ایک کاٹی جائے - اُسی قدر دوسری بھی - کہ اُن دونو کے ملانے سے ایسا معلوم ہو جائے - کہ وہ ڈالی ایک ہی تھی - پھر نصف نصف اُن ڈالیوں کو کاٹو یا ایک کا اندر کو خم ہو اور دوسری کا باہر کو وغیرہ - پھر اُن ڈالیوں کو سریش یا گوند لگا کر چپکا دو - اور کچے ریشم سے باندھو - اور لیپ بھی کر دو - جیسا کہ پہلے طریق میں ذکر ہوتا ہے - اور جب ضرورت ہو -

---

[1] اس قسم کے پیوند کو پنجاب میں ٹاکی کا پیوند بولتے ہیں+

پانی بھی ٹپکا دو۔ کہ کہیں تراش خشک نہ ہو جائے۔ جب معلوم ہو۔ کہ اب دونو شاخیں جڑ گئی ہیں۔ تو جس درخت کا پیوند لگاتا ہو۔ اُس کی ڈالی رکھ لو۔ اور تھوڑی سی ڈالی اُس پودے کی کہ جس کا پیوند لگایا گیا ہے۔ چھلکا بطور چھلّے کے اُتار لو۔ کہ اُس پودے کا رس جڑ کی طرف نہ جائے۔ جو پیوند کیا گیا ہے۔ صرف وہ ہی پرورش پائے۔ اور اُس کے پیوند کا جوڑ جلد مل جائے۔ پھر جب جوڑ مل گیا۔ تو اُس جگہ سے جہاں سے چھلّے کے طور پر چھلکا اُتارا تھا۔ کاٹ ڈالو۔ سن یا سُتلی ریشم کو کھول دو۔ اور جس پر پیوند لگاتا ہو۔ اُس ڈالی کے اُس حصّے کو جو پیوند کے اوپر ہے۔ کاٹ دو۔ اس عمل سے بڑا فائدہ یہ ہے۔ کہ اگر چھوٹے ہو۔ درخت یا پودے کی شاخ سے پیوند کرو گے۔ تو کبھی کبھی اسی سال میں پیوندی پودے کو پھل آ جاتا ہے۔ لیکن اس میں احتیاط اور صفائی چاہئے۔ کہ کوئی ہوا پن یا سوراخ دونو ڈالیوں میں جن کو ملایا ہے۔ نہ پڑ جائے۔ اگر رہ گیا۔ تو ساری محنت برباد ہو جاتی[1]۔

چہارم۔ جن پودوں کی زمین پر بیل پھیلتی ہے بعض وقت اُن کو بھی پیوند لگاتے ہیں۔ اس طرح پر کہ جس بیل کو پیوندی کرنا ہو۔ اُس کے درمیان

[1] اس قسم کے پیوند کو پنجاب میں ڈالی کا پیوند کہتے ہیں۔

پیوند ہو +

پنجم - جس پودے کو پیوند کرنا ہو - اُس کی ڈالی میں تیز چاقو سے سوراخ کرو - اور جس ڈالی کا پیوند لگانا ہو - اُس کو اُسی سوراخ کے عین مطابق تراش دو - جس سے وہ ڈالی پہلی ڈالی کے سوراخ میں پوری طرح سے سما جائے - قلم کے کنے اوپر کو رہیں - اور کوئی جگہ اُس میں خالی نہ رہے - پھر اُس کے اوپر لیپ کر دو[a] +

اس قسم کے پیوند کا اس ملک میں کم رواج ہے +

لیپ کے نسخے

لیپ کے نسخے مع ترکیب یہ ہیں :-

اوّل - چکنی مٹی اور گوبر سادہ دونوں چیزیں برابر تول کے لے کر اُس میں تھوڑا سا باریک کٹا ہوا سن ملا دو - اور اُس کو خوب گوندھو - جب تیار ہو جائے - تو لیپ کر دو +

دوم - گوبر تازہ تین - موم زرد ایک - ان تینوں کو خوب ملا کر
نصف آثار یک پاؤ - یک پاؤ } لیپ بناؤ +

سوم - تارپین - موم زرد - صابون دونوں چیزیں برابر لے کر اُس میں تھوڑی سی چربی ملاؤ - اور ان سب کو آگ پر پگھلا کر اور پارچے پر لیپ کو پیوند کی جگہ میں کپڑے کو باندھو +

---

[a] اس قسم کے پیوند کو ... کا پیوند کہتے ہیں +

تیرھواں سبق

پودوں کو ایک جگہ سے اکھاڑ کر دوسری جگہ لگانا

ترکاریوں اور جنسوں اور دوسرے پودوں کو کئی موقعوں کے واسطے ایک جگہ سے دوسری جگہ اکھاڑ کر لگاتے ہیں +

اوّل - جس جگہ ترکاریاں یا جنسوں یا دوسرے قسم کے پودوں کو بہت گھنا بویا ہو - تو اُن کو بیگلا کرنے کے واسطے کئی ایک پودے وہاں سے اکھاڑ کر دوسری جگہ لگا دینا اور جس قدر جگہ باقی پودوں کے بڑھنے کے واسطے کافی ہو - اُسی قدر وہاں رکھ لینا - تاکہ بہت سے پودے تھوڑی جگہ میں رکھنے سے اور خوراک کی کمی کے سبب ضائع نہ ہو جائیں +

دوم - جہاں کسی درخت یا پودے کا قلم یا پیوند یا داب پہلے لگایا ہوا ہو - اور وہاں سے اُکھاڑ کر دوسری جگہ لگانا +

سوم - ذخیرے[1] کے طور پر جب کوئی جنس لگائی گئی

---

[1] ایسے ذخیرے کو پنجاب میں پنیری کہتے ہیں - اور پہاڑی ملکوں میں دونڈی کہتے ہیں +

ہو۔ اُس کو اُس ذخیرے سے اُکھاڑ کر موقع مناسب پر بونا +

ذخیرے میں زیادہ گھنے پودے اس لئے لگائے جاتے ہیں۔ کہ تھوڑی جگہ میں حفاظت اور پرورش ہو سکے۔ یا اس لئے کہ ابھی تک زمین کاشت کے لائق پورے طور پر تیار نہیں ہے۔ پھر جب زمین تیار ہو جائے۔ تو اُن کو اُکھاڑ اُکھاڑ کر جو زمین تیار ہو گئی ہے۔ اُس میں لگا دئے جائیں +

چہارم ۔ غیر جگہوں سے ترکاری یا جنس لائی جائے یا دوسری قسم کے پودے کا پیدا کرنا چاہو۔ تب بھی یہی عمل کیا جاتا ہے۔ مثلاً جنگل سے یا کسی دور کے فاصلے سے کسی قسم کے پودے لاکر لگانا۔ اور اُن کی پرورش کرنا +

پنجم کسی درخت کے پھل یا ترکاریوں یا جنسوں کو اچھی قسم کے بنانے کے واسطے ایک سے زیادہ مٹی کا رس چوسنے کے لئے ایک جگہ سے اُکھاڑ کر دوسری جگہ لگانا۔ تاکہ پھل اور ترکاری اچھی اور عمدہ پیدا کرے +

درختوں یا پودوں کے ایک جگہ سے اُکھاڑ کر دوسری جگہ میں لگانے کے وقت یہ لحاظ رکھو +

اوّل ۔ جس پودے یا پیڑ کو ایک جگہ سے اُکھاڑ کر دوسری جگہ لگاتا ہو۔ وہ پودا یا پیڑ صحیح و سالم اور کسی قسم کی بیماری اُس کو نہ ہو۔ کیونکہ اس عمل سے

یہ چھوٹا یا پنیری ہے کہ وہ پودا یا پنیری مشکل سے
پیدا ہوتا ہے۔ اگر اس کو پہلے کسی قسم کا صدمہ پہنچا
ہو۔ تو اس کو ایک جگہ سے اُٹھایا جائے اور
دوسری جگہ کے لگانے سے سرسبز ہونے کی امید
نہیں رہتی ؎

تندرست پودے کی پہچان یہ ہے۔ کہ اس کے
پتوں میں سبزی اور رنگت میں روشنی ہوتی ہے[1]۔
یعنی اچھے طور پر پتے سبز اور رنگ اُس کا چمکدار ہو۔
تو ان پودوں کو تندرست سمجھنا چاہئیے ؎

اگر دو چار سال کا پودا ہے۔ جس کو ایک جگہ سے
اکھاڑ کر دوسری جگہ لگایا ہے۔ تو اُس کے تندرست
ہونے کی یہ پہچان ہے۔ کہ اس کی لکڑی کا تھوڑا سا
چھلکا اتار کر معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ وہ پودا ہونہار ہے
یا نہیں۔ درخت کے اوپر کے چھلکے کے نیچے ایک اور
چھلکا ہوتا ہے۔ جس میں سبز عرق بھرا ہوا دکھائی
دیتا ہے اور اس چھلکے میں تری اور چمک ہوتی ہے۔
انہیں علامتوں سے پودا تندرست کہا جاتا ہے۔ اگر
اس کے خلاف ہو۔ تو اُس کے چھلکے میں سبزی
اور روشنی نہیں ہوگی۔ اور نہ اس میں رس و عرق کا
بھرا ہوا معلوم ہوگا۔ اس کے سوا جب پودا
تندرستی کی حالت میں ہوتا ہے۔ تو اُس کے

---

[1] اس کی شناخت کی نسبت ایک مثل مشہور ہے۔ ع
ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات ؎

جڑ ونڈے[1] کے قریب کا چھلکا صاف ہوتا ہے - اور شاخیں
اس کی بھی مناسب اندازے اور تعداد کی کاٹی ہیں ٭
دوم - جو پودے ایک جگہ سے اُکھاڑ کر دوسری جگہ
لگائے جائیں تو اُن کے کھودنے میں احتیاط چاہئیے -
اُن کی جڑوں کو کسی طرح کا صدمہ نہ پہنچے - اور اُکھاڑتے
وقت اُن کی جڑوں کے سوتوں کے ساتھ تھوڑی تھوڑی
مٹی بھی آجائے - کہ اُن کے ساتھ چھوٹی چھوٹی باریک
جڑیں بھی ہوتی ہیں[2] - جو نظر نہیں آتی ہیں - اگر وہ
ٹوٹ جائینگی - تو نقصان ہو جائیگا - اگر ترکاری یا کسی
چھوٹی قسم کے پودوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لگانا
ہے - تو سب سے اچھا طریقہ یہ ہے - کہ جس
کیاری سے ذخیرے کے پودے اُکھاڑنے کے لائق
ہو جائیں - پہلے اُس میں پانی دے دو - پھر آہستگی
سے کھینچ کر نکال لو - اگر زمین بہت چکنی ہے - تو
کھینچنے کے ساتھ پودے جڑوں سمیت نہ اُکھڑ سکینگے
اس سے پہلے تھوڑے تھوڑے پودے پھاوڑے
یا کھرپے سے اُکھاڑ لینے چاہئیں - پھر اُن کی جڑوں
میں جو ضرورت سے زیادہ مٹی ہو - اُس کو جھاڑ دو -
اور دوسری جگہ وہ پودے لگاؤ - جب تک وہ پودے
کسی دوسری جگہ نہ لگائے جائیں - تب تک اُن کو

---

[1] پنجاب میں مونڈھ کہتے ہیں ٭
[2] جڑوں کے ساتھ جو باریک سوت ہوتے ہیں - اُن کو رگ وریشہ بھی بولتے ہیں ٭

گڑھے میں لپیٹ رکھو - یا کسی گھاس یا پتّوں سے اُن
کو ڈھانپ دو - نہیں تو دھوپ اور ہوا لگ کر اُس
کی جڑیں سوکھ جائینگی - اگر خشک موسم ہے - تو اُس پر
پانی بھی چھڑکو - اگر کسی پودے کو زمین کی مٹی کے
سمیت اُکھاڑ کر دوسری جگہ لگانا ہے - تو مٹی کی
چکتی[1] کھودنی چاہئے - اس کے کھودنے میں بڑی احتیاط
درکار ہے - مناسب ہے - کہ پہلے پودے کے چاروں
طرف ایسا کھود دو - کہ اس کی جڑیں زیادہ نہ کٹ جائیں
اور جب چاروں طرف کھود چکو - تو نیچے سے اُس کو
اپنے اندازے کے ساتھ اُٹھاؤ - کہ نیچے کی اُس کی موسلا[2]
جڑ زیادہ نہ ٹوٹ جائے - جب اُس کی چکتی زمین سے
جدا ہو جائے - تو اُس کو ایک طرف رکھ کر کسی رسّی
یا چھال سے باندھ دو - کہ کہیں چکتی اُٹھاتے وقت ٹوٹ
نہ جائے - پھر جتنا بڑا درخت ہوگا - اُتنی ہی زیادہ
احتیاط چکتی کے نکالنے اور اُٹھانے میں ہوگی - اگر
بڑے درخت ہیں اور چکتی اُس کی نکالنی منظور ہے -
تو یہ طریقہ وہاں برتنا چاہئے - کہ پودے کے ارد گرد
جڑوں کا لحاظ کر کے مناسب اندازے کا ایک تھالا گول
زمین میں کچھ گہرا کھود دو - جس میں اُس کی جڑیں یا تو
نہ کٹیں - اور اُس کے اندر ہی اندر بڑھتی رہیں - اُکھاڑنے سے

---

[1] پنجاب میں اس چکتی کو گاچی یا چکلی بولتے ہیں ۔
[2] پنجاب میں موسلا جڑ کو مول یا مڈی قولی کہتے ہیں ۔

پہلے یہ تھانولہ ایک دو سال آگے بنایا جائے - اور جو
جڑیں اُس تھانولے کے باہر آجائیں - وہ کاٹی جائیں۔
جب اُس پودے کو وہاں چکتی کے ساتھ نکالنا چاہو۔
تو پہلے اُس کی کھائی کی ایک طرف سے کھودو اور نیچے
جڑوں تک کھودتے ہوئے پہنچ جاؤ۔ پھر اس پیڑ کو
ذرا ہلا دو۔ تو دوسری طرف کو وہ پیڑ کچھ جھک جائیگا۔
اُس کے جھکنے کے سبب سے جو جگہ خالی ہوگی - وہاں
مٹی اور پتے بھر دیئے جائیں۔ پھر دوسری طرف بھی یہی
عمل کیا جائے۔ اس طریقے سے سارا پیڑ چکتی کے
ساتھ اُٹھ جائیگا - جب چکتی اوپر آگئی - تو اُس کا
باندھنا بھی آسان ہو جائیگا - چھوٹے چھوٹے پودوں
کو اگر ایک جگہ سے دوسری جگہ لگانا ہو۔ تو اُس میں
اس عمل کی ضرورت نہیں ہے - جو زمین ریت والی
یا کنکر والی ہو - اُس میں چکتی کا نکالنا مشکل ہے۔
اور نہ چکتی وہاں سے نکل سکتی ہے - اس واسطے ایسی
زمینوں میں چکتی کا نکالنا بے فائدہ ہے۔ البتہ جو پودے
کھینچ کر نکل سکیں - اور دوسری جگہ لگ سکیں - تو اُن
کو نکال کر دوسری جگہ لگا دو + چکتی کے ذریعے دوسری
جگہ جب پودے لگائے جائیں - تو اُس میں یہ فائدہ
زیادہ ہے - کہ اُن پودوں کو اپنے اکھاڑے جانے
اور اُٹھائے جانے کا حال کم معلوم ہوگا - وجہ
یہ ہے - کہ جس مٹی سے اُس کا بڑھاؤ ہوا
ہے - وہ مٹی اُس کے ساتھ ہے - اور اس عمل سے

جڑوں کے سوت[1] بھی نہیں ٹوٹتے۔ ایسے اُکھاڑنے اور اُکھاڑنے سے اُن کے بڑھنے میں کچھ نقصان نہیں ہوتا +

جہاں پینڈ[2] اور جڑیں آپس میں ملتی ہیں۔ ہر قسم کے پودوں کا دل اس جگہ ہوتا ہے۔ اور جس طرح آدمیوں اور حیوانوں کا دل اُن کے بدن میں نازک ہوتا ہے۔ ویسا ہی درختوں کے وجود میں اُن کا دل نازک اور نرم ہوتا ہے۔ اس لئے جب اُن کو اُکھاڑو۔ تو احتیاط رکھو۔ کہ کسی طرح کا صدمہ اُن کے دل کو نہ پہنچے اور لگاتے وقت بھی اُن کے دلوں کا خیال رکھو۔ کہ کہیں زمین میں بے طرح دب نہ جائیں۔ جس جگہ اُکھاڑ کر اُن پودوں کو لگاتا ہے۔ اُس زمین کی قسم کو بھی دیکھ لو۔ اگر کسی دوسرے قسم کی مٹی ہوگی۔ تو پودوں کے بڑھوار کو روکیگی۔ ایسے موقع پر گڑھے کھود کر پہلے اس قسم کی مٹی بھر دو۔ جو پودے کے لئے اچھی ہو۔ پھر پودوں کو اُن گڑھوں میں لگا دو۔ تو اچھی بڑھوار پکڑینگے۔ اگر چھوٹے چھوٹے پودے ترکاریوں کے لگانے ہوں۔ تو ایک کھرپے سے زمین میں شگاف دو۔ اور اُس جگہ پودے کو دھر کر اُسی طرح کھرپے کے دستے سے دبا دو اور دونو طرف سے جڑوں پر اُس پودے کی مٹی کو کوٹ دو۔ کہ دھوپ۔ سردی اور ہوا سے اُن کی جڑیں محفوظ رہیں۔

---

[1] پنجاب میں اس کو چالا کہتے ہیں +

[2] پنجاب میں درخت کی پینڈ کو تنہ کہتے ہیں +

اگر بڑے بڑے پودے ہیں - تو اُن کو گڑھے کھود کر لگانا مناسب ہے - گڑھے ایسے اندازے کے ہوں - جن میں پودوں کی جڑیں کھلے طور پر سما جائیں - اور پودے کی پینڈ مٹی میں دبا لی جائے - اکثر پودے ایسے ہیں - کہ اگر اُن کی پینڈ مٹی میں دبا دی جائے - تو وہ خشک ہو جاتے ہیں - اس واسطے کہ مٹی میں دبانے سے اُن کے دل کو صدمہ پہنچتا ہے - کئی پودے ایسے بھی ہوتے ہیں - کہ جن کی پینڈ اگر مٹی میں دبائی جائے - تو اُن کے دل کو کچھ صدمہ نہیں پہنچتا ہے - وجہ یہ ہے - کہ اگر اُن کی پینڈ زمین میں دبائی جائے - تو اُن کی پینڈ سے اور جڑیں پھوٹ آتی ہیں - اور دل اوپر آ جاتا ہے[1] +

اگر پودے چکتی کے ذریعہ لگائے جائیں - تو صرف چکتی کو ہی زمین میں گڑھا کھود کر دبا دینا اور کوٹ دینا کافی ہے +

جو پودے زمین سے کھینچ کر نکالے جائیں - اُن کی جڑیں گڑھے میں لگاتے وقت ایسے اندازے سے رکھی جائیں - کہ سب ایک ہی جگہ اکٹھی نہ ہو جائیں - بلکہ جس جس موقع یا طرف پھیلتی ہیں - اُن ہی طرفوں اور موقعوں پر رکھی جائیں - اس کے بعد نرم نرم دھان کی مٹی کوٹ کر دبانا اُن کا لازم ہے - جس سے ہوا - سردی اور گرمی کا اثر جڑوں کو

[1] اس قسم کے درخت کو شیشم و پیپل د کیکر وغیرہ کہتے ہیں +

نہ پہنچ سکے - مگر جہاں سے پیڑ یا پودے کی پینڈ شروع ہو - اس جگہ زیادہ سخت نہ کوٹنا چاہیئے - تا کہ پودے کے دل کو صدمہ نہ پہنچے - ورنہ اُس کے خراب ہو جانے اور جڑوں کے ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہے - لگاتے وقت ہر قسم کے پودے سیدھے رکھنے چاہئیں - تا کہ اچھی طرح پر وہ سیدھے بڑھ سکیں - جب ترکاری کے پودے لگائے جائیں - تو اُن کو تھوڑا تھوڑا پانی بھی دیا جائے - کیونکہ پہلے جو رطوبت زمین سے اپنی جڑوں کے سوتوں کے راستے سے وہ پودے اپنی شاخوں اور پتوں کو پہنچاتے ہیں - وہ اُکھاڑنے اور اُٹھانے سے جڑیں ٹوٹ کر بند ہو گئی ہے - جب دوسری جگہ لگائے گئے ہیں - تو پانی سے اُس جگہ کو تر کر دیا جائے - تو جو جڑیں باقی رہ گئی ہیں - وہ پھر اُس عرق کو کھینچنے لگینگی - بڑے بڑے پیڑوں کے لگانے کے وقت یہ خیال کر لینا مناسب ہے - کہ جڑیں اور شاخیں اُس کی ویسی ہی رکھی جائیں - جیسے کہ پہلی جگہ تھیں - اور جدھر جدھر اُن کی جڑوں اور ڈالیوں کا رُخ ہو - اُن ہی طرفوں میں رکھنی لازم ہیں - اس تمیز کے لئے اُکھاڑنے سے پہلے ایسے درختوں کی شاخوں میں کچھ نشان یا علامت کر دو - تا کہ لگاتے وقت پہچان ہو سکے - کہ اس کی جڑوں اور ڈالیوں کا کس طرف کو رُخ تھا - اس لحاظ کی وجہ جو ضروری ہے - یہ ہے - کہ عموماً ہر ایک پیڑ پودا جنوب کی طرف دھوپ کی گرمی زیادہ برداشت کر سکتا

ہے - اور شمال کی طرف سائے کو چاہتا ہے - اس واسطے اگر پودوں کا بیج دھوپ والے سائے کی طرف ہوگیا - تو وہ پیڑ پودا اچھی طرح نہ بڑھیگا - اسی طرح اُس پیڑ اور پودے کا جزو جو سائے کی طرف کا ہے - دھوپ کی برداشت نہ کر سکیگا - اُن پودوں کو جو دھوپ میں پرورش پاتے ہیں - سائے کی جگہ اور جو سائے میں پرورش پاتے ہیں - دھوپ کی جگہ لگائے جائیں - تو اس میں سراسر نقصان ہوگا - جب ایک جگہ سے پودے دوسری جگہ لگائے جائیں - تو اُن کی قطار بندی کرنی چاہئے - اور ہر ایک پودے کا درمیانی فاصلہ برابر رہے - تاکہ سب پودوں کو روشنی اور ہوا برابر لگتی رہے - جس سے اُن کے بڑھاؤ کی صورت ہے - اور ان درختوں کا فاصلہ اس لحاظ سے رکھا جائے - کہ جس مطلب کے واسطے وہ لگائے گئے ہیں - اگر پھل دار پودے ہیں - تو ایسے فاصلے سے لگائے جائیں - کہ جب وہ پودے بڑے ہو جائیں - ایک دوسرے سے اُن کی ڈالیاں نہ ملیں - ورنہ چاروں طرف سے اُن کو دھوپ نہ لگیگی - اور نہ ہوا کا پورا گذر اُن میں ہوگا - اور نہ روشنی کی کامل تاثیر وہاں پہنچیگی - قطاروں میں درختوں کے لگانے سے کئی فائدے ہیں - ایک تو یہ ہے - کہ ہر قسم کی جنس اُن کے درمیان آسانی سے بوئی جا سکتی ہے - دوسرے آبپاشی نالیوں سے اچھی طرح ہو سکتی ہے - تیسرے چھانٹنے وقت سہولیت ہوگی - دھان

بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ اُکھاڑ کر لگائے جاتے ہیں۔ ان کے لگانے کا طریقہ یہ ہے۔ کہ جس کھیت میں دھان بونے ہوں۔ اُس کھیت میں اچھی طرح ہل چلاؤ۔ اور اس کھیت کی مٹی نرم کرو۔ اور اس قدر پانی سے بھر دو۔ کہ پودوں کی بلندی سے کچھ کم ہو۔ پھر ذخیرے سے چھوٹے چھوٹے پودے ہاتھوں سے اُکھاڑ کر مناسب فاصلہ پر لگا دو۔ بعض قسم کی جنسوں کے پودے بہت گہرے پانی میں لگائے جاتے ہیں۔ جیسے سنگھاڑا وغیرہ ۔

ان پودوں کے لگانے میں بجائے ہاتھوں کے پاؤں سے کام لیا جاتا ہے۔ اس عمل سے اگرچہ لگاتے وقت محنت زیادہ ہوتی ہے۔ مگر پیداوار بہت زیادہ ہو جاتی ہے۔ اس عمل سے خراب قسم کی گھاس اور خودرَو پودے پیدا نہیں ہوتے[1]۔

چودھواں سبق

شاخوں کا چھانٹنا

پیڑ اور پودوں کو کئی مطلبوں کے لئے چھانٹتے ہیں۔

[1] خودرَو پودوں کو عام زمینداروں کی بولی میں بانگر د لودی کہتے ہیں۔ مگر پنجاب کی زبان میں (سیا) کہتے ہیں ۔

بعضے پودوں کو تو باغوں کی خوبصورتی کے واسطے اور بعضے پودوں کی مختلف شکلیں بنانے یا فضول ڈالیاں نکال ڈالنے کے لئے یہ عمل کیا جاتا ہے۔ اس عمل سے درختوں کے نئے نئے جھاڑ بن جاتے ہیں۔ اور عجیب شکلیں ہو جاتی ہیں۔ اور جو پیڑ پودے روشوں کے گرد حفاظت کے واسطے لگائے ہیں۔ اُن کو عموماً برابر بلندی رکھ کر اوپر سے کاٹ ڈالتے ہیں۔ اور جو صرف خوبصورتی کے واسطے لگائے جاتے ہیں۔ اُن میں سے کسی کی شکل گول اور کسی کی بیضوی وغیرہ ہوتی ہے۔ اور بھی شکلوں کے ہوتے ہیں۔ جو دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔

ثمردار درخت میں ایسا عمل کم کیا جاتا ہے۔ اکثر پھولوں کے پودوں اور بیل بوٹیوں میں ہوتا ہے۔

جن مطلبوں کے واسطے چھانٹ[1] کی جاتی ہے۔ وہ یہ ہیں:۔

۱۔ عمارتی یا پھل دار درختوں کی چھانٹ اس سبب سے کی جاتی ہے۔ کہ کوئی شاخ اُس کی نکمّی ہو گئی ہے۔ اگر وہ نہ کاٹی جائے۔ تو اُس پیڑ کی پیداوار خراب ہو جائیگی۔

۲۔ یا جب دیکھا جائے۔ کہ شاخیں اُس کی زیادہ ہو گئی ہیں۔ کہ کل رس جو پودا کھینچیگا۔ وہ شاخوں

[1] پنجاب میں اس عمل کو چھانگ کہتے ہیں۔

میں چڑھ جائیگا۔ اور پنپنے اُس کی پرورش نہیں پائیگی۔ اور شاخوں کے زیادہ ہو جانے سے ثمر بھی کم لگیگا +

۳۔ بیل اور پھول کے بڑھانے کے لئے یا اچھی حیثیت کے بنانے کے واسطے +

۴۔ یا کوئی شاخ اُس کی ایسا زور پکڑ گئی ہے۔ کہ چوٹی کی شاخ کو کم زور کر لی ہے +

۵۔ یا دو شاخیں ایک ہی جگہ سے پھوٹ نکلی ہیں +

۶۔ یا درخت میں ایسی شاخیں نکل آئی ہیں۔ جن سے وہ ٹیڑھا یا خراب ہو جائیگا۔ ایسی صورت میں اس کا چھانٹنا ضروری ہے۔ یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ پیڑوں اور پودوں میں جو شاخیں ہوتی ہیں۔ وہ اُس کے جسم کی جزو ہیں۔ بے فائدہ اور بے موقع کوئی شاخ نہ کاٹی جائے۔ اگر ایسی کسی شاخ کے کاٹنے سے کچھ نقصان کم ہو۔ اور دوسری شاخیں جن کا رکھنا منظور ہے۔ اور اُس کے کاٹنے سے وہ طاقت پکڑیگی۔ تو اُس کا کاٹنا لازم ہے۔ جن شاخوں کو کاٹنا چاہو۔ اُن کو اُسی وقت کاٹو۔ جب وہ چھوٹی چھوٹی ہوں۔ جب وہ گُدھا بن گئی ہیں۔ تو پھر کاٹنے میں نقصان ہوگا۔ اور پیڑ میں بڑا زخم آجائیگا۔ پھر وہ کسی صورت میں صاف اور درست نہیں

سلہ زمینداری بولی میں چوٹی کو ٹنگس بھی کہتے ہیں +

ہوگا +

جن پودوں کی قلمیں نہیں لگ سکتی ہیں۔ اُن کی چھانٹ کسی خاص صورت و ضرورت کے سوا ہرگز نہ کرنی چاہیئے۔ اور جن پودوں کی قلمیں لگ جاتی ہیں۔ اُن میں گھاؤ کے بھراؤ کی طاقت پہلے سے ہے۔ اُن کی شاخ جس جگہ سے کاٹی جائیگی۔ وہ جلد بھر آئیگی +

جن درختوں کی قلمیں لگتی ہیں اور جن کی قلمیں نہیں لگتیں۔ اُن کا حال پہلے لکھ چکے ہیں[۱] +

جو پودے ابھی تک چھوٹے چھوٹے ہوں۔ اُن کو چھانٹنا نہ چاہیئے۔ اس واسطے کہ ان کی شاخیں اُن کے پینڈے کے بڑھانے اور موٹا کرنے میں مدد دیگی۔ جب کسی بڑے پودے کو دیکھو۔ کہ پورا اپنے قد کے برابر اور اپنی عمر کو پہنچ گیا ہے۔ تو اُس کی چھانٹ بے فائدہ ہے۔ بلکہ نقصان دیگی +

جو پیڑ پودے کہ ابھی تک بڑھتے جاتے ہیں۔ اگر ضرورت چھانٹنے کی پڑ جائے۔ تو اُن کا چھانٹنا واجب ہے +

جن پودوں کو کسی خاص شکل کا بنانا چاہو۔ تو جو شاخیں کہ اُس شکل سے زیادہ ہوں۔ اُن کو کاٹ دیا جائے۔ کیونکہ وہ پودے صرف اُن ہی غرضوں کے واسطے لگائے گئے ہیں +

[۱] دیکھو سبق قلموں کے لگانے کے بیان کا +

اگر کسی پھل دار درخت کی ڈال یا کسی عمارتی درخت کی شاخ کسی بیماری میں مبتلا ہے - یا کسی صدمے سے خراب ہو گئی ہے - اور وہ پودے کے بڑھنے یا اُس کی شکل میں خلل ڈالیگی - تو اُس کا کاٹ دینا لازم ہے - اگر کسی پودے کی ڈالیاں زیادہ ہیں - جو اُس کے بڑھاؤ اور پھیلاؤ کو روکتی ہیں - تو اُس کے نیچے کی شاخیں چھانٹ دو - کیونکہ نیچے کی شاخیں چھانٹنے سے اُس کی پینڈ زیادہ رس کھینچیگی - اور پھیلاؤ میں پڑیگی - شاخ تراشی کی بابت مختلف لوگوں کی جداگانہ رائے ہے - بعض کا یہ قول ہے - کہ درخت کی شاخیں صرف تین چوتھائی تک کاٹنی چاہئیں - اس سے زیادہ ہرگز نہیں - بعض لوگوں کی یہ رائے ہے - کہ نصف اونچائی تک درخت کو اگر چھانٹ دیا جائے - تو کچھ حرج نہیں ہے - اگر کسی درخت یا پودے کی ڈالیاں ایسی نکلی ہیں - کہ اُن کے بوجھ کے سبب سے پودا ٹیڑھا ہو گیا ہے - تو وہ ڈالیاں کاٹ دی جائیں - تاکہ درخت سیدھا ہو جائے - اگر کوئی شاخ اس کی ایسی بڑھ گئی ہے - جو چوٹی کی شاخ سے اونچی چلی گئی ہے - اور وہ چوٹی شاخ کو بڑھنے سے روکتی ہے - تو اُس کو بھی تراش دو - پھل دار درخت میں اس کا لحاظ کم کیا جاتا ہے ٭

اگر کسی پودے یا درخت کی شاخ کسی سبب سے کمزور ہو جائے - اور اُس کے سبب سے درخت یا

پودا بڑھ نہیں سکتا۔ تو اُس کو تراش کر اُس کے
قریب کی شاخ کو سیدھا اُس کی جگہ چھوڑ شاخ سے
پیدا ہو جس سے وہ بیماری بچ جاویگی۔ اور جب
وہ بیکار ہو گئی۔ تو چوٹی کی شاخ کو کام دیگی +
یہ تبدیل اخیر کے عمل عمارتی لکڑی کے واسطے کئے
جاتے ہیں + تیز چاقو یا آری سے پیڑوں کو چھانٹنا
چاہئیے۔ کلہاڑی سے اگر درختوں کی چھانٹ کی
جاویگی۔ تو نقصان ہوگا۔ اگر چھوٹی چھوٹی شاخیں
کاٹنی ہیں۔ تو تیز چاقو سے کاٹو ورنہ آری سے۔
اور یہ احتیاط رکھو۔ کہ شاخ کے جدا ہونے کے
وقت پودے کا چھلکا نہ اُتر جائے۔ کہ اس طرح
پر چھلکا اتر جانے سے پودے کو نقصان ہوگا +
کاٹنے کی ترکیب یہ ہے۔ کہ پہلے تھوڑا نیچے کی
طرف سے کاٹو۔ پھر اوپر سے کاٹنا شروع کرو۔
اور چھانٹنے کے وقت اس قاعدہ پر بھی لحاظ
رکھو۔ کہ جس شاخ کو کاٹنا ہو۔ اُس کا جتنا
پیٹ ہو۔ اتنا فاصلہ چھوڑ کر کاٹو۔ اگر اس سے
زیادہ چھوڑ کر کاٹی جاویگی۔ تو یہ نقص ہوگا۔ کہ
وہ لکڑی یا ڈنڈی سوکھ کر بدستور وہاں لگی رہیگی۔
اور جب درخت موٹا ہو جائیگا۔ اور اُس کے پینڈ
کی لکڑی کے اندر وہ ڈنڈی چلی جاویگی۔ تو پینڈ
کو کمزور کر دیگی۔ اگر پینڈ کے برابر سے شاخ
کاٹی گئی۔ تو پینڈ میں کھوکھل پڑ جاویگی۔ ان

دونوں حالتوں کے اندر عمارتی لکڑی میں نقص پیدا ہو جاتا ہے۔ دوسری ترکیب کاٹنے کی یہ ہے۔ کہ جس ڈالی کو کاٹا جائے۔ اُس کی تراش درخت یا پودے کے پینڈ کی طرف کو ترچھی ہو۔ اُس سے یہ فائدہ ہوگا۔ کہ بارش کا پانی اس کٹی ہوئی جگہ میں نہ ٹھہریگا۔ پھر اُسی وقت درخت یا پودے میں زخم پیدا نہ ہوگا۔ ہر ایک پودے یا درخت کی چھانٹ کے لئے اچھا موسم وہ ہے۔ جب کہ وہ پت جھڑ ہو رہا ہو۔ یا جب کہ اُن پودوں اور درختوں کا رس بھرپر کو جڑوں کے راستے چڑھنا کم ہو جائے۔ اور اُن کی شاخوں اور پتوں میں نہ پہنچے۔ اگر اُسی وقت چھانٹ کی جائے۔ تو درختوں یا پودوں کا نقصان نہ ہوگا ✣

کھیتی کی کتاب کا

دوسرا حصہ

جنسیں

خداوند کریم نے جب انسان کو پیدا کیا۔ اور انسان کھانے پینے کا محتاج ہوا۔ تو خدا نے اناج پیدا کیا۔ اناج اور دوسری جنسیں جنگلی جڑی بوٹی کا ایک جزو ہیں۔ جو جنگل اور پہاڑوں میں خودرَو پیدا ہوگئیں +

جب انسان کی نسل کو ترقی ہوئی۔ تو اُس نے اپنے مطلب کی جنسیں جنگل اور پہاڑوں سے لاکر باغوں اور کھیتوں میں بونی شروع کر دیں۔ پھر جنسوں کی کثرت اور قلت ہر ملک کی آب وہوا کے مطابق اور جداگانہ کھیتی کے طریقوں کے سبب ہونے لگی۔ اور پھر ایک ایک جنس کی کئی کئی قسمیں ہوگئیں۔ جن کا ذکر ہر ایک جنس کے نیچے کیا جائیگا +

یہ جنسیں یا تو بالی اور خوشوں میں پیدا ہوتی ہیں۔
یا پھلی میں۔ پھر ہر ایک کی دو قسمیں ہیں۔ اوّل
خوردنی۔ دوسری غیر خوردنی۔ جو جنسیں غیر خوردنی
ہیں۔ اُن میں ایک تو وہ ہیں جن سے تیل نکالا جاتا
ہے۔ دوسری ریشہ دار جن سے کپڑا اور رسّے وغیرہ
بنائے جاتے ہیں۔ تیسرے خوشبو دار ہوتی ہیں یا جن
سے رنگ بنائے جاتے ہیں +

یہ جنسیں دو مختلف موسموں میں پیدا ہوتی ہیں۔
اور اسی وجہ سے ایک موسم کا نام خریف اور دوسرے
کا نام ربیع ہے +

اونچے پہاڑوں میں جہاں برف زیادہ ہوتی ہے۔
خریف اور ربیع کی تمیز کچھ نہیں ہو سکتی۔ گرمیوں
کے شروع میں جو جنسیں وہاں پیدا ہو سکتی ہیں۔
اُن کو ایک ہی وقت میں بو دیتے ہیں۔ جنسوں کا اُگنا
اور تیار ہونا بھی ملک کی آب و ہوا پر منحصر ہے۔
جہاں گرمی زیادہ پڑتی ہے۔ وہاں عموماً خریف کی
جنسیں دیر میں بوتے ہیں۔ اور دیر میں تیار ہو کر
کاٹی جاتی ہیں۔ اور ربیع کی جنسیں جلد پک جاتی ہیں
اور اُن کو جلد کاٹ لیتے ہیں۔ اور پہاڑوں میں جہاں
سردی زیادہ ہے۔ وہاں خریف کی جنسیں جلد بو دیتے
ہیں۔ اور ربیع کی جنسیں وہاں دیر میں پختہ ہوتی ہیں
اور دیر کے بعد کاٹتے ہیں۔ جس سے ثابت ہے کہ
ربیع کی جنسیں میدان سے پہاڑوں کی طرف پختہ ہوتا

جاتی ہیں۔ اور تریف کی پہاڑ کی طرف سے میدانوں کی طرف پھیلا کرتی ہیں۔ اب جو جنسیں یہاں بوئی جاتی ہیں اور جن سے زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔ اُن کا حال تفصیل وار سبقوں میں لکھا جاتا ہے +

پہلا سبق

نیشکر[1] (یعنی ایکھ)

نیشکر اسی ملک کی پیداوار ہے۔ مگر چند قسمیں دوسرے ملکوں سے بھی لاکر بوئی گئی ہیں۔ حال کے زمانے میں اس کی کھیتی بہت عام ہو گئی ہے +

نیشکر دوسری قسم کی پیداوار میں سے ہے۔ اس کے بونے کے لئے سخت اور چکنی یا سرخ[2] رنگ کی زمین چاہئے۔ اُس کی سطح کے نیچے ریت نہ ہو خواہ اوپر کسی قدر ریت ہو۔ اگر عمدہ[3] قسم کی زمین میں

[1] پہلے لکھا گیا ہے۔ کہ پنجاب احاطہ میں اس جنس کو کماد کہتے ہیں +

[2] پنجاب میں ایسی قسم کی زمینوں کے یہ نام ہیں۔ روہی - کلر - میرا۔ دیکھو سبق مٹی کا بیان +

[3] عمدہ قسم کی زمین وہ ہے۔ جو گرداگرد گاؤں کے ہو۔ اس قسم کا نام پنجاب میں نیائی ہے +

یہ جنس بوئی جائے تو پودہ عمدہ اور رس کا بھرا ہؤا ہوتا ہے۔ مگر گڑ اور شکر اچھی نہیں بنتی۔ یعنی گڑ وغیرہ میں دانہ نہیں ہوتا۔ بلکہ شیرہ بن جاتا ہے +

اس جنس میں دو باتوں کا لحاظ بہت ہوتا ہے ایک یہ کہ رس زیادہ نکلے۔ دوسرے مال عمدہ اور دانہ[1] دار ہو +

اگر یہ جنس متوسط درجے کی اراضی میں بوئی جائے تو یہ دونو امر حاصل ہو سکتے ہیں۔ نشیب[2] کی زمین بھی اُس کے بونے کے واسطے اچھی ہے +

یہ جنس نم زیادہ چاہتی ہے اور نشیب کی زمین میں بہ نسبت اونچی زمین کے ہمیشہ تری زیادہ رہا کرتی ہے۔ جس زمین میں یہ جنس بونی چاہتے ہو۔ اُس میں خوب گہرا ہل جوتو۔ اور بہت دفعہ ہل چلاؤ۔ غرضیکہ اس جنس کے لیئے جس قدر زمین زیادہ جت سکے۔ جوتی جائے +

---

[1] پنجاب میں رداؤ کو کن کہتے ہیں +

[2] نشیب کی اراضی کی نسبت جس میں نیشکر کاشت کی جائے یہ مثل زمینداری پنجاب میں مشہور ہے۔ کماد چلھے۔ کپاہ ٹلے۔ یعنی کماد نیچی زمین میں اور کپاس اونچی زمین میں جس میں عموماً ٹلے کی جھاڑیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس کی نسبت پنجاب میں یہ مثل کہی جاتی ہے۔ سٹھیں سیّیں گاجراں۔ سو سیّیں کماد۔ یعنی ساٹھ دفعہ ہل چلا کر گاجراں بو دو۔ اور سو دفعہ ہل چلا کر کماد۔ جس سے مراد زیادہ دفعہ کی ہے +

جب ربیع کی فصل کاٹی جائے اور کچھ دن جیٹھ کے مہینے کے گزر جائیں۔ تو اس جنس کے بونے کے لئے ہل چلانے چاہئیں۔ کھاد بھی ڈالی جائے۔ پھر برسات کے موسم میں جب زمین میں آل[1] آ جائے۔ اور موقع بھی فرصت کا مل جائے۔ تو اُس وقت بھی ہل چلا دیئے جائیں۔ تاکہ کھیت کا پانی کھیت ہی میں رہے۔ باہر نہ جائے۔ کنوار[2] اور کاتک کے مہینے میں جب گیہوں بونے کی فرصت ملے۔ تو اس جنس کے بونے کے لئے زمین ہل اور سہاگے سے تیار کرنی چاہیئے۔ سہاگے کا کم زیادہ پھیرنا زمین کی سختی نرمی پر منحصر ہے۔ اگر زمین سخت ہے۔ تو سہاگہ زیادہ پھیرنا چاہیئے۔ کاتک میں دس بارہ دفعہ زمین میں ہل پھیرنا چاہیئے +

اگھن اور پوس کے مہینے میں جب سردی زیادہ پڑتی ہے۔ اُس وقت ہل نہیں چلائے جاتے۔ نیز اس وقت نیشکر[3] پیلنے کا کام زیادہ ہوتا ہے۔ ماگھ کے مہینے میں پھر ہل چلانا شروع کریں۔ اور پھاگن کے آخر تک چار پانچ دفعہ ہل چلا کر زمین کو صاف اور ہموار بنائیں۔ بونے سے پہلے دس پندرہ دفعہ یہ عمل کرنا مناسب ہے +

[1] پنجاب میں آل کو وتر کہتے ہیں +

[2] اس مہینے کو پنجابی زبان میں اسو کہتے ہیں۔ اسوج بھی کہا جاتا ہے +

[3] پیلنے کو پنجابی زبان میں پیڑنا کہتے ہیں +

جس زمین سے سن اور نیل کاٹ لیا ہو۔ اگر یہ
جنس وہاں بوئی جائے۔ تو بہت اچھی ہوتی ہے۔ مگر
کپاس۔ جوار اور چری والی زمین میں اس جنس کے
بونے سے کچھ فائدہ نہیں۔ اس واسطے کہ گنے سخت
ہوتے ہیں اور رس کم ہوتا ہے۔ گیہوں [1] کاٹ کر

[1] فصل کے درو کرنے یا کاٹنے کو پنجاب میں وڈھنا کہتے ہیں۔
پنجاب کی زبان میں اس عمل کی نسبت یہ ایک مثل زمینداری
مشہور ہے۔ کنک دے وڈھ کماد کی کیتا جی دا کھو۔ باری
والا باہر کھلوتا اندر پھڑنا سو۔ یعنی گیہوں کاٹ کر کماد کیا
بویا۔ اپنے دل کو فکر میں ڈال لیا۔ باری والا باہر کھڑا
تم کو پکار رہا ہے۔ اندر جا کر سو مت رہو۔ یعنی حصہ داران
کے ساتھ محنت برابر کرنی پڑتی ہے۔ اور پیداوار کا
فائدہ کچھ بھی نہیں ہوتا ❊

پنجاب میں جو نیشکر بوئی جاتی ہے۔ اُس کے یہ اقسام ہیں
اوّل۔ دھولو۔ اس کے گنے کی سفید رنگت ہوتی ہے۔ اور موٹا
ہوتا ہے۔ رس بھی زیادہ نکلتا ہے۔ اور چھلکا اس کا زیادہ
سخت ہوتا ہے اور اتارنے سے ایک ہی دفعہ اتر نہیں سکتا۔
ایک ایک پوری جدا جدا چھیلی جائے۔ تو اُس کا چھلکا اُتریگا
اس کی پیداوار چلنی قسم کی زمینوں میں جن میں زیادہ طراوت
ہو۔ اچھی ہوتی ہے۔ گڑ سفید رنگ کا ہوتا ہے۔ مگر زیادہ
دانہ دار نہیں ہوتا۔ چکنا ہوتا ہے۔ اور توڑنے میں سخت موسم
کی سردی اس قسم کی جنس پر زیادہ اثر کرتی ہے ❊
دوم ایکڑ بشرح دھولو۔ اس کی پوری کے پوست پر سیاہ خط

اسی سال میں گیہوں کے کھیت میں بھی اس جنس کو
بونا بے فائدہ ہے۔ محنت برباد جاتی ہے +

نیشکر کے کھیت میں کھاد ضرور ہونی چاہیئے۔
مگر زیادہ نہیں۔ اگر زیادہ تر ڈالی جائیگی۔ تو اس
کے پودے بہت بڑھ جائینگے۔ اور بجائے نفع پیدا
ہوگا۔ کہ یا تو زمین پر گر جائینگے۔ یا مال خراب پڑیگا
جیسا کہ اوپر ذکر کیا ہے +

اگر فی کنال [illegible] من بہتر کھاد ڈالی جائے۔ تو زیادہ

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۳۸) ہوتے ہیں۔ اور چھیلنے کے وقت چھلکا اس کا
موٹا اُتریگا۔ اس میں رس کم ہوتا ہے۔ اور گودا بھی کم نکلتا ہے +

سوم۔ چن۔ اس کو کاٹھا بھی کہتے ہیں۔ اس کا پودا ذرا
سُرخ رنگت کا ہوتا ہے۔ بہ نسبت ڈھولو کے باریک اور پتلا
چھلکا باریک اور زیادہ آسانی سے اُترتا ہے۔ اس کے مال
میں دانہ زیادہ ہوتا ہے۔ اس ملک میں اس کی کاشت
زیادہ ہے +

چہارم۔ کنارہ۔ اس کا پودا سفید ہرے رنگ کا بہ نسبت
ڈھولو کے زیادہ نرم ہوتا ہے۔ رس بھی زیادہ ہوتا ہے۔
اس کے پوست پر بھی سیاہ خط ہوتے ہیں۔ مگر ایکڑ
کی قسم سے کم۔ گڑ مال اچھا نہیں پڑتا +

پنجم۔ کاہو کماد۔ اس قسم کے پودے کا رنگ سبزی مائل
سفید ہوتا ہے۔ چھلکا اُتارنے میں نرم ہوتا ہے۔ اور پتے
اس کے چوڑے ہوتے ہیں۔ اور پودے اس
کے دوسری قسموں سے سبے اور موٹے ہوتے ہیں +

نہیں۔ البتہ جو زمین سخت اور چکنی ہو۔ اُس میں ۲۵ من پختہ کھاد ڈالنی چاہیئے۔ جس زمیندار کے پاس ایک ہی ہل ہو۔ وہ اُس کے بونے کے لئے ۱۶ کنال سے ایک گھماؤں تک کا تردد کر سکتا ہے۔ اس سے زیادہ زمیندار نہیں سنبھال سکتے۔ تھوڑے بونے میں محنت زیادہ اور فائدہ کچھ نہیں ہے۔ اس جنس کی بہت قسمیں ہیں +

اس کا تخم دو طرح پر حاصل ہوتا ہے۔ ایک طریق تو یہ ہے۔ کہ جب پہلی ایکھ پیلنے کے لئے تیار کرتے ہیں۔ اُس وقت گنوں کے اوپر کی طرف سے ایک ایک بالشت کے ٹکڑے کاٹ کر گٹھے باندھ زمین میں دبا دیتے ہیں +

بونے کے وقت وہاں سے نکال کر لگا دیتے ہیں۔ ان ٹکڑوں کی پوریاں چھوٹی چھوٹی ہوتی ہیں۔ اور گانٹھیں قریب قریب۔ اس لئے یہ جنس اچھی پیدا ہوتی ہے۔ مگر گنا ایسا مضبوط اور تندرست نہیں ہوتا۔ جیسے دوسرے تخم کا۔ اس گنے پر ارضی اور سماوی آفات کا اثر بہت جلد ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کی پیدائش کم زور تخم سے ہوئی ہے +

دوسرا طریق یہ ہے کہ گنے کو دو دو پوری کے اندازے پر کاٹ لیا۔ چونکہ ہر ایک پوری کے ساتھ ایک ایک آنکھ ہوتی ہے۔ اس واسطے ایک ٹکڑے سے دو پودے پیدا ہوتے ہیں +

اِسے چاند کے مہینے[1] کی اندھیری تاریخوں میں بونا چاہیئے۔ چاندنی[2] کی تاریخوں میں بونے سے پیداوار کم ہوتی ہے۔ اور سردی کا اثر اُس پر زیادہ۔ تخم فی کنال عموماً دو من پختہ ڈالنا چاہیئے۔ گنّے موٹے ہوں۔ تو تخم زیادہ پڑیگا۔ پتلے ہوں تو کم +

بونے کا طریقہ یہ ہے۔ ایک آدمی آگے ہل چلاتا جاتا ہے۔ اور اُس کے پیچھے چند آدمی اُن ٹکڑوں کو اپنی جھوروں یعنی جھولیوں میں ڈال کر ایک ایک ٹکڑے کو ایک ایک فٹ کے فاصلے پر ہل کی کونڈ میں ڈالتے جاتے ہیں اور پاؤں کی انگلیوں سے دباتے جاتے ہیں۔ ایک ہل کے پیچھے چار پانچ آدمی چاہئیں۔ اس جنس کے بونے کا موسم چیت کے شروع سے لے کر اخیر چیت تک ہے۔ لیکن سرد ملک یا پہاڑی علاقے میں بہت پہلے سے بوئی جاتی ہے۔ بعضے زمیندار پھاگن میں بھی بو دیتے ہیں۔ مگر خشک موسم میں اُس کو دیمک لگ جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اور سردی کے سبب جلدی بھی نہیں جمتا۔ بونے سے ایک ہفتہ بعد اُس کو ایک ٹلائی دینی چاہیئے۔ یہ ٹلائی زیادہ مشکل اور محنت طلب ہے۔ کیونکہ اس ٹلائی میں جو پوری سیدھی اور درست طور پر بونے کے وقت دبائی

[1] زمینداری بولی میں یہ تاریخیں اندھیارا پکھ کہلاتی ہیں +
[2] یہ تاریخیں چاندنا پکھ کہلاتی ہیں +

نہیں گئی - اب درست کرنی ہوگی - پھر جب تک پودا
پیدا نہ ہو - اُس کے کھیت میں ہفتہ وار تلائی کرنی
چاہیئے اور سوہاگہ بھی پھیرنا لازم ہے - تین ہفتے گزر
جانے کے قریب پودے اُگنے شروع ہو جائینگے - اور چوتھے
ہفتے تک سب نکل آئینگے - اور جو نہیں اُگے - وہ
زمین میں گل جاتے ہیں - پیدا ہونے کے بعد بھی
برسات تک تلائی ہوتی رہتی ہے - سوہاگہ بند کیا جاتا ہے
اور ماپی[۱] سے دباتے رہتے ہیں - جب بارش ہو جائے
اور زمین میں آل آجائے - تو ایک تلائی کسی پھاوڑے
سے کی جائے - اُس وقت پودوں کی جڑوں کے
ارد گرد مٹی چڑھائیں - اور باقی اراضی میں
نشیب اور نیچاؤ کر دیں - کہ پانی کھڑا رہے -
اس کے بعد کچھ نہیں کیا جاتا - گویا زراعت قائم
ہو گئی - جب اس کی کھیتی قائم ہو جائے - تو پھر
حفاظت کے سوا اور محنت نہیں مانگتی - سؤر - گیدڑ
چوہے وغیرہ اس کو نقصان پہنچاتے ہیں - پودوں کو
کاٹ کر کھا جاتے ہیں - اگر ان جانوروں کا کاٹا ہوا
کوئی پودا پکنے کے وقت دوسرے سے مل جائے - تو
مال اچھا نہیں پڑتا - اس لئے اس کی حفاظت عین
فرض ہے - جانوروں کے نقصان پہنچانے کے علاوہ
اُس کو چند بیماریاں بھی لاحق ہو جاتی ہیں - اُن
کا علاج کرنا ضروری ہے ۔

[۱] ماپی ایک لکڑی کا اوزار ہوتا ہے ۔

بوئے ہوئے بیج کو دیمک لگ جانے کا خوف بھی ہوتا ہے۔ اور خصوصاً خشک سالی میں دیمک زیادہ لگتی ہے۔ علاج یہ ہے۔ کہ برابر نلائی کرتے رہیں۔ اس عمل سے فصل بچی رہتی ہے۔ نلائی کے بعد دیمک اوپر آجاتی ہے۔ اور پرندوں کا شکار بنتی ہے۔ مٹی اوپر نیچے کر دینے سے دیمک نقصان پہنچانے سے عاجز آجاتی ہے +

ایک علاج دیمک سے بچاؤ کا یہ ہے۔ کہ کھیت میں تھوڑی تھوڑی دور کچھ گیلا گوبر ڈال دیں۔ دیمک گوبر کو لگ جائیگی۔ اور فصل محفوظ رہیگی۔ پھر اُس گوبر کو نکال کر باہر پھینک دیا جائے۔ اس کے ساتھ دیمک بھی کھیت سے باہر چلی جاتی ہے +

پالا[1] بھی اس فصل[2] کو مار جاتا ہے۔ سردی کے

[1] پنجاب میں۔ اس کو کورا یا ککڑ کہتے ہیں +

[2] اس جنس کے پودوں کو پنجاب میں چار بیماریاں اور بھی لاحق ہوتی ہیں + اول سنڈ دوان یا گوبلڑی۔ یہ ایک قسم کا چھوٹا سا کیڑا ہوتا ہے۔ جو پودے کو سر کی طرف سے کھانا شروع کرتا ہے۔ جہاں زمین اچھی طرح پر آراستہ نہ کی ہو۔ یا نلائی کافی نہ دی ہو۔ وہاں یہ کیڑا جلد کاٹ جاتا ہے۔ اس کا علاج کچھ نہیں ہے۔ کیونکہ زیادہ خشکی سے یہ بیماری ہوتی ہے۔ جب بارش ہو جائے۔ تو اس قدر فائدہ ضرور ہو جائیگا۔ کہ جو پودے اس بیماری سے جاتے رہے۔ وہ تو جاتے رہے۔ لیکن اس کی اور شاخیں پھوٹ

موسم میں جب رات کو پالا پڑتا ہے۔ تو پودوں کو
کئی جگہ سے سُکھا دیتا ہے۔ وہ مرجھا جاتے ہیں۔ خصوصاً
چاندنی راتوں میں پالا اس کو زیادہ مارتا ہے۔ خشک سالی
میں یہ بیماری زیادہ ہوتی ہے۔ اگر بارش ہو جائے۔
تو پھر اُس کا اثر نہیں ہوتا ہے۔ اور فصل سرسبز

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۴۳) نکلیںگی اور باقی ماندہ پودے اچھی پرورش پائینگے +
دوم۔ سوکڑا اس بیماری سے پودے کے اندر بجائے پانی کے ہوا
بھر جاتی ہے۔ اور رس خشک ہو جاتا ہے۔ یہ حالت پودوں
کی خشک سالی میں ہو جاتی ہے۔ یا زمین کے نیچے سطح میں
ریت کے قریب ہونے سے یا کھیت میں مَیل یعنی (کھاد)
کم ڈالنے سے۔ **علاج**۔ پانی دینے سے کسی قدر یہ عارضہ
رفع ہو جاتا ہے + **سوم** گلڑی یہ بیماری پودے کے پتوں
کے اندر ہوتی ہے۔ سفید رنگ کا مادہ جو ہاتھ لگانے سے
چکنا معلوم ہوتا ہے۔ پتوں میں لگ جاتا ہے۔ شاید یہ کسی
قسم کے چھوٹے چھوٹے کیڑے ہیں۔ اس سے پودے
کا رس بہت کم ہو جاتا ہے + **چہارم**۔ تیلا۔ اسی قسم کے
چھوٹے چھوٹے کیڑے سیاہ رنگت کے ہوتے ہیں۔ جو
پتوں کے اوپر لگ جاتے ہیں۔ اور پودوں کو بہت
نقصان پہنچاتے ہیں۔ جس کھیت سے اس جنس کی فصل
کو تیلا لگ جائے۔ اُس میں مال اچھا نہیں پڑیگا۔ یہ تیلا
زیادہ خشک سالی میں پیدا ہوتا ہے۔ اگر کھیت میں تیلا لگا ہو
اور اُس کے بعد کثرت سے بارش ہو جائے۔ تو بھی مال خراب
ہو جاتا ہے۔ اور گنّے پولے ہو جاتے ہیں +

رہتی ہے +
اگر کھڑے نیشکر کے سروں پر بال نکل کر شگفتہ ہو جائیں۔ تو اُسے دوسرے زمیندار مالک کے لئے منحوس[1] خیال کرتے ہیں۔ یہ فصل بیساکھ سے پہلے کاٹ لی جاتی ہے +
کنوار کی پندرھویں سے اس کا پیلنا شروع ہو جاتا ہے۔ اور اخیر چیت تک رہتا ہے۔ اس کے بعد جب گرمی زیادہ ہو جاتی ہے۔ پیلنے کا کام نہیں ہو سکتا۔ اصلی موسم کماد کے پیلنے کا اگھن کے مہینے سے شروع ہوتا ہے۔ اس کے پودے اُس وقت پک جاتے ہیں۔ مگر اس سے پہلے رس پھیکا اور کم ہوتا ہے۔ چونکہ نئی شکر اور نیا گڑ جلد فروخت ہو جاتا ہے۔ اس واسطے بعض لوگ پندرھویں کنوار سے ہی اس کا پیلنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس میں یہ بھی فائدہ ہے۔ کہ پالے سے بچ جاتا ہے۔ علاقہ جات پہاڑی میں

[1] پنجاب میں اس بیماری یعنی نحوست کو کماد کا نسرنا کہتے ہیں یہ لفظ در اصل نشر ہے۔ جس کے معنی کھل جاتا یا شگفتہ ہو جاتا ہے۔ اس نحوست کو بمنزلہ جذام کی بیماری کے تصور کرتے ہیں۔ اس بارے میں ایک زمیندار ہی مثل کہی جاتی ہے۔ مثل۔ کونج کمادی جھناں تے رہے بیساکھ۔ یعنی اگر کونج جانور اور ایکھ ماہ بیساکھ تک ملک میدان میں موجود ہوں۔ تو طعنہ کہا جاتا ہے +

اسے ذرا دیر بعد پیلنا شروع کرتے ہیں +

کماد کے پیلنے کے واسطے سامان ذیل چاہئے :-

بیلنہ - کڑاہا آدمی - بیل ۱۲ تا ۱۸ - آدمی ۶ نفر +

چونکہ ایک شخص کے پاس اس قدر بیل اور آدمی نہیں ہوتے - اس واسطے دو - چار - چھ حصہ دار ایک بیلنے میں شامل ہو جاتے ہیں - اور گنے پیلنے کے واسطے اپنی اپنی باری مقرر کر لیتے ہیں - پھر جس شخص کی باری آئے - وہ پیلنے کے واسطے گنے یا تو کھیت میں یا بیلنے میں لاکر پیلنے کے لئے تیار کر لیتا ہے - جب رس نکل آتا ہے - تو اس کا ایک طریق سے راب بناتے ہیں - اور دوسرے طریق سے گڑ و شکر - راب کو خوانچی[1] میں ڈال کر کھانڈ نکالتے ہیں - اس

---

[1] پنجاب میں راب سے شکر بناتے ہیں - شکر کے لئے اور ظروف اور مصالح ہیں - سکلائی - یہ دھاون یا بن یا بول کے درختوں کا چھلکا ہوتا ہے - اس کا پانی بھگو کر نکال کر رس کا میل کاٹنے کے لئے ڈالتے ہیں +

دو ہڑہ - لوہے کا ہوتا ہے - دستہ لکڑی کا - جب رس پک جاتا ہے - تو کڑاہ سے راب نکالنے کے کام آتا ہے +

پوتی - یعنی چھلنی - یہ بھی لوہے کی ہوتی ہے - اس سے اوپر کا میل اتارتے ہیں +

جرنا - یہ سرکنڈوں کی تیلوں کا بنا ہوا ہوتا ہے - کڑاہ کے اوپر سے میل اتار کر اس کو جرنے میں کپڑا ڈال کر ڈالتے جاتے ہیں - فائدہ یہ ہے - کہ جو رس میل کے ساتھ

کی ترکیب طول و طویل ہے۔ لہذا اس کا لکھنا غیر ضروری معلوم ہوتا ہے +

گڑ اور شکر بنانے کا طریق

جب رس نکل آتی ہے۔ تو اُس کو لوہے کی ایک

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۴۶) آسکے۔ وہ کڑھاؤ میں جا پڑے +
صافی۔ رس اور میل کے الگ کرنے کے کام آتی ہے۔ اور یہ کپڑے کی ہوتی ہے +
گنڈ۔ (کونڈا) یہ مٹی کا بنا ہوا ہوتا ہے۔ اور زمین میں گاڑا جاتا ہے۔ اُس میں راب ڈالتے ہیں۔ اور اُس میں سے پھر مٹکوں میں ڈالتے ہیں +
بوہنی۔ ایک چھوٹی سی مٹی کی ہنڈیا ہوتی ہے۔ جس کے ذریعے گنڈ سے سرد شدہ راب مٹکوں میں ڈالی جاتی ہے۔ شکر و گڑ بنانے کے واسطے بجائے گنڈ کے گنڈ کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اور سب اشیائے مندرجہ بالا کی ضرورت بھی ہوتی ہے۔ اس واسطے دوبارہ درج نہیں کیا گیا۔ گنڈ مٹی کا بنا ہوا ہوتا ہے۔ مگر گنڈ کی طرح آوے میں پکا ہوا نہیں ہوتا ہے۔ کچی مٹی کا بناتے ہیں۔ جب رس پک گیا۔ تو اُس میں سرد کرنے یا گڑ شکر بنانے کے لئے ڈالتے ہیں +
ڈوبا۔ یہ لکڑی کا ہوتا ہے۔ جب رس پختگی کے قریب ہوتا ہے اُس کو کڑھاؤ میں ڈالتے ہیں۔ تاکہ رس ایک جگہ نہ جل جائے +
چھڈی۔ لکڑی کی بنی ہوئی ہوتی ہے۔ کھرپے سے گڑ یا شکر جدا کرنے اور گنڈ سے اکٹھا کرنے کے کام آتی ہے +

کڑاہی میں ڈال کر اُس کے نیچے آگ جلاتے ہیں۔
رس، ڈالتے وقت بعض لوگ اُس کو کپڑے سے چھان
لیتے ہیں۔ بعض نہیں چھانتے۔ جوں جوں رس گرم ہوتا
جاتا ہے۔ اُس پر میل آنی شروع ہوتی ہے۔ جب وہ
میل کسی جگہ سے پھٹ جائے اور سفید جھاگ نکل
آئے۔ تو میل کو نکال کر جھرنے میں ڈالنا شروع
کرتے ہیں۔ یہ جھرنا کڑاہی کے اوپر لکڑی ڈال کر
رکھا ہُوا ہوتا ہے اور اُس کے اوپر ایک صافی ڈالی
ہوئی ہوتی ہے۔ جب تک اُس پر میل آتی رہتی
ہے۔ نکالتے جاتے ہیں۔ جو رس میل کے ساتھ آتی
ہے۔ وہ جھرنے میں سے ہو کر پھر کڑاہی میں ٹپک
جاتی ہے۔ بعض لوگ زیادہ صاف کرنے کے لئے اس
میں سکلائی کا رس بھی ڈالتے ہیں۔ اُس کے بعد
رس اُبلنی شروع ہوتی ہے۔ اگر برتن چھوٹا ہے۔
اور رس زیادہ۔ تو آگ زیادہ نہ جلانی چاہئے۔ ورنہ
رس باہر نکل جائیگی۔ جب چند جوش آکر وہ پکنے
لگ جاتی ہے۔ تو اُس میں قریب آدھ چھٹانک کے
تیل ڈالتے ہیں۔ اس سے یہ فائدہ ہوتا ہے۔ کہ جھاگ
کم ہو جاتی ہے۔ اور دانہ زیادہ پڑتا ہے۔ اگر جھاگ
نہ ماری جائے۔ تو گڑ لیسدار و چکنا رہتا ہے۔ جب
قریباً نصف پک جائے۔ اور اُس سے بُڑ بُڑ کی آواز
آنے لگے۔ تو اُس میں ڈوآ پھیرنا شروع کرتے ہیں۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۴۷) رنبہ۔ یعنی (کھُرپہ) گڑ یا شکر جمع کرنے کے کام آتا ہے۔

جب تک اُتارا نہ جائے۔ پھیرتے رہتے ہیں۔ تا کہ کسی طرف سے وہ پانی جل نہ جائے۔ جب خوب پک کر گاڑھی ہو جائے۔ تو تھوڑی سی پکی ہوئی رس اُسی ڈوئے سے اُٹھا کر اُس کو اُنگلیوں سے لگا کر دیکھتے ہیں۔ کہ جب وہ سرد ہو جائے۔ اور گولی بن جائے۔ تو کڑاہ کو اُتار کر زمین پر رکھ دیتے ہیں۔ اور بدستور سابق ڈوئے سے ہلاتے رہتے ہیں۔ جب تھوڑی سرد ہو جائے۔ تو کڑاہ سے اُٹھا کر اُس کو گنڈ میں ڈال دیتے ہیں۔ اور کھرپے سے ہلاتے ہیں۔ اور چھڈنی سے کناروں کی طرف سے ہٹا کر درمیان میں کرتے جاتے ہیں۔ تھوڑا عرصہ یہ عمل کرکے پھر اُس کے اوپر کپڑا ڈال کر ڈھانپ دیتے ہیں۔ جب تک وہ جم نہ جائے۔ اُس کپڑے کو نہیں اُتارتے۔ جب مال جم جاتا ہے۔ تو اُس کو گنڈ کے وسط میں اکٹھا کرکے ڈھیری لگا دیتے ہیں۔ اگر شکر بنانی ہو۔ تو اس کو گنڈ میں بکھیر کر اور ہاتھوں سے مل کر باریک کر لیتے ہیں۔ ورنہ روڑی یا بھیلی بنانے میں اس امر کا زیادہ لحاظ رکھتے ہیں۔ کہ ناقص مال کی کڑاہی ذرا زیادہ پکا کر اُتارتے ہیں۔ اگر مال اچھا ہے۔ تو ذرا نرم۔ جن لوگوں کا مال بہت ناقص ہوتا ہے۔ اور جمتا نہیں ہے۔ بعض وقت وہ ریہ (کلر شور) یا پڑاوے کی تھوڑی سی مٹی بھی ڈال دیتے ہیں۔ جس سے وہ جم جاتا ہے +

دوسرا سبق

دھان اور چاول

دھان اس ملک میں قدیم سے پائے جاتے ہیں۔ سنسکرت کی پرانی پرانی کتابوں میں اس جنس کا ذکر ہے۔ بہت لطیف اور پاک غذا ہے۔ شادی غمی دونو موقعوں کے کھانوں میں اس کا خرچ ہوتا ہے۔

پہاڑی علاقوں میں جہاں جہاں یہ ہوتا ہے۔ لوگوں کی روز مرہ کی خوراک ہے۔ اگر ایک دن اُن کو یہ نہ ملے۔ تو وہ سمجھتے ہیں۔ کہ گویا کھانا ہی نہیں کھایا۔ چاول ہوں۔ تو پہاڑی لوگ آٹا کھانا پسند نہیں کرتے[1]

---

[1] پنجاب کے پہاڑی لوگوں میں اس کی ایک مثل مشہور ہے۔ ایسا پُت* نہ جنے مائی۔ چاول بیچ کے آٹا کھائے۔ یعنی کوئی مائی ایسا بیٹا نہ جنے جو چاول بیچ کر آٹا کھائے۔ پنجاب میں پشاور کے باڑہ کے چاول اور ضلع کانگڑہ میں پالم پور کے اور ضلع ہوشیار پور میں نرائن گڑھ تحصیل دسوہہ کے بہت پسند کئے جاتے ہیں۔ نرائن گڑھ کے چاول دیکھنے میں اچھے معلوم نہیں ہوتے۔ مگر کھانے پکانے میں لذیذ اور خوشبودار ہوتے ہیں +

* پُت مخفف پوت +

چاول کی اقسام سب جنسوں سے زیادہ ہیں۔ ان کی پہچان بھی مشکل سے ہو سکتی ہے۔ البتہ بعض لوگ دہقان میں کچھ کچھ جدا جدا ناموں سے اُن قسموں کی تمیز کر لیتے ہیں۔ اس جنس کی مختلف قسمیں مشہور ہیں۔ یہ بموجب حالات پیدائش اور خوشے کے تین قسم کی ہیں:-

اوّل قسم کے پودے اونچے اور لمبے ہوتے ہیں۔ خوشہ نکلنے سے جھک جاتے ہیں۔ اور فصل کے پکنے تک ویسے ہی جھکے رہتے ہیں۔ اُن کی نلی مضبوط نہیں ہوتی۔ پتے بھی باریک نیچے کو جھکے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ اعلیٰ قسم میں شمار ہوتے ہیں +

دوم قسم کے پودے بہت اونچے اور لمبے اور مضبوط ہوتے ہیں۔ خوشوں کے نکلنے سے بھی جھکتے نہیں۔ اُن کے پتے چوڑے موٹے اور مضبوط ہوتے ہیں۔ اور نہیں جھکتے۔ پودوں کی نلی مضبوط ہوتی ہے +

سوم قسم کے خوشوں میں ہی پختہ ہو جاتے ہیں۔ باہر کم نکلتے ہیں۔ اور اُن کے پودوں کے پتے بھی زیادہ چوڑے اور موٹے اور نلی قسم دوم سے زیادہ مضبوط ہوتی ہے۔ اور جب تک اس میں خوشے نہیں نکلتے۔ پتے اوپر کو کھڑے رہتے ہیں۔ نیچے کو نہیں جھکتے +

غرضیکہ جتنے اعلےٰ قسم کے چاول ہوں - اُن کے پتے باریک اور نیچے کو جھکے ہوئے ہونگے - اور جتنے ادنےٰ قسم کے ہونگے - اُن کے پتے مضبوط اور چوڑے اور موٹے ہونگے - اور اوپر کو کھڑے رہینگے +

چاول کا اچھا بُرا ہونا تخم کے علاوہ زمین اور پانی کے میسّر ہونے پر بھی منحصر ہے - جس قدر زمین اچھی ہو - اور پانی تازہ آتا رہے - اُسی قدر پیداوار اچھی ہوگی - اِس جنس کی کاشت کے لئے سب سے اچھی زمین سیاہ رنگ کی سخت ہوتی ہے - ایسی زمین میں اگر یہ جنس بوئی جائے - تو پیداوار زیادہ ہوگی +

اگر پانی میسّر آجائے - تو زمین کیسی کیوں نہ ہو - وہاں یہ جنس بوئی جاسکتی ہے - مگر پیداوار ایسی اچھی نہیں ہوگی - جیسی عمدہ زمین میں بونے سے ہوسکتی ہے - ریت والی زمین میں یہ جنس اور

سلہ پنجاب میں مختلف ناموں سے یہ جنس مشہور ہے - اُن میں سے چند اقسام کا ذکر کیا جاتا ہے - باسپتی (بستی) - چھوٹڑا - بیگمی - مشکن یہ خوشبودار اقسام اعلےٰ درجہ کی شمار کی جاتی ہیں - جھونا - مونجی - نکنسا - سکھ چین - پھول - پیارا - زرد - یہ چاول متوسط درجے کے شمار ہوتے ہیں - زرد - پھول - پیارا کی قسم کے چاول سرخ رنگت کے ہوتے ہیں - ساٹھی (سٹھی) کھرسو - کلھوتا ناقص قسموں کے چاول ہیں +

بھی ناقص ہو جاتی ہے +

جس زمین میں یہ جنس بوئی جائے۔ وہاں اوّل خوب گہرے ہل جوتنے چاہئیں۔ اور سوہاگہ پھیر کر مٹی خوب باریک کی جائے۔ کھیت کی گھاس اُکھاڑ دینی چاہیئے۔ گھاس کے دور کرنے کا ایک آسان ڈھنگ یہ بھی ہے۔ کہ کھیت میں پہلے ہل[۱] چلا کر اُس میں پانی چھوڑ دیں۔ اس طرح کھیت میں سب قسموں کی گھاس جم جائیگی۔ پر سخت ہونے سے پہلے ہل جوت کر گھاس اُکھاڑ دی جائے۔ بعد میں پھر پانی دیا جائے۔ اب گھاس کی جڑیں گل جائینگی۔ اور گلی ہوئی جڑیں کھاد کا کام دینگی۔ اس عمل سے یہ بھی فائدہ ہے۔ کہ گھاس کا بیج کھیت سے ناپید ہو جاتا ہے۔ جب یہ جنس بو دی جاتی ہے۔ تو پھر وہاں گھاس نہیں ہوتی۔ جس کھیت میں یہ جنس بوئی جاتی ہے۔ عام زمیندار اُس کھیت میں کھاد نہیں ڈالتے۔ کیونکہ پانی مٹی میں ملا ہُوا ہی کافی ہے۔ مگر جو فصل ربیع کی اس سے پہلے بوئی جائے۔ وہ کھاد ڈال کر بوتے ہیں۔ اگرچہ مٹی ملا ہُوا پانی دریا

[۱] علاقہٴ کلو ضلع کانگڑہ میں دیکھا گیا ہے۔ کہ دس دس پندرہ پندرہ مرد عورت ایک قطار میں کُدال سے کھیت کی زمین کو اُکھاڑتے ہیں۔ اور ایک ہی وقت کُدال مارتے ہیں۔ اور گیت گاتے ہیں۔ اور ڈھیلوں کے توڑنے کے لئے پانی دے دیتے ہیں۔ جس سے ڈھیلے خود بخود ٹوٹ جاتے ہیں +

کا بھی کسی قدر مفید ہے۔ لیکن کھاد کے ڈالنے سے پیداوار زیادہ ہوتی ہے۔ دریا کا میلا مٹی والا پانی کھاد کی برابری نہیں کر سکتا۔ خصوصاً جہاں ذخیرہ بو یا جائے۔ وہاں باریک کھاد ضرور ڈالنی چاہیئے +

پہاڑی علاقوں میں بھیڑ بکریوں کے ریوڑ کھیت میں بٹھلاتے ہیں۔ ان کا یہ خیال ہے۔ کہ اگر رات دو رات بھیڑ بکری کھیت کی زمین پر بیٹھ جائیگی۔ تو اُن کے بیٹھنے کی تاثیر سے زمین گرم ہو جائیگی۔ در اصل زمین اُن کے بیٹھنے سے گرم نہیں ہوتی۔ بلکہ اُن کے پیشاب اور مینگنیوں کے زمین میں طاقت آجاتی ہے [۲] +

ہر قسم کی دھان کے واسطے بیج کے وزن کی تعداد جداگانہ مقرر ہے۔ اگر اس جنس کا ذخیرہ لگایا جائے۔ تو پانچ سیر فی کنال بیج بونا چاہیئے۔ پھر جس زمین میں ذخیرے سے اُکھاڑ کر لگائیں [۳]۔ آدھ سیر فی کنال کے حساب لگائیں۔ پانچ سیر ذخیرہ

---

[۱] فارسی میں گلہ اور رمہ اور پنجاب کی بولی میں اجڑ بولتے ہیں +

[۲] بھیڑ۔ بکریاں جس زمیندار کے کھیت میں بیٹھینگی وہ زمیندار بکریوں والے کو کچھ نقد و خوراک بھی دیتا ہے +

[۳] پنجاب میں اس طریقے کی کاشت کو راب۔ لاب۔ لابی۔ لاہو۔ روت کہتے ہیں +

دس کنال زمین کو کافی ہوتا ہے۔ اگر اس[1] طریقے سے دھان بوئے جائیں۔ کہ اوّل کھیت میں پانی بھر دیا جائے۔ پھر ہل جوت کر بویا جائے۔ تو دھان کا بیج ایک سیر پختہ سے سوا سیر پختہ فی کنال کافی ہوگا۔ اگر چھٹے بھر کر کھیت میں بکھیر دیا جائے۔ تو ڈیڑھ سیر پختہ فی کنال مطلوب ہوگا +

اکثر یہ جنس آبی۔ نہری۔ سیلابہ۔ چاہی اراضیات میں بوئی جاتی ہے۔ اور بارانی میں بہت کم بوتے ہیں[2] +

میدان میں بارانی زمینوں میں دھان بونے کا رواج نہیں ہے۔ اوّل سب سے اچھا طریقہ یہ ہے۔ کہ پہلے اچھی قسم کی جنس کا ذخیرہ اگایا جائے۔ جب ذخیرے میں پودوں کا قد قریب نو دس انچ کے ہو جائے۔ تو وہاں سے اکھاڑ اکھاڑ کر دوسری جگہ لگائیں۔ اس جگہ کو پہلے آراستہ کر لینا چاہیئے۔ پھر اس میں اتنا پانی بھرا جائے۔ کہ چار پانچ انچ کے قریب کھیت کی سطح پر کھڑا ہو جائے۔ پھر

---

[1] اس طریقے کو کتدو۔ کددال۔ لوگ چھنا کہتے ہیں۔ اس طریقے کو چھٹہ یا سوت یا نیراں کہتے ہیں +

[2] تحصیلات نورپور میرپور میں عموماً علاقہ بلاوڑ تحصیل کلو میں ایک دو جگہ بارانی دھان دیکھی گئی جن کو وہ ابی دھان کہتے ہیں۔ ملک جاپان میں بھی بارانی دھان بوئے جاتے ہیں۔ جن کو سکھی دھان بولتے ہیں +

ذخیرہ لگا دیا جائے۔ ہوشیار آدمی موقع مناسب پر پودوں کو ہاتھوں سے لگا کر پاؤں سے دبا دیتے ہیں۔ اس طرح جلد کام ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ پانی کی قلّت کے باعث ذخیرہ تو چاہی زمین میں لگا دیتے ہیں۔ بارش ہونے پر جب پانی زیادہ ہو جاتا ہے۔ وہاں سے اُکھاڑ کر کھیتوں میں لگا دیتے ہیں +

دوسرا طریق یہ ہے۔ کہ اوّل کھیت میں ہل چلائیں۔ پھر پانی سے کھیت بھر دیں۔ جب پانی بھر جائے۔ تو کھیت میں ہل چلائیں۔ دھان ایک دو روز پہلے کسی برتن میں بھگو دینے چاہئیں۔ جب ان میں انگوری نکل آئے۔ ہاتھ سے کھیت میں بکھیر دیں۔ اور پھر ہل چلا کر سوہاگے سے صاف کر دیں۔ اس عمل سے تین چار روز میں کھیت میں دھان اُگ آتے ہیں +

تیسرا طریق۔ موٹی قسم کے دھانوں کے بونے کا طریق یہ ہے۔ کہ اوّل کھیت میں ہل چلائیں اور سوہاگہ پھیریں۔ جب زمین آراستہ ہو جائے۔ تو دھان کے بیج لے کر بکھیر دیں۔ اور اوپر سے پانی بھی دے دیں۔ ساٹھی وغیرہ کی جنس اسی طرح بوئی جاتی ہے ایک جگہ سے اُکھاڑ کر دوسری جگہ نہیں لگائی جاتی[1] +

[1] واضح ہو۔ کہ ان تینوں قسموں کا ذکر پہلے باب میں بھی گزر چکا ہے۔ یہاں پر توضیحاً تشریح کے ساتھ لکھا گیا۔ اور ان عملوں کے نام جو پنجاب میں نامزد ہیں۔ اُن کا ذکر بھی اوپر گزر چکا ہے +

اس جنس کے بونے کے وقت بھی مختلف ہیں۔ جو کھیت کی تیاری اور زمین کی طراوت اور پانی کی دستیابی پر منحصر ہیں۔ کیونکہ اس کو پانی اور طراوت کی ہر وقت ضرورت رہتی ہے۔ جو زمینیں نشیب اور دلدل والی ہیں۔ اُن میں زمیندار لوگ دھان پنیت کے چھینٹے میں ہی بو دیتے ہیں۔ ذخیرہ عموماً بیساکھ میں لگایا جاتا ہے۔ لیکن بعض جگہ سے اس جنس کا بونا شروع ہو جاتا ہے۔ دسویں اساڑھ سے پندرھویں ساون تک ذخیرہ سے اکھاڑ کر اس جنس کے پودے دوسری جگہ لگاتے ہیں ؛

اس جنس کی گوڈائی سوائے خاص صورتوں کے نہیں ہوتی۔ البتہ اگر کچھ گھاس پیدا ہو جائے۔ تو ایک دو دفعہ جیسا موقع ہو۔ گوڈائی کی جاتی ہے۔ تب دھان ایک بالشت کے قریب اونچے ہو جائیں۔ تو ہلوڑ کر دیتے ہیں۔ بعض لوگ دو تین دفعہ ہل پھیرتے ہیں۔ کہ جہاں پودے ذخیرہ سے اکھاڑ کر لگاتے ہیں وہاں گھاس کم پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ وہاں پانی کھڑا رہنے سے گھاس کی جڑ اور بیج گل کر مارے جاتے ہیں۔ وہاں کسی ہلوڑ وغیرہ کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ اس جنس کو آبپاشی کی نہایت ضرورت ہے۔ یہاں تک کہ اگر اسکے کھیت کے دھانوں میں برابر پانی رواں نہ رہے۔ تو اس کی پیداوار بھی کم ہوتی ہے ؛

متوسط درجے کے دھانوں کو بھی چوتھے پانچویں دن پانی نہ ملے ۔ تو عمدہ پیداوار کی کوئی امید نہیں ہو سکتی ۔
بعض قسم کے دھان تھوڑے پانی سے بھی ہو جاتے ہیں ۔ ساٹھی کے چاولوں کے لئے آٹھویں دن پانی دینا بھی کافی ہو جاتا ہے[1] ۔ اس کی فصل جب پکنے کے قریب ہوتی ہے ۔ تو پھر کھیت میں پانی رواں نہیں رکھتے ۔ بلکہ کبھی کبھی تھوڑا پانی دے دیتے ہیں ۔ تاکہ زمین اور فصل بالکل خشک نہ ہو ۔ یک لخت ہی خشک نہ ہو جائے ۔
چند قسموں کے کیڑے اس کو لگ جاتے ہیں ۔ اور ان کے لگ جانے سے فصل کا نقصان ہو جاتا ہے ۔ مویشی بھی اس کو کھا جاتے ہیں[2] ۔
چند سبب اور بھی ہیں ۔ جن سے فصل کا نقصان ہو جاتا ہے ۔
۱ ۔ خشکی کے سبب ایک بیماری اس کو لاحق ہوتی ہے ۔ جس سے کونپل کے پتے خشک ہو جاتے ہیں ۔ اور پودے نہیں پھیلتے[3] ۔
۲ ۔ خراب ہوا سے بھی اس کی فصل کا نقصان

[1] اس کی ایک کہاوت بھی مشہور ہے کہ ساٹھی پکے ساٹھویں دن ۔ جو پانی برسے آٹھویں دن ۔ پنجاب میں اسی کہاوت کو یوں کہتے ہیں ۔ کہ سٹھی پکے سٹھی دیہیں ۔ جے پانی ملے اٹھیں دیہیں ۔
[2] ان کیڑوں کے پنجاب میں یہ نام ہیں ۔ تڑ ۔ سبز رنگ کا ٹوکا ۔
[3] اس بیماری کو پنجاب میں بھورڑ کہتے ہیں ۔
[4] اس ہوا کو پنجاب میں جھولا کہتے ہیں ۔

ہو جاتا ہے - نلی سے اوپر کی گانٹھ سخت ہوا سے ٹوٹ
جاتی ہے - اس طرح خوشے نہیں نکلتے - اس کی پہچان
یہ ہے - کہ خوشے سفید رنگ کے ہو جاتے ہیں -
باسمتی وغیرہ اعلیٰ اقسام کی فصل کو بارش کی کثرت
سے خوشے نکلنے کے وقت ایک قسم کا کیڑا لگ جاتا
ہے - جس کا کالا منہ اور بھورا سیاہی مائل رنگ ہوتا ہے -
قد میں یہ بہت چھوٹا ہے - پوست کو چھید کر خوشے
کی گانٹھ کو کاٹ ڈالتا ہے - پودا ضائع ہو جاتا ہے -

اس جنس کے پکنے اور کاٹنے کے وقت جدا ہیں -
جس قدر اچھی قسم کی جنس ہوتی ہے - اسی قدر اس
کے پکنے اور کاٹنے میں دیر ہوتی ہے - جو دھان دلدل کی
زمین میں بوئے جاتے ہیں - وہ بھادوں کے مہینے میں
پک کر تیار ہو جاتے ہیں - جو جیٹھ کے مہینے میں بوئے جاتے
ہیں - وہ آخر کنوار یا شروع کاتک میں پک جاتے
ہیں - جو دھان اچھی جنس کا بیساکھ کے مہینے میں بویا
جائے - وہ اگہن کے مہینے کے اخیر میں کاٹنے کے لائق
ہو جاتا ہے - فصل احتیاط سے کاٹنی چاہیے - اگر
وقت پر کاٹی نہ جائیگی - تو دھان گر گر کر ضائع ہوتے رہینگے -
جو دھان کھیت میں گرینگے - وہ آئندہ ساون میں اصلی
جنس کے ساتھ پیدا ہو کر پھر کھیت میں گر جائینگے -
پھر ان کی پہچان مشکل ہوگی - اور بھاری نقص پیداوار
میں پڑ جائیگا - اگر یہ فصل بہت ہی خشک کر کے کاٹی
جائیگی - تو عام زمینداروں کے نزدیک اس کی پیداوار میں کمی

ہو جاتی ہے - اور اگر زیادہ دیر سے کاٹی جائے - تو اُس میں یہ ایک نقص پیدا ہو جاتا ہے - کہ کوٹنے اور صفا کرنے کے وقت چاول زیادہ ٹوٹ جاتے ہیں +

جو دھان تیلے قسم کے ہیں - ان کے کاٹنے کا سب سے اچھا وقت تب ہوتا ہے - جب پودے خشک ہو جائیں - مگر گانٹھیں سبز ہوں[1] +

کاٹنے کے بعد بہت دیر تک بیوں یعنی پولے اور گٹھے باندھ کر رکھنے نہ چاہئیں - بلکہ جلد دھان اور پیال یا پرالی[2] جدا جدا کرنا لازم ہے - اگر دیر تک اُس کی انجھے کے پلے بندھے رہینگے - تو دانے گل کر کمزور ہو جائینگے - اور یہ بھی نقص اس میں پیدا ہو جائیگا - کہ صفا کرنے کے وقت اُن سے چاول ثابت نہیں نکلینگے - پیال اور دھان جدا کرنے کے لئے پتوں پر مویشیوں سے دائیں پھیرتے ہیں +

کبھی کبھی مویشی بھوک میں پیال بھی کھا جاتے ہیں - مگر پیال نہایت کم زور غذا ہے - مویشی اس کے کھانے سے فربہ نہیں ہوتے ہیں - عام بچھائی کے کام میں آتی ہے +

دھانوں سے چاول دو طرح نکالتے ہیں :-

---

[1] سبز گانٹھوں کو پنجاب میں زمیندار لوگ ہر گنڈ کہتے ہیں +

[2] پنجاب میں اس کو پرالی کہتے ہیں +

کر سکتے ہیں ۔

پہاڑی علاقوں میں چاولوں سے نشئی[1] چیزیں بنا لیتے ہیں ۔ بیر شراب اس سے کھینچتے ہیں ۔

پانچ قسم کا چیتا بھی اس سے ... بنتی ہے ۔ ... چیڑ وہ - حلوے - کیکیں وغیرہ ۔

تیسرا سبق

مکئی

اس بات پر بالعموم اتفاق ہے کہ یہ جنس اس ملک کی نہیں ہے - بلکہ امریکہ سے لائی گئی ہے - کیونکہ

اوّل - اس جنس کا نام سنسکرت کی زبان میں پایا نہیں جاتا ۔

دوم - پہاڑوں کے علاقہ میں مشہور ہے - کہ راجہ رام چندر جی کے ساتھ بندر لنکا سے پھرتے وقت اس جنس کو لائے - جس سے یہ مراد ہے - کہ سمندر سے پار کسی ملک کی پیداوار ہے - غرضیکہ اس جنس کا بیج دور دراز ملک سے یہاں آیا ہے ۔

اب اس ملک میں اس جنس کی کاشت دوسری

[1] ایسی نشئی چیز کو پہاڑی لگڑی کہتے ہیں ۔

فصلوں کی طرح بوئی جاتی ہے ٭

اس جنس کے واسطے کھاد والی نرم اور زمین چاہیے یا آبادی کے قریب کی زمین ہونی چاہیئے ۔ یا وہ زمین کہ جس میں پچھلے سال یہ جنس بوئی گئی ہو ۔ اور پھر وہ زمین [illegible] خالی چھوڑی گئی ہو یا وہ زمین کہ جس میں [illegible] ۔ جوار ۔ چنے ۔ سن وغیرہ بوئے جاچکے ہوں ٭

اس جنس کے کھیت میں کھاد زیادہ ڈالنی چاہیئے ۔ ایک کھال میں اگر [illegible] من کھاد ڈالی جائے ۔ تو کافی ہے ٭

دریا کی اپھال سے جو مٹی کھیت میں پڑ جائے ۔ وہ طاقتور ہوتی ہے ۔ اس لیے اس میں کھاد ڈالنے کی ضرورت نہیں ۔ اگر ڈالی بھی جائے ۔ تو بہت تھوڑی اس ملک کے لوگ سارے کھیت میں کھاد ڈالتے ہیں ۔ جس سے کہ اس جنس کے پودے ہی کو نہیں ۔ بلکہ سارے کھیت کو فائدہ ہو جاتا ہے ٭

اگر صرف بیج کے بونے کی جگہ ہی کھاد ڈالیں ۔ تو اس سے پودے کے لئے زیادہ فائدہ مند ہوگا ۔ کیونکہ اس صورت میں ساری کھاد پودے کے کام ہی آئیگی ۔ اور پہلی صورت میں کھاد جڑوں سے دور

[illegible] کو [illegible] کہتے ہیں ۔ اور جو زمین آبادی کے قریب ہو ۔ اسکو [illegible] ۔ دیکھو مٹی کا سبق پہلے حصے میں ایسی زمین اس جنس کے بونے کے لیے اچھی ہے ٭

رہتی ہے - اس سبب سے کھاد کی کل طاقت پودے
کو نہیں پہنچ سکتی ۔

کھاد بہت گہری نہیں ڈالنی چاہئے - کیونکہ مکی
کے پودوں کی جڑیں اوپر ہی ہوتی ہیں - اور اس
طرح اچھی پرورش پاتی ہیں - اس جنس کے بونے
کے واسطے پانچ چھ دفعہ ہل جوتنے چاہئیں - جس
زمین میں پہلے سال موسم سرما کی فصل نہ بوئی ہو -
اس میں ہل چلانے شروع کر دینے چاہئیں یا بیج
کی فصل کاٹنے کے بعد ۔

اس جنس کے بونے کے لئے گہرے ہل چلانے کی
ضرورت نہیں ہے - کیونکہ اس جنس کے پودوں کی
جڑیں اوپر ہی اوپر [illegible] رہتی ہیں - اوپر کی
زمین[1] اگر نرم ہو - تو پرورش آسانی سے پاتی ہیں ۔

اس جنس کی بہت سی قسمیں ہیں - مگر پنجاب
میں یہ قسمیں زیادہ مشہور ہیں - ایک زرد رنگ کے
دانوں والی جو سرخی مائل ہوتی ہے ۔

دوسری قسم کی مکی کے دانے پہلی قسم کی مکی کے
دانوں سے بڑے اور موٹے ہوتے ہیں - مگر رنگ
روپ میں ویسی ہی ہے - جیسا کہ پہلی قسم کی مکی[2] ۔

تیسری جنس کی مکی دوسری جنس کی مکی سے پیدا

---

[1] ایسی زمین کو پنجاب میں [illegible] کہتے ہیں ۔
[2] پنجاب میں ایسی مکی کو [illegible] یا [illegible] کہتے ہیں ۔
[3] اس قسم کو پنجاب میں کالکی مکی کہتے ہیں ۔

ہو جاتی ہے۔ پہچان اس کی یہ ہے۔ کہ اس کے دانوں میں کچھ زردی ہوتی ہے۔ اور اس میں میدہ بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اور دانے بھی موٹے۔ زیادہ آسانی سے پستی ہے[1] ✣

چوتھی سفید مکی جس کو چٹی مکی بھی کہتے ہیں۔ سفید دانوں کے سبب سے پہچانی جاتی ہے[2] ✣

پانچویں سُرخ مکی۔ یہ مکی کسی خاص قسم کی نہیں۔ اور نہ اس قسم کی مکی کی جنس علیحدہ بوئی جاتی ہے۔ کسی مادہ ارضی سے اُس کی رنگت میں فرق آجاتا ہے۔ حکما ایسے مادہ کو سوداوی کہتے ہیں ✣

بعض لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ بونے کے وقت جس دانے پر مویشی کا پیشاب پڑ جائے۔ اُس سے جو پودے پیدا ہوں۔ اُن میں سُرخ دانے ہوتے ہیں ✣

کبھی ایک قسم کے بھٹے[3] میں دو تین قسم کی مخلوط رنگت کے دانے کوئی سُرخ۔ کوئی سفید۔ کوئی سُرخی مائل زرد پائے جاتے ہیں۔ وجہ یہ ہے۔ کہ اگر مختلف رنگت کے دانے بوئے جائیں۔ اور اُن کے منجریٰ[4] (بور) نکل آئیں۔ تو ہوا یا کسی دوسری وجہ سے دوسرے پودے کے بھٹے نکلنے والی کا نٹھ میں بالوں کے راستے ایک

---

[1] یہ قسم پنجاب میں دشہرے کے نام سے مشہور ہے ✣

[2] پنجاب میں ایسی مکی کو چٹی کہتے ہیں ✣

[3] مکی کے خوشے کو کہتے ہیں۔ جس کو پنجاب میں چھلی بولتے ہیں ✣

[4] مکی کے پودے کے سر پر جو بالیں ہوتے ہیں۔ اُس کو منجر کہتے ہیں ✣

قسم کے مُنجر کا پراگ کیسر اس پودے کے گربھ کیسر
میں پڑ جاتا ہے - اس طرح جو رنگ اصل دانوں کے
پودوں کا ہوگا - اُسی رنگ کے دانے پیدا ہونگے -
اس جنس کے رنگ کا تغیر و تبدل زمین کے رنگ
اور قسموں کے ساتھ بھی تعلق رکھتا ہے - اگر تیسری
اور چوتھی قسم کی جنس لال رنگت کی زمین میں بوئی
جائے - تو چند سال میں وہ دوسری قسم کے جنس کے
سے رنگ کی ہو جائیگی ۔

عام لوگ ایک کنال میں ڈیڑھ سیر تخم سے دو سیر
خام تک ڈالتے ہیں - اگر آدھ سیر پختہ فی کنال بیج
ڈالا جائے - تو اچھا ہے - اس کے پودے جس قدر
ایک دوسرے سے الگ ہونگے - اسی قدر پیداوار زیادہ
ہوگی[1] ۔

اس جنس کے بونے کا طریقہ یہ ہے - ایک آدمی
آگے آگے ہل چلاتا ہے - اور دوسرا آدمی اُس کے
پیچھے پیچھے قطاروں میں مناسب فاصلے پر بیج ڈالتا
جاتا ہے ۔

اس جنس کی کاشت کے لئے اچھا وقت دسویں
اساڑھ سے بیسویں اساڑھ تک ہے - یعنی برسات میں

---

[1] اس کی نسبت پنجاب میں یہ زمینداری مثل مشہور ہے -
ڈڈ پھوسی کنگنی ڈانگر ڈانگ کپاہ - بیض دی بُکل مار کے
چھلیاں وسے وچ بیاہ ۔

پہلی[1] بارش کے بعد جب زمین میں وتر آ جائے - تو یہ
جنس بوئی جاتی ہے - یہ عمدہ موقع ہے - اس وقت کی
بوئی ہوئی جنس میں پیداوار زیادہ ہوتی ہے - زیادہ
گرم اضلاع میں دس ستمبر کے بعد اخیر تک بونے
کے واسطے اچھا وقت ہے - سفید قسم ذرا دیر سے بوئی
جاتی ہے - اس لئے کہ وہ گرمی کی زیادہ برداشت نہیں کر سکتی ۔

پہلی بارش کے بعد جس قدر دیر سے یہ جنس بوئی
جائیگی - اُسی قدر پیداوار کم ہوگی ۔

اگر پہلی بارش میں زیادہ دیر ہو جائے تو امر ضروری
ہے - ایک کھیت بونے کا ہو - کہ بیج کے دو حصے
کر لیں - اُس کے بیج کے حصے کے واسطے نشان کر
بوئے جائیں - تو بیجائی سے دس دن پہلے اُس کی
فصل پک جائیگی - اور یہ عمل وہ نقص بھی رفع کر دیگا
جو برسات کے قبل از وقت شروع ہو جانے سے
اس جنس کے بونے کا موقع فوت ہو جانے سے پیدا
ہوتے ہیں - بونے سے ایک ہفتہ بعد اس کے پودے
نکل آتے ہیں - چار یا چھ دن کے بعد اگر زمین میں
وتر آ جائے - تو ایک نلائی دینی چاہئے - پھر جب
دس بارہ دن گزر جائیں - تو دوسری نلائی دیں - اور
بعض جگہ تیسری دفعہ بھی نلائی کرتے ہیں - نلائی کا کم
زیادہ کرنا زمین کی سختی - نرمی اور گھاس کی پیداوار
پر منحصر ہے - زمین اگر سخت ہو - یا گھاس زیادہ ہوگئی

[1] پنجاب میں البتہ بارش کے موقع کو پہلی چھٹی کہتے ہیں ۔

ہو۔ تو زیادہ نلائی کرنی مناسب ہے ؛

کھادوں کے علاقوں اور تری قسم کی زمین میں گھاس
زیادہ پیدا ہو جاتی ہے۔ وہاں اس لئے نلائی کی زیادہ ضرورت
ہوتی ہے۔ اس کی نلائی کی بابت یہ بات مشہور ہے کہ
اس کی نلائی دشمن سے کرانی چاہئے۔ وہ بیدردی سے
پودوں کو نلائی کے وقت خراب کر دیگا۔ اور پودے چونکہ
دور دور ہو جائینگے۔ پیداوار اچھی ہوگی۔ اور نلائی اگر
خود مالک کریگا۔ تو فصل اچھی نہیں ہوگی۔ کیونکہ وہ نلائی
کے وقت پودوں کے بچانے کی زیادہ احتیاط کریگا۔ نلائی
کے وقت اس کی جڑوں کے بچاؤ کی زیادہ احتیاط نہیں
چاہئے۔ اگر نلائی کے وقت کچھ جڑیں کٹ بھی جائیں۔ تو پھر
جلد پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس لئے اس کا نلانا آسان ہے۔
جب اس کو بوئے ہوئے ایک مہینہ کے قریب ہو جائے۔
تو زمیندار لوگ اس کے کھیت میں ہل[1] پھیر دیتے ہیں۔
اس کے بعد نلائی بند کی جاتی ہے۔ اگر پھر بھی گھاس
پیدا ہو جائے۔ تو گھاس کی نلائی ہونی چاہئے ؛

بعض لوگ ایک نلائی اس وقت بھی دیتے ہیں۔
جب اس جنس کے پودوں میں سوت نکلنے لگتا ہے۔
اس کا یہ فائدہ ہے۔ کہ بھٹے میں دانے خوب پڑتے
ہیں۔ اور پیداوار اچھی ہوتی ہے ؛

اب لوگ اس جنس کو پہلے کی نسبت گھنا بونے
لگ گئے ہیں اس خیال سے کہ بھٹے زیادہ پیدا ہونگے۔

---

[1] پنجابی زبان میں اس کو [illegible] کہتے ہیں ۔

اُتنی ہی زیادہ پیداوار ہوگی - مگر یہ غلط ہے - اگر
فصل گھنی ہوگی - تو نتیجہ یہ ہوگا - کہ بہت سے
پودوں میں تو خوشے ہی نہیں نکلینگے - اور اگر کچھ
نکل بھی گئے - تو اکثر کچے رہ جائینگے - کیونکہ بھٹوں
میں دانے نہ پڑینگے - ایسے گھنے کھیت کے پودوں
میں بھٹے چوٹی کے پاس نکلتے ہیں - پودوں کے نچلے
حصے میں نہیں آتے - وجہ یہ ہے کہ پھول کیسر پودے
کے منجر میں ہوتا ہے - کیونکہ کھیت میں پراگ کیسر
ہوا کے ذریعے اوپر اوپر کے پتوں کی گانٹھوں میں
ہی پڑتا ہے - نیچے کے پتوں تک نہیں پہنچتا - اس
سے اوپر کی گانٹھوں میں بھٹے پھوٹ نکلتے ہیں -
مگر درمیانی حصہ خالی رہ جاتا ہے - پرانا طریقہ دور دور
فاصلے پر بونے کا لوگ چھوڑتے جاتے ہیں - یہ ان
کی نادانی ہے +

گھنے بونے میں پودوں کے زیادہ ہونے کے سبب
زمین کی طاقت بہت سے حصوں میں تقسیم ہو جاتی
ہے - اور پودے پوری پوری پرورش نہیں پاتے -
ناطاقت اور کم زور رہ جاتے ہیں - اس کا لحاظ
رکھنا واجب ہے - غرضکہ اس جنس کی فصل جتنی
گھنی بوئی جائیگی - اُسی قدر کم فائدہ ہوتا ہے +

یہ جنس ایک جگہ سے اکھاڑ کر دوسری جگہ لگ سکتی
ہے[1] - اگر ایک جگہ اُس کے پودے کثرت سے پیدا ہوگئے

---

[1] ایسے طریقے کو پنجاب میں لاب کہتے ہیں +

ہوں اور دوسری جگہ خالی ہو۔ تو مینہ برسنے کے
وقت گھنی جگہ سے پودے اکھاڑ کر خالی جگہ میں
لگائے جائیں۔ تو وہاں ہی لگ جائینگے۔ اتنا خیال
ضرور چاہیئے۔ کہ چھ انچ سے کم پودے کا لگانا
اچھا ہے۔ اس سے بڑے پودوں کے لگانے اچھے
نہیں لگینگے ٭

بونے سے پہلے اس جنس کے کھیت میں پانی نہیں
دیا جاتا۔ اگر خشک سالی ہو یا اَور کوئی خاص صورت
ہو۔ تو پانی دیا جاتا ہے۔ بیج دینے کے بعد اگر بارش
نہ ہو۔ تو چار دفعہ پانی دینے سے فصل پک جائیگی۔
اگر بارش مناسب موقع پر کچھ عرصے کے بعد تھوڑی
تھوڑی بھی ہوتی رہے۔ تو بھی پیداوار کچھ نہ کچھ
ہو جاتی ہے۔ یہ بات تمام میں مشہور ہے۔ کہ اُس کی
فصل کے لئے کسی قدر خشک سالی موسم برسات میں
اچھی ہوتی ہے۔ اگر برسات زیادہ ہو جائے۔ تو
فصل خراب ہو جاتی ہے۔ وجہ یہ ہے۔ کہ پراگ کیسر
جو بھٹے[1] کی شکل میں ہوتا ہے۔ وہ بارش کے سبب
دُھل جاتا ہے۔ گربہ کیسر میں نہیں پڑتا۔ اس سبب
سے پیداوار میں بھی نقص پڑ جاتا ہے۔ اگر پودے
چھوٹے چھوٹے ہوں۔ تو گل جاتے ہیں۔ یا پیلے
پڑ جاتے ہیں۔ کیونکہ پودوں کی جڑوں میں رطوبت
زیادہ آجاتی ہے اور پرورش نہیں پا سکتے ٭

[1] پنجاب میں چھلی یا سٹہ بولتے ہیں ٭

اس کے پودوں میں عموماً پندرہ پتے نکلتے ہیں۔ جب پندرھواں پتا نکل آیا تو جانو کہ پودا اپنے قد کو پہنچ چکا ہے +

اگر پودے میں صرف ایک ہی بھٹا نکلے۔ تو عموماً نویں یا دسویں پتے میں ہوگا۔ اگر ایک سے زیادہ نکلیں۔ تو آٹھویں اور بارھویں پتے کے درمیان ہونگے۔ (یہ قاعدہ امریکہ کی اور سفید چھلیوں سے تعلق رکھتا ہے) ہر قسم کے جانور چرند پرند وغیرہ اس کی فصل کو نقصان پہنچاتے ہیں +[1]

[1] پنجاب میں یہ جانور ہیں۔ جو فصل کا نقصان کر دیتے ہیں:۔
اوّل۔ کفرا۔ یہ ایک قسم کا کیڑا ہے۔ کہ جب اس جنس کی کھیتی چھوٹی چھوٹی ہوتی ہے۔ تو اُس کو کاٹ ڈالتا ہے۔ یا تو اس جانور کو مار ڈالا جائے یا کھیت کے اندر کنارے کی طرف ڈھلوانی سطح کی مینڈ بنا دی جائے۔ یا کھائی کھود دی جائے۔ تاکہ وہ باہر سے آکر کھیت میں داخل نہ ہو جائے۔ جہاں بینگ کے درخت نہ ہوں۔ وہاں یہ جانور زیادہ پیدا ہوتا ہے +
دوسرے بھونڈے[2] یہ بھی ایک چھوٹا سا کیڑا ہوتا ہے۔

[1] یہ ایک قسم کا گنڈار ہے۔ اکثر پیلے رنگ کے زیادہ ہوتے ہیں۔ کچھ کچھ کالے رنگ کے۔ پنجابی زبان میں اس گنڈار کو کیڑا کہتے ہیں +

[2] پنجاب کے ملک میں اس کیڑے کو اس نام سے بولتے ہیں۔ اس کو بیبلی بھی کہتے ہیں +

چوہا بھی اس کا بہت نقصان کرتا ہے۔ جب اس جنس کے پودے زمین سے نکلتے ہیں۔ اُن کو کتر ڈالتا ہے۔ اور کھا جاتا ہے۔ اگر اچھا موسم ہو۔ تو انگوری چار روز میں نکل آتی ہے۔ اگر موسم خشک ہو۔ تو ایک ہفتہ لگتا ہے۔ ایسے وقت نقصان ہو جانے کا خوف بھی ہے۔ جب بیج زمین کے اندر رہینگے۔ تو چوہے نقصان کر دینگے۔ اگر چوہے کے بھٹ کے قریب کسی قدر جو کے دانے یا کپاس کے بنولے پھیلا دئے جائیں۔ تو چوہا اس کے کھانے میں مشغول رہیگا۔ اور بیج بچ رہیگا۔ بعض لوگ سنکھیا کی گولی سے بھی چوہے کو مار ڈالتے ہیں۔ مگر

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۷۱) جس وقت پودے میں پتے نکلتے ہیں۔ اُن کو کاٹ ڈالتا ہے اور کھا لیتا ہے۔ ایک ایک پودے کو تین تین چار چار کیڑے چمٹ جاتے ہیں۔ اگر بارش ہو جائے۔ تو پھر کیڑے مر جاتے ہیں ؞

تیسرے گتّ[1]۔ یہ بھی ایک جنس کا کیڑا ہے۔ اس جنس کی فصل میں پیدا ہو جاتا ہے۔ اور زمین کے اندر ہی اندر رہتا ہے۔ اور پودے کو جڑ سے کاٹ ڈالتا ہے۔ اس کیڑے کا رنگ سفیدی نما بھورا ہوتا ہے۔ مگر کھیت میں اچھی طرح نلائی کی جائے۔ تو اس عمل سے یہ کیڑا باہر نکل آتا ہے۔ پھر پرند کھا جاتے ہیں ؞

(۱) گتّ بضم کاف فارسی بہ تشدید تاے فوقانی۔ ایک گندار کا نام ملک پنجاب میں ہے ؞

سنکھیا کی گولی چوہا کھاتا نہیں ہے۔ اس سبب سے مرتا نہیں۔ البتہ وہاں سے بھاگ جاتا ہے +

گندھری بھی اس کے پودوں کو جبکہ چھوٹے چھوٹے ہوں۔ کاٹ ڈالتی ہے۔ اس کی حفاظت بھی کرنی چاہئے +

جب زیادہ سوکھا پڑ جائے۔ تو دیمک بھی اس جنس کے کھیت میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اور پودوں کو نقصان پہنچاتی ہے۔ ایسے وقت میں گوڈنا اور پانی دینا مفید ہے۔ اگر بارش ہو جائے۔ تو بڑا فائدہ ہے +

جب اس جنس کے پودوں میں بھٹے آجاتے ہیں۔ تو طوطا۔ کوّا۔ گیدڑ۔ سؤر وغیرہ خراب کرتے ہیں۔ دن رات کی حفاظت سے یہ قباحت دور ہو جائیگی +

بعض لوگ مکّی کو بہت گھنی اس واسطے بوتے ہیں۔ کہ مویشیوں کے واسطے چارہ ہو جائے۔ ایسی مکّی میں بھٹے بہت کم اور چھوٹے چھوٹے نکلتے ہیں۔ اُس کو سبز ہی کاٹ کر یا تو مویشیوں کو چرا دیتے ہیں۔ یا جمع کر لیتے ہیں۔ اور پھر موسم سرما میں دودھیل مویشیوں کو چراتے ہیں۔ مکّی کے بھٹے اُس سے اُتارے نہیں جاتے ہیں۔ اس کا چارہ بہت لذیذ اور مقوّی اور دود کا بڑھانے والا تصوّر ہوتا ہے۔ عام زمیندار اس چارے کو گاچا کہتے ہیں +

کنوار کے مہینے میں بھٹے پک جاتے ہیں۔ کٹائی دو طرح پر کی جاتی ہے۔ بعض دفعہ تو بھٹے سمیت پودے کو ایک یا دو فٹ کی اونچائی سے کاٹ کر کھیت میں

ہیں۔ اس قدر ضرور ہے۔ کہ سفید قسم کے بھٹے بجوران کو زیادہ چباتے ہیں۔ اس واسطے کہ وہ زیادہ لذیذ سمجھے جاتے ہیں۔ تیز بارانی اراضی کے بھٹے چاہی اراضی کی نسبت زیادہ مزیدار ہوتے ہیں +

جوار

اس ملک کی پرانی جنسوں میں سے ایک جوار بھی ہے۔ مویشیوں کے واسطے اس کا چارہ اعلےٰ درجے کا شمار ہوتا ہے۔ کیونکہ دوسرے چاروں سے زیادہ میٹھا ہوتا ہے۔ اور یہاں تک پسند ہے۔ کہ یہ جنس چری[1] کے نام سے مشہور ہو گئی ہے۔ مگر عام طور پر بانگر وغیرہ جنگل میں یہاں اس کی پیداوار زیادہ ہے۔ غلے کو جوار اور چارہ کو چری کہتے ہیں۔ جوار اور چری کا فرق بونے اور کھڑی فصل کے دیکھنے سے فوراً معلوم ہو جاتا ہے۔ قدیم سے اس جنس کو اس ملک میں بوتے چلے آئے ہیں۔ اس جنس کا غلہ انسان کے خرچ میں زیادہ آتا ہے۔ اور اس

[1] پنجاب کے بعض ضلعوں میں اس جنس کو چری کے نام سے مشہور کرتے ہیں۔ اور مکی کو جوار بولتے ہیں +

کے پتے اور بھٹے مویشیوں کے چارے کے کام آتے ہیں۔ اہل ہنود میں عورتیں ایک برت (روزہ) رکھتی ہیں۔ اُس وقت یہی جنس استعمال کرتی ہیں۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ اس جنس کی پیداوار کو قدیم سے اس ملک کے لوگ جانتے ہیں۔ یہ جنس ہر قسم کی زمین میں بوئی جاتی ہے۔ زمین خواہ اعلےٰ قسم کی ہو۔ خواہ ادنےٰ کی۔ کچھ نہ کچھ پیداوار اس میں ضرور ہو جائیگی +

اس کے بونے کے واسطے سب سے اچھی زمین وہ ہے۔ جس میں چکنی مٹی سُرخ یا سیاہ رنگ کی ہو۔ ایسی زمین میں اس جنس کی پیداوار اچھی ہوتی ہے۔ مگر عام طور پر لوگ اس کو کچھ ناقص قسم کی زمین میں بوتے ہیں۔ ایسی زمین میں جب ربیع کی فصل کاٹنے کے بعد اس جنس کو بو دیتے ہیں۔ تو اس جنس کے واسطے زمین کے جوتانے کی زیادہ ضرورت نہیں ہوتی۔ جس زمین سے ربیع کی فصل کاٹی گئی ہو۔ گویا وہ زمین اس جنس کے بونے کے واسطے پہلے ہی تیار ہو گئی ہے۔ صرف دو یا تین دفعہ ہل چلا کر بو دینا چاہئیے +

بعض زمیندار ہل چلائے بغیر اُسے بو دیتے ہیں پھر اوپر سے ہل پھیر دیتے ہیں +

یہ جنس تھوڑی بہت بارش کی بھی کسی قدر برداشت کرسکتی ہے۔ یہ جنسیں تین قسم کی ہوتی ہیں۔ چٹی

(سفید، پیلی، لال - ان تینوں قسموں کی پہچان دیکھنے سے ہو جاتی ہے - یا اس طرح پر اس جنس کی کھڑی فصل کو پہچان لیتے ہیں - اگر اس کے پودوں میں ابھی خوشے نہ نکلے ہوں - تو سفید[1] قسم کی جوار کا جو پتا ہوتا ہے - اُس کے درمیان کی لکیر سبزی نما سفید ہوتی ہے - دوسری دونو قسموں کے پتوں میں وہ دھاریاں سفید ہوتی ہیں - زرد اور سُرخ رنگ والی جوار کے خوشے بھی کھڑے ہوئے ہوتے ہیں - اور پتے اُن کے سُرخی نما ہوتے ہیں - زیادہ سبز نہیں ہوتے[2] ۔

سفید قسم سب سے اعلےٰ اور اچھی سمجھی جاتی ہے چارہ بھی اس کا میٹھا اور مزے دار ہوتا ہے - خوشہ مٹھے کی طرح بندھا ہُوا ہوتا ہے - اور اُس میں دانے زیادہ ہوتے ہیں - زیادہ کاشت اس کی باگڑ کے ملک اور ریاست پٹیالہ وغیرہ کی طرف ہوتی ہے - وہاں سے پنجاب کے دوسرے ضلعوں میں فروخت کے لئے جاتی ہے ۔

زرد اور سُرخ قسموں کی ایسی قدر نہیں ہوتی - جیسی اس سفید قسم کی کی جاتی ہے - دوسرے علاقوں میں اگر یہ بعض سفید ایسی زمین میں بوئی جائے - جس کی رنگت سُرخ ہو - تو اُس جوار کی رنگت اُس

---

[1] پنجاب میں اس قسم کی جوار کو تور کہتے ہیں ۔

[2] زرد اور قسموں کی جوار کو پنجاب میں کانگ بھی کہتے ہیں ۔

جنس کی حالت گرم ضلعوں میں ایسی ہی ہو جاتی ہے۔ اگر غلّے کے واسطے یہ جنس بونی ہو۔ تو فی گھماؤں تین سیر پختہ تخم ڈالا جائے اور اگر یہ جنس چارے کے واسطے کاشت کی جائے۔ تو اُس میں فی گھماؤں سولہ سیر تک ڈالا جا سکتا ہے۔ اور اُس کے ساتھ اُڑد۔ مونگ اور موٹھ ملا کر بھی بو دیئے جاتے ہیں جس سے چارہ عمدہ ہو کر مویشیوں کے واسطے زیادہ لذیذ ہو جائیگا۔ اگر زمین سخت ہو۔ تو ماش یا مونگ اس جنس کے ساتھ ڈال دیئے جائیں۔ اگر ریت والی زمین ہے۔ تو اُس جنس کے ساتھ موٹھ ملا دیئے جائیں ۔

بعض زمیندار اعلےٰ قسم کی زمین میں فی گھماؤں چوبیس سیر تک بیج بو دیتے ہیں۔ مگر وہ صرف چارے کے واسطے بوتے ہیں۔ اگر مناسب موقع پر اس جنس کو بویا جائے۔ تو بیج کم ڈالا جائیگا۔ اگر اصلی موسم کے بعد بونا ہو۔ تو زیادہ بیج ڈالنے کی ضرورت ہوگی۔ تاکہ سب سے پودے پیدا ہو کر چارے کے کام آئیں ۔

بونے کے بعد اس کی نلائی نہیں کی جاتی۔ صرف حفاظت کرنی پڑتی ہے۔ ستوار کے مہینے میں اس کو کاٹنا شروع کرتے ہیں۔ مگر غلّے کے واسطے اگر بوئی گئی ہو۔ تو کاتک کے مہینے میں کاٹی جائیگی۔ چارے کے واسطے تو بھادوں کے مہینے میں بھی کاٹ کر

مویشیوں کو چرانا شروع کر دیتے ہیں ÷

خشک سالی میں جب تک اس کے خوشے نہ نکلیں۔ مویشیوں کو اس کا چارہ زیادہ احتیاط سے دینا چاہیئے۔ خشک سالی کے سبب اس کے بعض پودوں میں کچھ زہر پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اُن کو کھا کر مویشی مر جاتے ہیں۔ زہریلے پودوں کی پہچان یہ ہے۔ کہ اُن کے پتے آپس میں لپیٹے کھا کر جڑے ہوئے ہوتے ہیں ان میں زہر زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے ان کو علیحدہ نکال کر پھینک دینا چاہیئے۔ اور باقی چارے کے واسطے رکھے جاویں۔ جب اس جنس میں خوشے نکل آئیں۔ تو پھر کچھ اندیشہ نہیں رہتا ہے۔ اگر ایسی چری کی کٹی ڈالی جائے۔ تو مٹی کچھ نقصان نہیں دیتی ÷

اگر اس کے پودے کاٹ کر ایک دو روز رکھے جائیں۔ اور پھر چرائے جائیں۔ تو بھی کچھ نقصان نہیں۔ صرف کھڑی فصل چرانی اچھی نہیں ÷

ابھی تک اس ملک میں یہ معلوم نہیں ہوا۔ کہ کیا وجہ ہے۔ کہ خشک سالی میں اس جنس کے پودوں کی یہ حالت ہو جاتی ہے۔ کئی لوگ یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ پتوں میں ایک قسم کے چھوٹے چھوٹے کیڑے پڑ جاتے ہیں۔ مویشی ان پتوں کو کھا جاتے ہیں۔ اس سبب سے مر جاتے ہیں۔ چونکہ یہ کیڑے نظر نہیں آتے ہیں۔ اس لئے اس بات پر یقین

نہیں سہتے۔ بعض یہ کہتے ہیں۔ کہ خشک ہو جانے کے سبب پتے مویشی کے حلق میں چمٹ جاتے ہیں۔ پھر دم لینے کے سبب رفتہ رفتہ سینہ کے ساتھ لگ جاتے ہیں۔ اور اس سے دھک کھانسی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور مویشی مر جاتے ہیں ٭

جو مویشی اس مرض سے بیمار ہو۔ اس کو چولہے کی راکھ گھول کر پلائیں یا جو کا آٹا کھلائیں۔ اس سے مویشی کو آرام ہو جاتا ہے۔ جب فصل کاٹ لی جائے۔ تو مکی کی طرح اس کے بھی تودے لگا دیتے ہیں۔ آٹھ دس دن کے بعد توشے نکال لیتے ہیں۔ پھر لٹھوں سے کوٹ ڈالتے ہیں۔ یا بیلوں سے دائیں چلا کر صفا کرتے ہیں۔ بھوسہ جو توشوں سے نکلتا ہے۔ وہ مٹی میں ڈال کر لپائی پتائی کے کام آتا ہے۔ اور پودوں کے پتے مع سٹّے و پتیوں کے چارے کے کام میں آتے ہیں ٭

اگر یہ جنس چارے کے واسطے بوئی جائے۔ تو اس کو ایسی حالت میں کاٹ لیا جائے۔ کہ ابھی تک سبز ہو۔ جب زیادہ خشک ہو جائیگی۔ تو لذیذ نہ ہوگی۔ اور پتے بھی گر جائینگے ٭

بعض زمیندار اس چارے میں سے موٹے موٹے توشے علیحدہ کر کے غلہ نکال لیتے ہیں۔ مگر اس میں سے دانے تھوڑے نکلتے ہیں ٭

بوئے جائیں - تو دوسرے تیسرے سال اس جوار میں دو دو تین تین شاخیں پھوٹ نکلینگی اور معمول سے زیادہ پیداوار ہوگی +

جوار کے غلّے کا آٹا پیس کر روٹیاں پکاتے ہیں۔ جو کھانے میں لذیذ ہوتی ہیں - اس کے دانوں کو بھون کر بھی چباتے ہیں - اور ابال کر گھونگنی بھی کھاتے ہیں - اور اس میں خشخاش بھی ڈالتے ہیں۔ جولیاں اور مرلی اس کے مشہور ہیں۔ بانگڑ کے ملک میں جہاں ایکھ پیدا نہیں ہوتا - وہاں اس کے پودوں کو گنّوں کی طرح چوستے ہیں - بلکہ گنّوں کے نام سے اس کے پودوں کو پکارتے ہیں +

پانچواں سبق

ماش (اڑد) مونگ اور موٹھ

یہ تینوں جنسیں دال کی قسم سے ہیں - ان کے بونے کے قاعدے اور پیدائش کے ڈھنگ ایک طریق پر ہیں - یہ جنسیں خریف کی پیداوار ہیں - اور تینوں اس ملک کی پرانی پیداوار سے ہیں - خصوصاً ماش تو اہل ہنود میں عام شادیوں کے موقع پر استعمال

ہوتا ہے۔ جب کوئی شادی ہوتی ہے۔ مبارک دن آتا ہے۔ تو پنجاب میں ثابت ماش کی دال پکاتے ہیں۔ دلی ہولی اُس دن نہیں پکاتے۔ اُس کو مبارک نہیں جانتے۔ ماش بونے کے لئے وہ زمین اچھی ہے۔ جو چکنی اور سخت ہو۔ یا جس زمین میں پلاس کے پودے پیدا ہوں ٭

موٹھ بونے کے واسطے ریت والی ورنرم یا ایسی زمین اچھی ہوتی ہے۔ جس کے اوپر تھوڑی تھوڑی ریت ہو اور نیچے ذرا سخت مٹی ہو ٭

مونگ کے بونے کے واسطے متوسط قسم کی زمین ہونی چاہیئے۔ جو نہ زیادہ سخت ہو اور نہ زیادہ نرم۔ مگر مونگ کی جنس تھوڑی بہت ریت والی زمین میں بھی ہو جاتی ہے۔ زیادہ طاقتور زمین میں یہ جنس اچھی ہوتی ہے۔ جو زمین ناقص ہو۔ اُس میں یہ اچھی نہیں ہوتی ٭

مونگ تین قسم کے ہیں۔ ہرے۔ پیلے۔ کالے ٭

ماش بالعموم دو قسم کے ہیں۔ ایک سیاہ رنگ کے دوسرے سنجوی۔ اچھی قسم کے ماش وہ ہیں جو پکانے میں جلد گل جائیں۔ ماش کے اچھے بُرے کی پہچان یہ ہے۔ کہ تھوڑے دانے مٹھی میں۔ لے کر مُنہ سے پھونکیں۔ اگر مُنہ کی بھاپ سے وہ تر ہو جائیں۔ تو اچھی قسم کے خیال کئے جاتے ہیں ٭

جب ماش کے پودوں کو پھلی لگ جائے۔ تو کتنا ماش

جس کو پنجاب میں گوارا کہتے ہیں - پہچانا جا سکتا ہے -
اُن کی پھلی اکثر لمبی اور گول ہوتی ہے - اور اُس پر
کچھ کھردرے بال سے ہوتے ہیں - رنگ زیادہ سبز
ہوتا ہے - یہ اصلی ماش ہوتے ہیں - اُن کی پھلی
بھورے رنگ کی سخت جیسی ہوتی ہے - مگر چھوٹی
کنگنا کی پھلی سے ہوتی ہے - جو ہوشیار زمیندار ہیں -
وہ کنگنا قسم کے پودوں کو اکھاڑ کر مویشیوں کو چرا
لیتے ہیں یا پکنے کے وقت اس کو علیحدہ کر لیتے
ہیں - اور دوسرے ماش علیحدہ - کنگنا ماش کی دال
اگر پکائی جائے گی - تو یہ گل جاتی ہے - بشرطیکہ اُس
میں دوسرے ماش کی ملاوٹ نہ ہو ✤

موٹھ کی بھی دو قسمیں ہیں - ایک سبز - دوسرے
سیاہ - اُن کے اچھے بُرے کی شناخت وہی
ہے - جو ماش کے واسطے لکھی گئی ✤

جہاں دو قسم کے ماش یا کنگنا یا موٹھ ملے جلے
ہوں - اُس کی دال اچھی نہیں ہوتی - جب ایسی دال
پکاتے ہیں - تو کچھ گل جاتی ہے - کچھ نہیں گلتی ہے -
جو دانے نہیں گلتے - اُن کو کنگنا کہتے ہیں - ان دو
جنسوں کو ملا کر نہیں بونا چاہیئے ✤

عموماً ان جنسوں کو ربیع کی فصل کاٹ کر بوتے
ہیں - یعنی جس زمین میں سے ربیع کی فصل کاٹی گئی
ہے - اُسی زمین میں یہ جنسیں بوئی جاتی ہیں ✤

ایسی صورت میں تو پانی دینے کی ضرورت

نہیں ہوگی۔ صرف ایک دو دفعہ جیٹھ اور ایک دفعہ اساڑھ
کے مہینہ میں ہل پھیر کر یہ جنسیں بو دی جائیں ٭
کھادر کی زمین جو بہت سخت ہو۔ اُس میں زیادہ
ہل پھیرنے کی ضرورت ہوگی۔ اُن کے کھیت میں کھاد
ڈالنے کی ضرورت نہیں۔ اگر یہ جنسیں زیادہ کھاد
والی زمین میں بوئی جائیں۔ تو فصل اچھی نہیں ہوگی۔
البتہ پودے بہت بڑھ جائینگے۔ ماش کبھی کبھی ایسی
زمین میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ اگر دریا کی طغیانی سے
نئی چکنی مٹی کھیت میں پڑ جاوے۔ اور اُس میں
طراوت باقی رہے۔ تو اس جنس کے واسطے مٹی سے
کھیت میں بغیر جوتنے کے بکھیر دینے چاہئیں۔ اس
طرح بونے سے بھی پیداوار ہو جاتی ہے ٭

ماش کے بونے سے زمین کم زور نہیں ہوتی۔ جیسا
کہ دوسری جنسوں کے بونے سے ہو جاتی ہے۔ بلکہ اس
کے بونے سے زمین کی طاقت بدستور رہتی ہے۔ کیونکہ
اُس کی جڑیں زمین میں سے ایمونیا کھینچ کر اوپر کی
سطح میں ڈالتی ہیں۔ ماش کا بیج ایک کنال میں دو سیر
تک ڈالا جاتا ہے ٭ اخیر ساون سے شروع بھادوں
تک اسے بوتے رہتے ہیں ٭

اس کے بونے میں جتنی دیر ہوگی۔ اُتنی قدر زیادہ
بیج زمین میں ڈالا جاویگا۔ اس جنس کو مکئی۔ جوار
وغیرہ جنسوں کے ساتھ ملا کر بھی بوتے ہیں۔ اس
حالت میں اس کے بیج کی تعداد نصف کر دی جاتی ہے ٭

مونگ کا بیج ایک کنال میں آدھ سیر پختہ ڈالا جاتا ہے۔ اگر اس کے بونے میں بھی دیر ہو جائے۔ تو بیج زیادہ پڑیگا۔ ابتدائے ساون سے اخیر تک مونگ بوتے رہتے ہیں۔ جوار۔ باجرہ۔ تل وغیرہ کے ساتھ ملا کر بھی بو دیتے ہیں۔ ایسی حالت میں بیج نصف ڈالنا چاہئے ◆

موٹھ کا بیج ایک کنال میں ڈیڑھ پاؤ ڈالنا چاہئے۔ اور برسات کی حالت کے مطابق بیساڑھ سے اخیر ساون تک بوتے رہتے ہیں۔ اور کبھی کبھی شروع بھادوں تک بھی جبکہ گرمی زیادہ ہو۔ بو دیتے ہیں۔ مگر اس قدر دیر کے بعد اس کے پودے پھیلتے نہیں۔ اس جنس کو بھی جوار باجرے کے ساتھ ملا کر بو دیتے ہیں۔ جب یہ جنس جوار کے ساتھ ملا کر چارے کے واسطے بوتے ہیں۔ تو بیج زیادہ ڈالتے ہیں۔ بونے کے وقت کھیت میں نم کا ہونا ضروری ہے۔ اگر مٹی خشک ہوگی۔ تو ان جنسوں کے پودے پیدا نہیں ہونگے۔ بونے کے بعد تیسرے چوتھے روز اس کے پودے زمین سے پھوٹ پڑتے ہیں۔ اگر چھوٹے چھوٹے پودوں پر بارش زیادہ ہو جائے۔ تو فصل کو نقصان ہوگا۔ ان کو نلائی کی ضرورت نہیں۔ البتہ اگر مکی وغیرہ جنسوں کے ساتھ ملا کر بوئی گئی ہوں۔ تو اس کے ساتھ نلائی ہو جائیگی ◆

ماش کے واسطے نلائی کی ضرورت مطلق نہیں۔ اس

کے پودے گھاس سے اونچے ہوکر گھاس کو دبا کر پھیل جاتے ہیں۔ ماش اور موٹھ میں اگر گھاس زیادہ ہو جائے۔ تو زمیندار اس کو نہیں نکالتے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں۔ کہ اگر گھاس نکال دی جائے۔ تو آخر دنوں کی سردی ان کو بعض وقت نقصان پہنچائیگی۔ گھاس کے ہونے سے سردی کم اثر کرتی ہے۔ یہ خیال اُن کا درست ہے۔ ان جنسوں کو پانی نہیں دیا جاتا ہے۔ کھادر کے علاقے میں اگر دریا کی رَو آجائے۔ تو اُن جنسوں کو وہاں خود بخود پانی لگ جائیگا +

مونگ اور موٹھ کو پانی زیادہ نقصان کرتا ہے۔ موٹھ کے کھیت میں اگر بارش کا پانی کھڑا ہو جائے۔ اور پھر مطلع صاف ہوکر چاندنی کی چمک اس پر پڑے۔ تو فصل کو نقصان ہوتا ہے۔ پتے سپید رنگت کے ہو جاتے ہیں۔ ساون میں ان تینوں جنسوں کو بارش کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔ اگر ساون میں بارش نہ ہو۔ اور اساڑھ اور بھادوں میں بارش ہو جائے۔ تو بھی ان جنسوں میں پھل نہیں لگیگا۔ اگر کچھ پھل آتا ہے۔ تو تھوڑا +

اگر موٹھ میں پھل پھول آیا ہو۔ تو پروائی

لہ پنجاب میں یہ مثل مشہور ہے۔ ماش کی جانی گھاہ۔ چھولے کی جانی واہ۔ جٹ کے جانے راہ۔ یعنی ماش کو گھاس کی کیا پرواہ ہے۔ اور چنے کو قلبہ رانی کی۔ اور جٹ کو راستے کی کیا پرواہ ہے +

بھی پہنچنے کو بڑا نقصان پہنچے ۔

پندرھویں مارچ سے آخر مارچ تک یا پندرھویں اپریل تک یہ جنسیں کاٹنے کے قابل ہو جاتی ہیں ۔

اور جنسوں کے کاٹنے کا یہ پہچان ہے کہ ان کی بالیاں پک کر خشک ہو جاتی ہیں ۔ اور سب پودوں کی رنگت سیاہ و مائل بزردی سونے کی طرح ہو جائے ۔ اس وقت اسکو کاٹ لینا چاہئے ۔

کٹی ہوئی فصل جب خشک ہو جاتی ہے ۔ تو پہلے بیج اور پھلیاں جھاڑ کر لکڑیوں سے جدا کر لیتے ہیں ۔ ان لکڑیوں کے ساتھ اگر کچھ پھلیاں اور بیج رہ جائیں ۔ تو ان پر دائیں چلائی جاتی ہیں ۔ جس سے لکڑیاں ٹوٹ کر بھوسہ بن جاتی ہیں ۔

بیج اور پھلیاں جو علیحدہ کئے گئے تھے ۔ ان میں سے پھر پھلیاں جدا کر کے صاف کر لیتے ہیں ۔ اس طرح غلہ اور بھوسہ جدا ہو جاتا ہے ۔ غلہ تو دال کے کام آتا ہے ۔ دال سے کئی قسم کے پکوان اور مٹھائیاں تیار ہوتی ہیں ۔ اور بھوسہ مویشیوں کو کھلاتے ہیں ۔

یہ بھوسہ مویشیوں کے واسطے عمدہ اور مقوی غذا ہے ۔ اسی سبب سے گیہوں[1] اور جو کے بھوسے کی نسبت گراں فروخت ہوتا ہے ۔

---

[1] پنجاب میں گیہوں اور جو کے بھوسے کی توڑی یا چٹا بھو ۔ اور ان جنسوں کے بھوسے کو کریٹا بھو کہتے ہیں ۔

کبھی کبھی اس بھوسے کو گیہوں اور جو کے بھوسے
کے ساتھ ملا کر مویشیوں کو کھلاتے ہیں۔ اس کی
لذت سے سارا بھوسہ خوشی سے کھا جاتی ہے۔ گویا یہ
بھوسہ اس بھوسے میں ذائقے کا کام دیتا ہے۔

عام لوگوں کا خیال ہے۔ کہ برسات کے بعد بھوسہ
خراب ہو جاتا ہے۔ یہ خیال درست نہیں۔ اگر بھوسہ
ٹھیک طرح رکھا جائے۔ اور برسات میں سیل نہ جائے۔
تو وہ کئی سال تک خراب نہیں ہوگا۔ اگر اس کو
سیل پہنچ گئی۔ تو گل جائیگا۔ اور مویشیوں کے چارے
کے لائق نہ رہیگا۔

چھٹا سبق

کپاس

یہ جنس اس ملک کی ضروری اور تجارتی چیزوں
میں سے ہے۔ انگلستان اور اور ملکوں میں بمبئی اور
کراچی وغیرہ کے راستہ کثرت سے بھیجی جاتی ہے۔ اگر
اچھے طریق اور محنت سے یہ جنس بوئی جائے۔ اور
آب و ہوا اور موسم اس کے خلاف نہ ہو۔ تو اس
کی فصل سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اس کی پیداوار
سے آمدنی بہت ہوتی ہے۔ تجارت میں گیہوں سے

بھی یہ جنس مقابلہ کرتی ہے +
اس ملک کی کپاس کا ایسا لمبا تُرواں نہیں ہوتا۔ جیسا کہ ملک امریکہ اور جزیرہ بوربون کی روئی کا۔ لیکن مضبوط زیادہ ہوتا ہے۔ اس واسطے یورپ کے ملکوں میں اس ملک کی روئی پسند کی جاتی ہے۔ اس کو گہری اور نیچی زمین میں بونا اچھا نہیں۔ جہاں پانی کے کٹھے رہنے کا احتمال ہو +
اس کے بونے کے واسطے ایسی زمین اور مٹی چاہیئے۔ جیسا کہ ایکھ کے بونے کے واسطے ہو نہ بہت طاقتور ہو۔ اور نہ بہت کم زور۔ اوسط درجے کی ہو۔ لال یا اودی رنگت کی مٹی جو سخت نہ ہو۔ بہت اچھی ہے۔ گاؤں کے گرداگرد کی زمین یا وہ چکنی زمین جو دریا کے اُتراؤ سے نئی پڑ جائیگی۔ اس کے لیئے اچھی نہیں۔ کیونکہ وہ زمین زیادہ طاقتور ہوتی ہے۔ اس میں پودے بہت لمبے بڑھ جائینگے۔ اور کپاس کے کھینٹ کم لگینگے +
اس جنس کی بہت قسمیں ہیں۔ بوتے بوتے مخلوط ہوگئی ہیں۔ کہ اب ان کی تمیز نہیں ہوسکتی۔ البتہ پھولوں کی رنگت سے جداگانہ قسموں کی پہچان ہوتی ہے۔ اس کے سوا بہت سی قسمیں دوسری ولایتوں سے لاکر

لہ یہ ضرب المثل کماد چلیے کپاہ ٹکیے یعنی نشیب کی زمین میں (ایکھ) یعنی کماد اچھی ہوتی ہے۔ اور اونچی زمین میں کپاس دیکھو سبق ایکھ کا +

اس ملک میں بوئی گئی ہیں۔ وہ بھی اس کے ساتھ ہی مخلوط ہو گئی ہیں +

عام طور پر اس وقت صرف دو قسموں کی تمیز باقی ہے۔ ایک وہ جس کے پتے ذرا چوڑے ہوتے ہیں۔ اور جہاں سے پتوں کے جوڑ جدا جدا پانچ ٹکڑوں میں ہوئے ہیں۔ وہ بہت لمبے نہیں ہوتے۔ دوسری وہ قسم ہے۔ جس کے پتے لمبے انگلیوں کی طرح جداگانہ پانچ حصّوں میں منقسم ہیں +

پہلی قسم کی جنس میں زیادہ پھل لگتے ہیں۔ اور دوسری قسم کی جنس میں پھل کم آتے ہیں۔ لیکن دوسری قسم کی کپاس پہلی قسم کی کپاس سے حیثیت اور روئی میں اچھی ہوتی ہے۔ اس واسطے کہ اُس کا رُواں لمبا اور مضبوط اور بنولہ چھوٹا ہوتا ہے۔ اس سبب سے اسی جنس کے بنولے اس ملک میں لائے گئے ہیں۔ مگر ابھی اس کے بونے کا رواج نہیں ہُوا۔ اور شاید اس کی پیداوار ابھی تک خاطر خواہ ہوتی ہے۔ ایک اور قسم کی جنس دکھن کے ملک سے آئی ہے۔ جس کو ناگپوری کپاس کہتے ہیں۔ اس کا پودا اونچا ہوتا ہے۔ اور زیادہ پھیلتا ہے۔ اور کوئی کوئی پتے اس کے پودے میں ایک ایک فٹ کے قریب چوڑے ہوتے ہیں۔ اس کے پودے اس طرح پر بوئے جاتے ہیں۔ کہ درمیانی فاصلہ ان کا پندرہ فٹ کا ہو۔ اور ایک ہی پیڑ اس کا دس بارہ سال

پیداوار دیتا رہتا ہے - اس جنس کا بونا ابھی تک اس ملک میں جاری نہیں ہوا +

غرضیکہ جس کپاس کا رُواں لمبا اور مضبوط ہو- اور روئی زیادہ نکلے - بنولے چھوٹے ہوں- وہ سب سے اچھی ہے +

اس جنس کے بونے کے لئے زیادہ گہرے ہل چلانے چاہئیں - کیونکہ اس کی جڑیں بہ نسبت دوسری جنسوں کے زمین کے نیچے زیادہ جاتی ہیں - نیچے کی زمین جتنی زیادہ پولی اور نرم ہوگی - اُسی قدر زمین میں اس کی جڑیں اِدھر اُدھر زیادہ پھیلینگی - اور زمین کے عرق کو زیادہ چوسینگی +

اس جنس کے بونے کے لئے اگھن کے مہینے میں ہل جوتے جائیں - اور آٹھ یا دس دفعہ ہل پھیرنے ہونگے - اگر زمین زیادہ سخت ہو - تو اُس سے زیادہ ہل چلانے اور سوہاگہ پھیرنے کی ضرورت ہوگی - غرضیکہ تو انچ گہری مٹی پولی اور نرم ہو جائے - تو اچھی ہے - عمدہ اور موٹے بنولے تلاش کرکے گوبر میں اُن کو ملائیں - کہ دانہ دانہ اُن کا جدا جدا ہو جائے - جہاں کپاس کا بیج اچھا نہ مل سکے - دوسری جگہ سے منگا کر بونا مناسب ہے - پھر اگر احتیاط سے یہ جنس بوئی جائے - تو بیج اچھا پیدا ہو جائیگا +

لیکن اس بات کا بھی خیال چاہیئے - کہ جو تخم دوسری جگہ کا یہاں بویا گیا - پھر اُس زمین سے جو

تخم پیدا ہوگا - اُس میں پتوں کی تھوڑی اور شعلہ کی خوبیں
رہتی ہے - جیسے کہ اصلی جگہ میں اس کی حالت ہے -
اگر پھر دوسرے تیسرے سال اس اصلی جگہ سے
بیج منگا کر بوئے جائیں - تو ہمیشہ اچھی پیداوار
ہوگی ؛

اس جنس کو اگر آبی قسم کی زمین میں بویا جاوے -
تو بہتر ہے - کہ چوڑی نالیاں کھود کر اُس میں کھاد
ڈالیں - پھر کناروں میں اُس کو بوئیں - اس میں
یہ فائدے ہیں - ایک تو کھاد صرف نالیوں میں پڑیگا -
کل کھیت میں ڈالنے کی ضرورت نہ ہوگی - دوسرے
کل کھیت میں پانی دینے کی ضرورت نہ ہوگی - صرف اُن نالیوں
میں دیا جائیگا - تیسرے کپاس کے چننے میں سہولت ہوگی -
چوتھے نلائی بھی آسانی سے ہو جائیگی ؛

اس ملک میں کپاس کے بونے کے دو وقت
ہیں - ایک تو چیت کے مہینے میں بوئی جاتی ہے -
دوسرے اساڑھ کے مہینے میں[1] ؛

پیداوار میں چیت کے مہینے کی کپاس اچھی ہے -
اساڑھ کے مہینے میں جو کپاس بوئی جاتی ہے - اُس
کے پھولنے اور پکنے کے وقت سردی کا موسم آ جاتا

[1] جو کپاس چیت کے مہینے میں بوئی جاتی ہے - پنجاب میں
اُس کو تو چیتری کپاہ کہتے ہیں - اور جو اساڑھ کے مہینے
میں بوئی جائے - اُس کو جیٹھڑی کہتے ہیں ؛

ہے - اس واسطے اس کی پیداوار کم ہوتی ہے - کہ
اُس کی کھٹی[1] دوسرے سال کے واسطے رکھی جائے -
تو فائدہ ہے - مگر جو اضلاع گرم ہیں - ان میں چیت
کے مہینے کی بوئی ہوئی کپاس اچھی نہیں رہتی ہے -
جیٹھ کی گرمیوں میں خراب ہو جاتی ہے - اور آندھی
سے بھی اُس کو نقصان پہنچتا ہے - جو اساڑھ مہینے
میں بوئی گئی ہو - وہ ان نقصوں سے بچ جاتی ہے -
اور بہ سبب گرم ضلع ہونے کے سردی سے خوف بھی
نہیں ہوتی - بعض لوگ گیہوں کاٹ کر اسی کھیت میں اساڑھ
مہینے میں کپاس بو دیتے ہیں - ایسی زمین میں گھاس وغیرہ
کم پیدا ہوتی ہے - اس کی یہ مثل دامن کوہ کے علاقوں میں
مشہور ہے - کنک ڈڈھ کپاہ راہ - نہ نکے ڈھیلا نہ نکے گھاہ -
یعنی کنک کو کاٹ کر کپاس بودو - نہ ڈھیلا پیدا ہوگا - اور نہ گھاس +
بہ نسبت سابق کے اس جنس کو اب زمیندار لوگ
گھنی بوتے ہیں - یہ اُن کی غلطی ہے - اگر اُس کے
پودے دُور دُور بوئے جائیں - تو پیداوار زیادہ ہوگی -
ہر ایک پودے کا درمیانی فاصلہ کم از کم دو دو فٹ
ہونا ضرور ہے - اس سے کم نہیں ہونا چاہئے + دو
دو تین تین بنولے ایک ایک جگہ ڈالنے مناسب ہیں -
شاید اُن میں کوئی بیج ناقص ہو - تو دوسرا پیدا ہو جائیگا -
اور جگہ خالی نہ رہیگی - اگر سب بیج پیدا ہو گئے -
تو نلائی کے وقت نکال سکتے ہیں - اگر ایک جگہ

[1] کھٹی کو پنجاب میں مونڈھی بولتے ہیں +

سے کبھی پودے اُگ نکلیں۔ تو نلائی کے وقت ضرورت
کے موافق رکھ لی جائیں۔ اور باقی نکال دینی چاہئیں۔
اس کا بیج عام زمیندار ایک گھماؤں میں تین سیر سے
چار سیر تک ڈالتے ہیں۔ مگر یہ تعداد زیادہ ہے۔ اگر
ایک پھر فی کنال یا دو سیر فی گھماؤں ڈالا جائے۔
تو کافی ہے۔ زمیندار کہتے ہیں۔ کہ اگر یہ جنس چاند
کے بڑھنے کے دنوں میں بوئی جائیگی۔ تو پیداوار اچھی
ہوگی۔ اور برعکس اس کے اُن دنوں میں جب چاند
گھٹتا ہے۔ پیداوار ناقص ہوگی ؎

بونے کے دس روز بعد اس کے کھیت میں پہلی دفعہ
نلائی کی جاتی ہے۔ پھر جب پودے نکل آئیں اور قریب
ایک فٹ یا کچھ کم قد کے ہو جائیں۔ تو پھر اُس
میں ہل چلا دئے جاتے ہیں۔ اس سے دو فائدے
ہونگے۔ ایک تو زمین پولی ہو جائیگی۔ دوسرے بارش
کا پانی ہل کے کونڈوں میں رہیگا۔ باہر نہیں جائیگا۔
اور پودے بھی بیگلے ہو جائینگے۔ جس سے زمین گیلی رہیگی
اور پودے خاطر خواہ پرورش پائینگے ؎

جب اس میں پھول آتا ہے۔ تو بعض زمیندار
ایک دفعہ پھر نلائی کر دیتے ہیں۔ اس میں فائدہ
یہ ہو جاتا۔ کہ پھول نہیں جھڑتے۔ اور پھل اچھے
آتے ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ پھول کے نکلنے
وقت سے پھل کے ختم ہونے تک جو دن ہیں۔
وہ اس فصل کے لئے بہت محنت اور ضرورت

کنوار کے مہینے میں اس کی چنائی شروع ہو جاتی ہے۔ تیسرے یا پانچویں روز چنتے ہیں۔ کپاس کی چنائی کا کام عموماً عورتیں کرتی ہیں۔ اگر گھر کی عورتیں چنائی کے واسطے کافی نہ ہوں۔ تو دوسری عورتیں مزدوری پر بلا لی جاتی ہیں۔ ان کو چنائی کے عوض کپاس سے کچھ حصہ دیا جاتا ہے۔ جو عموماً پانچواں حصہ ہوتا ہے۔ اگر زیادہ سردی نہ پڑے۔ تو ماہ اگھن تک چنائی ہوتی رہتی ہے ؎

چنائی کے وقت اگر اچھی اچھی کپاس علیحدہ رکھی جائے۔ اور ناقص قسم کو جدا کر لیا جائے۔ تو مناسب ہے۔ اس میں کچھ محنت زیادہ نہیں ہوتی۔ جو عمدہ کپاس ہوگی۔ اس کے بنولے اگر اگلی فصل میں بوئے جائینگے۔ تو پیداوار اچھی دینگے ؎

جب کپاس کی چنائی ہو جائے۔ تو گھر لے جا کر سایہ میں خشک کر لی جائے۔ اس کی احتیاط چاہئے۔ دھوپ میں ہرگز خشک نہ کی جائے۔ اگر دھوپ میں خشک کی جائیگی۔ تو اس کی ملائمت اور چمک کم ہو جائیگی۔ اور مضبوطی میں بھی فرق آ جائیگا ؎

خشک ہو جانے کے بعد بیلنے میں بیل کر بنولے اور روئی جدا کر لی جائے۔ بعض بنولے بھی بیچ ڈالتے ہیں۔ مگر جن کے گھر میں مویشی ہوں۔ وہ بنولے نکال کر اپنے مویشی کو کھلاتے ہیں۔ بنولوں کے کھلانے سے دودھ دینے والے مویشی کو فائدہ ہوتا ہے۔

دود بڑھ جاتا ہے - اور مکھن زیادہ نکلتا ہے +

ساتواں سبق

سن

یہ ریشہ دار پودا اس ملک کی پیداوار معلوم ہوتا ہے - اور پہلے سے اس کے بونے کا رواج چلا آتا ہے - یہ ثابت ہوگیا ہے - کہ پہلے یہ جنس خود رو تھی - پہاڑی علاقوں میں بعض بعض جگہ اس کے پودے اب بھی خود رو پائے جاتے ہیں[1] +

زمینداروں کے کام کے واسطے نہایت ضروری شے ہے - اس کے رسے رسیاں بنائے جاتے ہیں - جو مویشی باندھنے - پانی نکالنے اور تنگڑ وغیرہ بنانے کے کام آتے ہیں - پہاڑی علاقوں میں تو بجائے سن کے بھنگ کے پودوں کا سن نکال کر کارروائی کر لیتے ہیں +

اس ملک میں دو طرح کی سن ہوتی ہے - ایک سن - دوسرے پٹ سن[2] - پہلی سن تمام کھیت میں کسی قسم کی ملاوٹ کے بغیر بو دیتے ہیں - اور دوسری

---

[1] دریافت سے معلوم ہوا - کہ پہلے یہ خود رو سن چیجو کے نام سے پکارا جاتا تھا +

[2] پنجاب میں اس سن کو سن گکڑا کہتے ہیں +

سن کو دوسری جنسوں کے کھیتوں کے کناروں کنارے بوتے ہیں۔ اس جنس کی کاشت کے واسطے نشیب دار زمین اچھی ہوتی ہے۔ اونچی زمین میں اس کی پیداوار اچھی نہیں ہوتی۔ سب سے عمدہ اراضی اس جنس کے بونے کے واسطے وہ ہے۔ جو نیچے سے ذرا سخت ہو اور اوپر سے ریتلی۔ ایسی زمین میں اس کے پودوں سے سن زیادہ نکلیگا اور سنولی[1] کم۔ اس واسطے کہ اس کی سنولیاں ایسی زمین میں باریک ہو جاتی ہیں۔ سخت زمین میں سن تھوڑا نکلتا ہے۔ اور سنولی موٹی ہو جاتی ہے۔ ایسی بہت گہری زمین بھی نہ ہو جس میں پانی کھڑا رہے۔ یا وہ زمین جس میں دریا کے انڈاؤ سے اچھل کر جدید مٹی پڑ گئی ہو۔ ریت والی زمین میں اُس کی پیداوار اچھی نہیں ہوتی۔ بلکہ ریت اُڑ کر پودوں کو نقصان پہنچاتی ہے۔ جبکہ وہ بہت چھوٹے چھوٹے ہوں۔ اس جنس کو ایک ہی زمین میں بونا مناسب نہیں ہے۔ بلکہ کھیت بدل بدل کر بونا چاہئے۔ اس میں یہ فائدہ ہے کہ جس زمین میں یہ جنس بوئی جاتی ہے۔ اُس کی طاقت بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ اس کے پتے بھی کھاد کا کام دیتے ہیں۔ اور جڑیں بھی جلد گل کر زمین کو طاقت پہنچاتی ہیں +

امونیا[2] کی تاثیر اس میں زیادہ ہوتی ہے۔ جو دوسری

---

[1] سنولی کو پنجاب میں سونگیاں کہتے ہیں +

[2] نوشادر کی تاثیر کو امونیا کہتے ہیں +

جنس کے پودوں کے واسطے بہت مفید ہے ٭

دوسرے اگر سن کی جگہ سن ہمیشہ بویا جائے۔ تو پیداوار اچھی نہیں ہوگی۔ کیونکہ جس مادہ سے یہ پودا مرتب ہے۔ وہ مادہ ہمیشہ سن کے بونے سے کم ہو جائیگا۔ اس واسطے کہ سن کی جڑیں دوسری جنس کو طاقت دیتی ہیں۔ اپنی جنس کو فائدہ نہیں دیتیں۔ سن کا فضلہ سن قبول نہ کریگا۔ یہ امر ثابت ہے۔ کہ کوئی شے اپنے فضلے کو پسند نہیں کرتی۔ اگر ترکاری وغیرہ کے کھیت میں یہ جنس بوئی جائے۔ تو اچھی پیداوار ہونے کی امید ہے۔ کیونکہ ترکاری کے بونے سے زمین پولی ہو جاتی ہے۔ اور گیلا پن زیادہ رہتا ہے۔ جو اس جنس کو چاہئے ٭

پہاڑی علاقوں میں اس جنس کی جگہ بھنگ بوتے ہیں۔ عموماً گھروں کے قریب بہت کھاد والی اراضی میں بوئی جاتی ہے۔ اس کا سن بہت عمدہ۔ نرم اور مضبوط ہوتا ہے۔ اس کے پودے بہ نسبت سن کے بہت لمبے اور موٹے ہو جاتے ہیں۔ بھنگ کی سن کو معمولی سن کے مطابق پانی میں دبا کر اور چند روز پانی میں رکھ کر نہیں نکالتے۔ بلکہ جب اس کی ڈنڈی کی رنگت نیچے سے بدل جاتی ہے۔ تو کاٹ لیتے ہیں۔ اور سکھا کر سن نکال لیتے ہیں ٭

سن کے بونے کے لئے اچھی گہری زمین جوتی جائے۔ تین چار دفعہ ہل چلائے جائیں۔ اگر زمین نرم اور

ہیں۔ اگر ذرا بھی دب جائیں۔ یا پاؤں کے تلے آ جائیں۔ تو فوراً ٹوٹ جاتے ہیں +

کاتک کے مہینے کے اخیر یا شروع اگھن میں اس کے پودے پک جاتے ہیں۔ اور کاٹ لینے کے قابل ہو جاتے ہیں +

اس جنس کے پودوں کے پک جانے کی یہ پہچان ہے۔ کہ پھول نکل کر مرجھا جاتے ہیں۔ لکڑی کا رنگ نیچے سے بدل جاتا ہے۔ اور جب کچھ دانے کچے ہوں اور کچھ پکے۔ پھلی کے بیج ہلانے سے چھنکنے لگیں۔ تو پھر کاٹ لینے چاہئیں +

اگر سن کا بیج اگلے سال کے واسطے مطلوب ہو۔ تو اُس کے پودے جن سے بیج اُتارا جائے۔ کھیت ہی میں چھوڑ دئے جائیں۔ جب وہ کھیت میں خشک ہو جائیں۔ تب اُن کو کاٹ لیں +

سن کے پودے دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک نر دوسرے مادہ۔ اُن کی پہچان یہ ہے۔ کہ نر میں پھول زیادہ آتے ہیں۔ اور پھل کم لگتا ہے۔ اور مادہ میں پھول کم لگتے ہیں۔ اور پھل زیادہ +

اگر اس کا بیج رکھا جائے۔ تو نر کی قسم کے پودے کاٹ کر جدا کر لینے مناسب ہیں۔ مادہ کے پودوں کا تخم رکھا جائے۔ بونے کے واسطے مادہ قسم کے پودوں کا تخم اچھا ہوتا ہے۔ یہ بات محنت کرنے اور پہچاننے سے آتی ہے۔ اس واسطے زمیندار ایسا

نہیں کرتے ہیں +

بعض زمیندار تو اس جنس کے پودوں کو درانتی سے کاٹ لیتے ہیں - اور بعض جڑوں کے ساتھ زمین سے اُکھاڑ لیتے ہیں - درانتی سے پودوں کا کاٹ لینا اچھا ہے - ایک تو جڑیں زمین میں رہینگی - جن سے زمین میں طاقت آئیگی - دوسرے سن کے اُتارنے میں آسانی ہوگی +

جب پودے کاٹ لیتے ہیں - تو اندازے کے مطابق پولا باندھتے ہیں - پھر دو تین دن گذر جانے کے بعد اُن پولوں کو پانی میں ڈال دیتے ہیں - اگر ممکن ہو - تو رواں پانی میں اُن کو رکھا جائے - ایسے طور پر کہ پانی میں تیرتے رہیں - نیچے زمین سے نہ لگ جائیں اور احتیاط کے ساتھ پانی کے ایسے موقع پر رکھیں - کہ نہ تو زیادہ گل جائیں اور نہ بہت خشک رہیں - جب اوپر کا چھلکا پھول کر اُترنے لگے - اور لکڑی علیحدہ ہو جائے - اُس وقت اُن کو پانی میں خوب دھو کر نکال لینا چاہیئے - اگر اُن میں مٹی لگی ہوگی - تو سن کی رنگت خراب ہو جائیگی - اور کم زور بھی ہوگا - ایسا سن سستا بکتا ہے - اور اُس کے رسّے مضبوط نہیں ہوتے +

جب پانی سے سن نکال جائے - تو دھوپ میں رکھ کر سکھایا جائے - پھر وہ سن اسی طرح پر فروخت کر دیا جاتا ہے - یا رات کے وقت زمینداروں کو جب

روپیہ کمانے کے لئے یہ جنس عمدہ ہے۔ پنجاب میں اکثر ہندو زمیندار اس کی کاشت سے نفرت کرتے ہیں۔ یہ اُن کی اُلٹی سمجھ ہے ٭

اس جنس کا مفصل حال معلوم نہیں۔ کہ یہ کس طرح پر اور کہاں سے اس ملک میں لائی گئی ہے یا اسی ملک کی پیداوار ہے۔ اس کے واسطے زیادہ چکنی یا سخت مٹی کی ضرورت نہیں ہے۔ نرم قسم کی زمین جو سُرخ رنگ کی ہو۔ اور اُس میں کسی قدر ریت بھی ملی ہو۔ اچھی ہوتی ہے۔ اسی لئے میرا یا جھیل (نوپی) کی اراضی میں اچھی ہوتی ہے۔ طاقتور زمین یا زیادہ کھاد کی حاجت نہیں۔ اگر زمین بہت ہی ناقص ہے۔ تو تھوڑی سی کھاد فائدہ سے خالی نہ ہوگی۔ ایسی زمین میں بھی جس کے اوپر ریت ہو۔ اچھی پیداوار ہوگی۔ وجہ یہ ہے۔ کہ اس کے پودوں کی جڑیں بہت نیچی چلی جاتی ہیں۔ اور نیچے کی سطح سے پورا فائدہ اُٹھا لیتی ہیں۔ اگر یہ زیادہ طاقتور زمین میں بوئی جائے۔ تو اس میں یہ نقص ہوتا ہے۔ کہ پودے لمبے ہوکر جھاڑ دار نہیں ہوتے۔ پتے کم لگتے ہیں۔ اچھی قسم کا نیل برآمد نہیں ہوتا۔ ایسی زمین کے نیل سے جس میں دریا کے امداد سے نئی مٹی پڑ جاتی ہے۔ چیرانی میرا یا دوراکٹھی زمین کا نیل اچھا عمدہ اور آبدار ہوتا ہے ٭

اس کے بونے کے واسطے جتنی دفعہ زیادہ ہل چلائے جائیں۔ اُسی قدر فائدہ ہے +

عام طور پر زمیندار لوگ چھ سات دفعہ اس کے بونے کے لئے ہل چلاتے ہیں۔ آبی اور بارانی اراضی دونو میں بوئی جاتی ہے۔ اسے بونے کے لئے جاڑے کے دنوں میں پھاگن تک ہل چلاتے رہتے ہیں +

ایک سال سے زیادہ پُرانا بیج عمدہ طور پر پودا پیدا نہیں ہوتا۔ جن پودوں کا بیج بونے کے لئے رکھنا ہو۔ وہ جب خوب پختہ ہو جائیں۔ تو کاٹنے چاہئیں۔ تاکہ بیج پوری پرورش پا جائے۔ بیج اندر رہے۔ اور پھلیوں سے نہ نکالنا چاہئے۔ اگر پھلیوں میں رکھا جائے۔ تو عمدہ ہے +

اس کی بھی احتیاط چاہئے۔ کہ اس کو کسی طرح سیل نہ چڑھ جائے۔ اور زیادہ دھوپ میں بھی نہ رکھا جائے۔ کسی کھلے ہوادار مکان میں رکھنا اچھا ہے۔ جو بیج زردی مائل رنگ کا ہو۔ وہ اچھی قسم کا ہوتا ہے۔ اور سبزی مائل متوسط قسم کا۔ اور جس کا سُرخ رنگ ہو۔ وہ بہت ناقص ہے +

اس کے بونے کے وقت بہت گہرا ہل نہ چلائیں۔ صرف چار پانچ اُنگل گہرا ہو۔ اس سے زیادہ گہرے ہل چلائے جائینگے۔ تو بیج بہت نیچے چلا جائیگا۔ اور پھر پیدا نہیں ہوگا +

اس کا بیج ایک گھماؤں میں تین پاؤ سے ایک

سیر تک ڈالا جاتا ہے۔ اور چونکہ باریک ہوتا ہے۔ بونے کے وقت اس کے ساتھ باریک مٹی یا ریت ملا لیتے ہیں۔ اس لئے کہ ایک ہی جگہ زیادہ نہ پڑ جائے ۔

بونے کے وقت اراضی میں کسی قدر طروبت ہونی چاہئے۔ اگر زمین خشک ہوگی۔ تو بیج پیدا نہیں ہوگا ۔

اس کے پودوں کا درمیانی فاصلہ ایک ایک ہاتھ یا کم سے کم ایک ایک فٹ کا ہونا چاہئے۔ گھنی بونے میں یہ نقص ہوتا ہے۔ کہ پودے لمبے ہو جاتے ہیں۔ جھاڑ دار کم ہوتے ہیں۔ اور پھیلتے نہیں۔ پتے کم پیدا ہوتے ہیں۔ نیچے کے پتے گل کر زرد ہو جاتے ہیں۔ اور پھر گر پڑتے ہیں۔ اس ملک کے زمینداروں کی عادت ہے۔ کہ اس جنس کو گھنا بوتے ہیں۔ مگر بونے کا اچھا طریق یہ ہے۔ کہ اس کے ساتھ ارہر یا کوئی اور جنس بوئی جائے ۔ اس میں دو فائدے ہونگے۔ ایک تو دو جنسوں کے پودے دور دور رہینگے۔ دوسرے اگر ایک جنس پیدا نہ ہوئی۔ تو دوسری پیدا ہو جائیگی۔ اس طریق کے بونے میں محنت ضائع نہ ہوگی۔ جیسا کہ نیل کے بونے میں بعض وقت ہوا کرتا ہے۔ نیل کے بونے کا وقت دسویں جیٹھ سے دسویں بیساکھ تک اچھا ہے۔ مگر بارانی زمین میں اس کے بونے کا وقت وہ ہے۔ کہ جب بارش ہو۔ اگر بھاگن مہینے کے اخیر کسی وقت

پر بارش ہو جائے۔ تو اُس وقت بھی اُس کو
بو دیا کرتے ہیں ؛
اس کے پودے چار پانچ دن میں زمین سے نکل
آتے ہیں۔ اور جب چار پتے نکل آتے ہیں۔ تو ایک
کیڑا پیدا ہو جاتا ہے۔ جو مثل تیلے کے ہوتا ہے۔
وہ اُس کو بہت نقصان پہنچاتا ہے۔ اوپر سے
پتے کھا جاتا ہے۔ اور پودا ضائع ہو جاتا ہے ؛
جب پودا چار اُنگل کا ہو جاتا ہے۔ تو ایک قسم
کا رنڈا یا بھونڈی بھورے رنگت کی اس کو نقصان
پہنچاتی ہے۔ جب کبھی آندھی چلتی ہے۔ تو چھوٹے
چھوٹے پودے ریت میں دب جاتے ہیں ؛
آندھی کے سوا باقی کیڑوں کا علاج یہ ہے۔ کہ
پشتا دے سے جہاں نوشادر پیدا ہوتی ہے۔ راکھ لیکر
پتوں پر چھڑکیں۔ اُس راکھ میں امونیا یعنی نوشادر
کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ راکھ کے ذریعے پودے
پرورش پائینگے۔ اور کیڑوں کے لئے وہ راکھ زہر
ہے۔ دوسرا فائدہ راکھ ڈالنے کا یہ ہوگا۔ کہ جب
راکھ کے باریک اجزا پتوں پر پڑ گئے۔ پھر اگر
یہ کیڑے پتوں کو کاٹینگے۔ تو اُن کے منہ میں راکھ
آئیگی۔ اور دانت خراب ہو جائینگے۔ اور پتوں کو
کُتر نہ سکینگے ؛
جب نیل کے پودے دو انگشت سے چار انگشت
تک اونچے ہو جائیں۔ تو ایک نلائی دی جائیگی۔ اس

نلائی میں احتیاط ضرور ہے۔ کیونکہ اُس وقت پودے
نرم اور چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔ اُن کو بچا کر
نلائی کرنی چاہیئے۔ پھر جب پودے ایک ایک ہاتھ
کے ہو جائیں۔ تو ایک نلائی اور دینی چاہیئے۔ بعض
زمیندار اس موقع پر نیل کے کھیت میں ہل پھیر
دیتے ہیں۔ جو نلائی سے بھی زیادہ مفید ہے۔
پھر کسی نلائی کی ضرورت نہیں پڑتی ہے۔ اور نہ
کسی قسم کی حفاظت کی جاتی ہے۔ کیونکہ مویشی
تو اُسے کھاتے ہی نہیں۔ اور جنگلی جانور سؤر وغیرہ
بھی اس کو نقصان نہیں پہنچاتے +

اس کی فصل کے واسطے زیادہ بارش کی ضرورت
نہیں ہے۔ اور نہ زیادہ خشک سالی کی۔ اگر اوسط
درجے کی برسات ہو۔ یا متوسط درجے کا پانی دیا جائے۔
تو فائدہ ہے۔ زیادہ بارش سے اس کی فصل گل جاتی
ہے۔ اور پانی اچھا نہ ملنے سے بھی اس کی فصل
خشک ہو جاتی ہے +

بھادوں کے مہینے کے شروع میں اس کی فصل
کی کٹائی شروع ہو جاتی ہے۔ جب پودوں پر
پھول آکر پھلی لگ جائے۔ مگر پھلی میں اب
دانہ نہ پڑے۔ تو اس کی فصل کاٹ لی جائے۔ اس
موقع پر کاٹ لینے سے نیل زیادہ نکلیگا۔ اگر اس
موقع سے چند روز آگے پیچھے کاٹی جائیگی۔ تو پھر
اس کی فصل میں نیل کم پڑیگا۔ یہاں تک کہ اس

موقع سے گزر جانے پر اگر فصل کاٹی جائے۔ تو
بعض وقت نصف تک پیداوار رہ جاتی ہے +
سے پھاگن میں بوتے ہیں۔ اس میں فائدہ یہ
ہے۔ کہ ایک دفعہ تو ساون کے مہینے میں اس کی
فصل تیار ہو جاتی ہے۔ اور دوسری دفعہ کنوار کے
مہینے کے اخیر میں۔ دوسری دفعہ کا نیل معمولی
اندازے سے کسی قدر کم نکلیگا۔ مگر بہت عمدہ
قسم کا ہوتا ہے +
اچھے بُرے نیل کی پہچان یہ ہے۔ کہ اگر ڈلیاں
اندر سے نیلگوں نکلیں۔ تو ناقص ہے۔ اگر سُرخی
مائل نیلی رنگت ہو۔ تو اچھا ہے +
نیل کے نکالنے کے واسطے دو چہ بچے بنائے جاتے
ہیں۔ اُن میں سے ایک اونچا ہوتا ہے۔ دوسرا نیچا
اور ایسی ترکیب سے بنائے جاتے ہیں۔ کہ اوپر
کے چہ بچے کا جب پانی چھوڑا جائے۔ تو دوسرے
میں جا پڑے۔ معمولی چہ بچوں کا یہ اندازہ ہے۔ کہ
اونچے چہ بچے کا قطر آٹھ یا نو فٹ اور دوسرے
کا چھ یا سات فٹ۔ اونچا چہ بچہ دوسرے کی نسبت
گہرا زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں نیل کی لادے[1] کے
گٹھے ڈالے جاتے ہیں۔ اور پانی سے بھی بھرا جاتا
ہے۔ اور دوسرے میں صرف اوپر کے چہ بچے کا

---

[1] نیل کی لکڑیاں اور پتوں کے مجموعے کو لادا کہتے ہیں +

پانی آتا ہے +

یہ چہ بچے اس طرح بنانے چاہئیں۔ کہ پہلے چہ بچہ کی سطح دوسرے سے اس قدر اونچی ہو۔ کہ پہلے کا پانی موری سے نکل کر دوسرے میں باآسانی آجائے۔ اور دوسرے چہ بچہّ کی سطح زمین سے اس قدر اونچی ہو۔ کہ اُس کا پانی بدررو میں ہوکر باہر چلا جائے +

شام کے وقت نیل کے پودوں کو کاٹ کر ایک ایک من پختہ کے گٹھے باندھتے ہیں۔ اور بڑے چہ بچے میں ڈال دیتے ہیں۔ اگرچہ بچہ خالی نہ ہو۔ تو گٹھوں کو کھول کر نیل کا لاوا باہر کھیت میں بنا دینا چاہئے۔ پھر صبح کو چہ بچے میں ڈال دیا جائے۔ تو اچھا ہے۔ اگر گٹھے بندھے ہوئے رکھے جائینگے۔ تو نیل کا لاوا خراب ہو جائیگا۔ بہتر یہ ہے۔ کہ جب صبح کے وقت نیل کا لاوا کاٹا جائے۔ تو اُسی وقت چہ بچے میں ڈال دیا جائے +

نیل کے لاوے کو چہ بچے میں ڈالنے کا یہ طریق ہے۔ اول نیل کے لاوے کے گٹھے کھولیں اور چہ بچے میں ڈال کر لاوے کو اچھی طرح دبائیں۔ پھر اُس پر اس قدر پانی دیا جائے۔ کہ ایک ایک انگل پانی لاوے کے اوپر کھڑا ہو جائے۔ پھر اُس پر بھاری پتھر یا کھنگر[1] یعنی کھور رکھ دی جائیں۔ جس کے بوجھ

---

[1] پزاوے میں بہت اینٹیں وغیرہ مل کر ایک بڑا ڈھیلا سا بن جاتا ہے۔ اُس کو کھنگر یا کھور کہتے ہیں +

سے لادا دبا رہے۔ اگر پتھر وغیرہ دستیاب نہ ہوں۔ تو بھاری لکڑی اُس پر رکھ دی جائے۔ کبھی کبھی لکڑی سے دبانے میں یہ نقص پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ جو پانی چہ بچے میں نیل کے لادے پر ڈالا جاتا ہے۔ وہ لکڑی کو اُٹھا لیتا ہے۔ پتھر اور کنکر سے دبانے سے یہ نقص پیدا نہیں ہوتا +

جب چہ بچے میں پانی ڈالا جائے۔ اس سے پہلے چہ بچے کی موری جو پانی کے نکاس کے واسطے رکھی ہے۔ ڈھکن یا کپڑے سے بند کر دی جائے۔ موری اچھی طرح پر اندر سے بند کی جائے۔ اور چکنی مٹی سے اوپر سے لیپ دی جائے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ چہ بچے کا پانی مقررہ وقت سے پہلے نکل جائے +

دس بارہ گٹھے ایک دفعہ چہ بچے میں ڈالے جائیں۔ تو مناسب ہے۔ اس سے زیادہ نہیں۔ کیونکہ زیادہ لادا ایک آدمی سے اچھی طرح بلویا نہیں جاتا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ نیل اچھا نہیں پڑیگا۔ بلکہ نیل کے بگڑ جانے کا خوف ہوگا +

پہلے چہ بچے میں آٹھ پہر تک نیل کا لادا پڑا رہتا ہے۔ آٹھ پہر کے گزرنے پر لکڑی یا کسی اور چیز سے چہ بچے کی موری کھول دی جاتی ہے۔ اُس موری کے راستے اُس چہ بچے کا پانی دوسرے میں چلا جاتا ہے۔ پہلے میں صرف سڑی ہوئی نیل کی ڈنڈیاں اور پتے باقی رہ جاتے ہیں۔ جو اُس وقت

باہر نکال کر پھینک دیتے ہیں۔ پھر بدستورِ سابق
چہ بچے میں لادا ڈال کر پانی سے بھر دیتے ہیں۔
جب تک کہ کل نیل اسی طرح بہ نکل نہ جائے۔
یہی سلسلہ جاری رہتا ہے ۔

دوسرے چہ بچے میں جو نیل آمیز پانی ہوتا ہے۔
اُس میں ایک آدمی داخل ہو جاتا ہے۔ اور آہستہ
آہستہ اپنے ہاتھوں سے پانی کو بلوتا ہے۔ اور اِدھر
اُدھر ہلاتا ہے۔ اُس ہلانے سے اس پر بہت سی
جھاگ پیدا ہو جاتی ہے۔ جو سبز رنگ کی ہوتی ہے۔
پھر وہ جھاگ سفید رنگ کی ہو کر بالکل بیٹھ جاتی
ہے۔ اور پانی کی رنگت نیلی چمک دار کبوتر کی گردن
کے رنگ کی طرح ہو جاتی ہے ۔

جب جھاگ بیٹھ جائے۔ تو پانی کو زور زور سے
ہلایا جاتا ہے۔ تاکہ نیل جلد تیاری پر آجائے۔ اور
پھر پانی اُٹھا کر دیکھیں۔ کہ نیل پانی سے جدا ہو
گیا ہے یا نہیں۔ جب نیل کے ریزے پانی سے جدا
ہو جائیں۔ اور دکھائی دینے لگیں۔ تو ڈھاک کا گوند
فی ۱۰۰ من لاوے پر ایک سیر پختہ ڈالا جائے۔ یہ
گوند پہلے پانی میں جوش کر لیا جائے۔ اس طرح پر
کہ چار سیر کے قریب پانی اور ایک سیر گوند کسی
برتن میں ڈال کر اس کو آگ پر رکھ دیتے ہیں۔
جب تین سیر پانی رہ جائے۔ تو اُس کو آگ پر سے
اُتار کر سرد کرتے ہیں۔ پھر اُس کو نیل میں ملا دیتے

ہیں۔ جب گوند ڈالی گئی۔ تو جو آدمی چہ بچے میں ہوتا ہے۔ وہ تھوڑا سا اور ہلوتا ہے۔ کہ نیل میں گوند اچھی طرح مل جائے۔ پھر باہر نکل آتا ہے۔ جب ریتی کی تہ پر نیل بیٹھ جائے۔ اور پانی صاف نتھر آئے۔ تو آہستہ سے چہ بچے کی موری پانی کے نکل جانے کے لئے کھول دی جائے۔ جب پانی نکل جائے۔ اور نیل زمین کی تہ پر جم جائے۔ تو نیل کو چہ بچے سے نکال کر اس ترکیب سے کپڑے پر ڈالتے ہیں۔ کہ چہ بچے کے نزدیک پہلے سے ایک کچی کیاری بنی ہوئی ہوتی ہے۔ اس کے چاروں طرف چھوٹی چھوٹی مینڈھیں بنائی جاتی ہیں۔ اس کیاری کے درمیان نلائی کر کر زمین پولی اور نرم کر دیتے ہیں۔ اس کیاری پر دو سوتی ۱ کھیس یا کسی اور موٹے کپڑے کی چادر پانی میں بھگو کر بچھا دیتے ہیں۔ اور بعض لوگ اس کپڑے کے نیچے کی تہ پر تھوڑی تھوڑی باریک راکھ بھی بچھا دیتے ہیں۔ اس لئے کہ نیل کے اجزا باہر نہ نکل جائیں۔ جو سوراخ وغیرہ اس کپڑے میں ہوں۔ وہ اس راکھ سے بند ہو جائیں۔ پھر نیل کو کسی پیالے وغیرہ کے ساتھ چہ بچے سے منتقل کر لوہے کی موٹی چھاننی سے چھان کر اس کپڑے پر ڈالتے جاتے ہیں۔ چھاننی سے چھاننے کی

۱ کھیس ایک موٹی قسم کا کپڑا پرانی روئی سے بُنا جاتا ہے۔

وجہ یہ ہے۔ کہ اگر کوئی لکڑی یا کنکر یا پتھر وغیرہ کے
ریزے نیل میں ہوں۔ تو وہ نکل جائیں +
جب نیل کسی قدر خشک ہو جائے۔ اور پانی جو
نیل کے اندر باقی ہے۔ وہ کیاری میں جذب ہو جائے۔
تو نیل کو وہاں سے اُٹھا کر چھوٹی چھوٹی گٹیاں
بنائیں اور دھوپ میں سکھائیں۔ سکھانے کے
بعد احتیاط سے رکھیں۔ یا فروخت کر دیں +
بعض لوگ نیل میں باریک راکھ ملا دیتے ہیں۔
اُس سے وہ ناقص ہو جاتا ہے۔ صرف پکے نیل کے
بنانے کا ذکر کیا گیا ہے۔ سوداگر لوگ جو دوسری
ترکیب سے اُس کو پھر صاف کرتے ہیں۔ وہ
زراعت کے متعلق نہیں ہے۔ اس واسطے اُس کا
ذکر نہیں کیا گیا +

نواں سبق

گیہوں

یہ جنس تمام دنیا میں مشہور ہے۔ کہتے ہیں۔
کہ آدمؑ اور حوّا گیہوں کھانے کے بدلے ہی بہشت
سے نکالے گئے تھے۔ اس امر کے لکھنے سے مراد یہ
ہے۔ کہ زمانے کے شروع اور انسان کی خلقت کے
ابتدا میں بھی اس جنس کو سب جانتے تھے۔ اور

اُسی وقت سے اُس کا بوٹا جوتنا شروع ہے +

یہ جنس ہندوستان اور پنجاب سے یورپ اور ایشیا کے اور ملکوں میں جاتی ہے۔ ہندوستان کی دولت اس جنس کی تجارت سے باہر نہیں جانے پاتی۔ اس ملک میں ساری جنسوں سے اس جنس کی زیادہ کاشت ہوتی ہے +

یہ ایسی جنس ہے۔ کہ ہر قسم کی زمین میں تھوڑی بہت پیدا ہو جاتی ہے +

سب سے اچھی مٹی چکنی اور سیاہ رنگ کی جس میں تھوڑا گیلاپن ہو۔ اس جنس کے بونے کے واسطے عمدہ ہوتی ہے +

یہ جنس دوسری جنسوں کی طرح زیادہ پانی کی بھی ضرورت نہیں رکھتی۔ اگر مناسب موقع پر دو تین دفعہ بارش ہو جائے۔ تو اس کی فصل کے واسطے کافی ہے +

اس کے بونے کے واسطے اچھے گہرے ہل چلا کر زمین جوتنی چاہیئے۔ ڈھیلے توڑ کر سوہاگے سے باریک اور صفا کریں۔ پہلے خشک[1] زمین میں ہل چلائیں۔ اور پھر تھوڑا عرصہ پڑی رہنے دیں۔ پھر وقتاً فوقتاً ہل چلا کر مٹی باریک اور پولی کرتے رہیں۔ اور لحاظ رکھیں۔ کہ اُس میں گھاس وغیرہ پیدا نہ ہو جائے۔ اگر دس بارہ دفعہ ہل جوتے جائیں۔ تو اچھا ہے۔ زیادہ یا کم جوتنا زمین کی حیثیت اور قسم پر منحصر

[1] خشک زمین میں ہل چلانے کو پنجاب میں کرساہ کہتے ہیں +

ہے۔ بعض لوگ ایک دفعہ ہل چلا کر بیج بو دیتے
ہیں۔ مگر ایسی فصل سے پیداوار ناقص ہوتی ہے
جو زمین ناقص قسم کی یا ریتلی ہو۔ اس میں
زیادہ ہل جوتنا فائدہ نہیں دیتا۔ البتہ جس قدر
زمین سخت ہو۔ اگر اسی قدر زیادہ جوتی جائے
اور سہاگہ پھیر کر مٹی برابر کر دی جائے تو
اچھا ہے ۔

پنجاب میں اس کی نسبت ایک کہاوت مشہور ہے کہ
پانی سیواں یا پیکے دیکھ کنک دا بوٹا۔ جیوں جیوں
پیسے کنک نوں توں توں چڑھے سوایا۔ یعنی بارہ
دفعہ ہل چلا کر گیہوں بوؤ۔ اور پھر اس کی
پیداوار دیکھو۔ کیسی ہوتی ہے۔ جتنا جتنا گیہوں
کے کھیت میں زیادہ دفعہ ہل چلایا جاتا ہے۔ گیہوں
زیادہ لذیذ اور مزیدار پیدا ہوتا ہے ۔

اگر زمین خالی ہو۔ تو سرما کے موسم میں ماگھ
یا پھاگن کے دنوں میں اس کے بونے کے واسطے
ہل جوتے جائیں۔ پھر اساڑھ کے مہینے میں برسات
سے پہلے (جس کو زمیندار کڑ سیاڑ کا موسم کہتے ہیں۔)
چند بار ہل چلائیں۔ پھر بھادوں اور اسوج کے
مہینوں میں جو اس جنس کے بونے کا موقع ہے۔
ہل چلا کر اور سہاگہ پھیر کر زمین کو درست اور
ہموار بنائیں ۔

پنجاب میں اس بارے میں بھی ایک مثل مشہور

ہے - کہاوت - سیالی سونا ہاڑ روپا ساون سانویں۔
بھادوں باہ گئی نہ کھادیں + یعنی سرما کی فصل والی
سونے کے برابر ہے - اور اساڑھ کی چاندی کے برابر۔
ساون کے مہینے ہل چلا کر گیہوں بونے سے نہ نفع نہ
نقصان - بھادوں میں ہل چلا کر وہ لوگ کاشت کرتے
ہیں - جن کا کوئی ٹھکانا نہ ہو +
ایک اور مثل بھی اس بارے میں مشہور ہے۔
ہاڑ سونا ساون روپا بھادوں گیہوں ننگا - یعنی اساڑھ
میں سونا - ساون میں چاندی کے برابر - بھادوں میں
ہل چلا کر گیہوں خراب اور تنگ ہوگا +
اس کے کھیتوں میں تھوڑی کھاد ڈالنی اچھی
ہے - مکی اور تمباکو کی طرح زیادہ کھاد کی ضرورت
نہیں - کیونکہ یہ جنس زیادہ رقبے میں بوئی جاتی
ہے - اس قدر کھاد بھی نہیں بن سکتی - جو تمام
رقبے میں ڈالی جائے - اگر ایسا کیا جائے - کہ پہلے
کھیت میں کھاد ڈال کر ایکھ یعنی کماد بوئی جائے۔
پھر ایکھ کاٹ کر گیہوں بوئے جائیں - تو پیداوار
بہت اچھی ہوتی ہے - ایک کنال میں بارہ من تک
کھاد ڈالی جائے - تو مفید ہے - اس جنس کی بہت سی
قسمیں ہیں - سُرخ - سپید - گنجے - داؤد خانی وغیرہ +
پنجاب میں اس کی ساری قسمیں معلوم نہیں ہیں۔
مگر عام طور پر یہ قسمیں مشہور ہیں +
اوّل داؤد خانی یا چٹی ککڑ - یہ گیہوں اچھی

قسم کے ہیں۔ اس کا دانہ سپید رنگ اور چھلکا نرم ہوتا ہے۔ اس واسطے اس میں سے میدہ زیادہ نکلتا ہے۔ اور روٹی بھی عمدہ بنتی ہے۔ اگر اس کی مٹھائی یا حلوا وغیرہ بنایا جائے۔ تو گھی کم خرچ ہوتا ہے حلوائی اس قسم کے گیہوں کے میدے کا زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ صرف دانوں کی سپید رنگت سے اس کی پہچان ہے۔ اور جب اس کی فصل کھڑی ہو۔ تو اس کے خوشے بھی بہ نسبت دوسری قسم کی گیہوں کے سپید ہوتے ہیں +

دوم۔ کنکو سفید یا چٹا کنکر یہ بھی سپید قسم کے گیہوں ہیں۔ مگر داؤد خانی کے برابر سپید نہیں ہوتی۔ اس کے خوشوں میں تورڑ[1] نہیں ہوتے۔ اس لئے اس گیہوں کو سندری کنک۔ یا سندھون بھی کہتے ہیں۔ اس قسم کے گیہوں ایسے علاقے میں بوئے جائیں جہاں سؤر وغیرہ جانوروں سے نقصان نہ پہنچے۔ ناقص قسم کی زمینوں میں اس کی پیداوار اچھی نہیں ہوتی۔ اس جنس کو ہمیشہ اچھی قسم کی زمین میں کھاد ڈال کر بونا چاہیئے +

سوم۔ لال کنکو یا مندھون یا مندری کنک ۔ یہ گیہوں بھی اسی قسم کے ہیں ۔ جیسے کہ دوسری قسم کے گیہوں ۔ صرف اتنا فرق ہے ۔ کہ اگر یہ جنس سُرخ رنگ کی زمین یا اُس زمین میں جو دریا کے اُچھال

[1] پنجاب میں ان خوشوں کی توروں کو کسار کہتے ہیں +

سے چند پشت بوائے ۔ پیدا ہو جائیگی۔ تو چند سال میں سپید کنکو سے لال رنگت کی ہو جاتی ہے۔ اگر سپید قسم کی زمین چونہ مٹی والی یا پتھر والی میں بوئی جائے۔ تو بدستور سپید رہتی ہے۔ لال کنکو کا تخم جو ناقص زمین لال رنگت والی میں پیدا ہوا ہو اُس کو اگر سپید قسم کی زمین میں بویا جائے۔ تو چند سال میں رنگت سپید ہو جائیگی۔ اس تبدیلی رنگت کی تاثیر کبھوسے و چھلکے میں بہت دنوں تک رہتی ہے۔ یہی باعث ہے کہ بعض وقت لال گیہوں میں دھولا بھوسہ و چھلکا اور سپید گیہوں میں لال بھوسہ اور چھلکا ہوتا ہے ؛

چہارم دھوری کنک یا بھونڈن۔ یہ سُرخ رنگت کے گیہوں ہیں۔ جب اس کی خرید کھڑی ہوتی ہے۔ اور اُس میں خوشے آجاتے ہیں۔ تو پہچان یہ ہے کہ اس کے خوشوں کے تور جَو کی طرح زیادہ پھیلے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور رنگت سُرخی نما ہوتی ہے۔ اس کی نلی دوسری قسم کی گیہوں سے مضبوط اور موٹی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ کھادر کے علاقے میں اس قسم کو زیادہ بونے لگے ہیں۔ اس واسطے کہ جب چیت کے مہینے میں مخالف ہوا[ط] چلتی ہے۔ تو جو گیہوں نرم اور پولی زمین میں بوئے جاتے ہیں۔ اُن کو نقصان پہنچتا ہے۔ کھادر کے علاقے کی زمین زیادہ دریا کے اتصال سے نرم اور پولی ہو جاتی ہے۔

[ط] پنجاب میں ایسی باد مخالف کو جھولا یا جھکڑ کہتے ہیں ؛

اگر ایسی زمین میں یہ جنس بوئی جائے۔ تو اُس کو ہوا زیادہ نقصان نہیں پہنچاتی۔ وجہ اس کی یہ ہے۔ کہ نرم اور پولی زمین میں اس قسم کے گیہوں کی خوید کی جڑیں زیادہ مضبوط ہوتی ہیں۔ اور نلی زیادہ پائدار ہوتی ہے۔ دوسری قسم کی جڑیں ایسی مضبوط نہیں ہوتیں۔ اور اُن کی نلی بھی کم زور ہوتی ہے۔ صرف اس قدر نقص ہے۔ کہ پیداوار میں کٹھی قسم کے برابر گیہوں نہیں ہوتے +

پنجم۔ چہ اکھیا یا پمن یا ڈاگر۔ اس گیہوں کا دانہ بڑا لمبا ہوتا ہے۔ اور ٹاٹی موٹی اور لمبی ہوتی ہے بارانی قسم کی زمین میں عموماً اس کی کاشت نہیں ہوتی۔ وجہ یہ ہے۔ کہ اس کا کھیت ہرا اور تازہ تب رہتا ہے کہ پانی زیادہ دیا جائے۔ پیداوار بھی اسی طرح زیادہ دیتی۔ ورنہ اچھی نہیں ہوتی۔ چھوٹے اور ناقص دانے پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایک دانے سے ایک پودا پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ بھی جھنڈ نہیں باندھتا۔ اگر یہ جنس آبی یا چاہی قسموں کی اراضی میں کھاد ڈال کر بوئی جائے۔ تو دانہ موٹا پرورش یافتہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کا بھوسہ سخت ہوتا ہے مویشی اچھی طرح نہیں کھاتے ہیں +

ششم کاٹھی کنک۔ یہ عام قسم کے سرخ گیہوں ہیں۔ جو کثرت کے ساتھ پنجاب میں بوئے جاتے ہیں۔ ہر قسم کی زمین کے حال کے موافق اور ہر جگہ کی

آب و ہوا کے مطابق تھوڑی بہت اس کی پیداوار
کم ہو جاتی ہے ۔
اس پھٹی کا بیج ایک کنال میں دو سیر ڈالتے ہیں۔
مگر بعض علاقوں میں اس سے بھی زیادہ بیج ڈالا جاتا
ہے۔ اگر ڈیڑھ سیر فی کنال ڈالا جائے۔ تو اچھا ہے۔
کیونکہ اس سے پودے ذرا فاصلے پر رہینگے اور اچھے
پھیلینگے۔ جس سے پیداوار زیادہ ہوگی ۔
بیج کا زیادہ اور کم ڈالنا موسم کے حالات اور
زمین کی حیثیت پر منحصر ہے۔ زمین کی اونچائی
نیچائی سے بھی اس کا تعلق ہے ۔
اگر خشک سالی ہے۔ تو بیج پور سے بونے سے کم
پڑیگا۔ اور تر موسم میں زیادہ ۔ کیونکہ خشک موسم میں
ہل کی آڈیں یا کونڈیں دور دور ہو جاتی ہیں۔ اور
تر موسم میں قریب قریب رہتی ہیں۔ اس واسطے اس
کو نزدیک پیدا کیا جاتا ہے۔ تو اس سے پیداوار
اچھی ہو جائے۔ اگر زمین چکنی ہو۔ تو بیج زیادہ
پڑیگا۔ چکنی مٹی کی زمین میں اگر بیج نالی کے
ذریعے بویا جائے۔ تو زیادہ پڑیگا۔ اس واسطے کہ ایسی
زمین میں ہلوں کی آڈیں اور کونڈیں نزدیک نزدیک
ہوتی ہیں۔ فراخ نہیں ہوتیں۔ جو زمین طاقتور
ہو۔ اور اس میں فصل دیر سے بوئی جائے۔ تو بھی
تخم زیادہ ڈالا جاتا ہے۔ دیر سے بونے کی وجہ سے
ایک دانے سے زیادہ پودے نہیں ہوتے ہیں۔ اگر ریت

والی قسم کی زمین ہے۔ تو جتائی کے وقت ہلوں کی کونڈیں
دور دور ہوتی ہیں۔ اس واسطے اس میں تخم کم ڈالا
جائیگا۔ خشک سال کے ایام میں ہل کی جتائی فراخ
ہوتی ہے۔ اور طراوت کے وقت ایسی نہیں ہوتی۔
بعض زمیندار خشک سالی میں جان بوجھ کر معمول سے
زیادہ بیج ڈالتے ہیں۔ اس خیال سے کہ خشکی کے
سبب کئی ایک دانے پیدا نہیں ہونگے۔ اور طراوت
کے موسم میں امید ہوتی ہے۔ کہ ہر ایک دانہ پیدا
ہو جائیگا۔ ایسے موسم میں ہل کی کونڈی بھی چوڑی
نہیں ہوتیں۔ ہل کے دونو طرف کونڈوں کی مٹی ڈھل
کر کونڈوں میں نہیں گرتی۔ اسی طرح پر جو زمین
اونچی نیچی ہوگی۔ اُس میں بیج زیادہ پڑیگا۔ اور برابر
اور ہموار زمین میں تھوڑا ڈالا جائیگا ۔

جہاں دیمک۔ یا دیگر اقسام کے کیڑے تخم کا نقصان
کرتے ہوں یا اُن کا خوف ہو تو بھی زیادہ بیج ڈالا
جاتا ہے۔ اُس سے کچھ دانے کیڑے کھا جائینگے۔
باقی پیدا ہو جائینگے۔ جب یہ جنس معمولی وقت کے بعد
ذرا دیر سے بوئی جائے۔ تو بھی بیج زیادہ ڈالتے ہیں۔
کیونکہ ایسی حالت میں اس کے پودے زیادہ جھنڈ نہیں
باندھتے۔ اس واسطے نزدیک نزدیک ہونے چاہئیں۔
اس کا بیج تین طرح پر بوتے ہیں۔ یا تو مٹھیوں میں
بھر کر بکھیر دیتے ہیں۔ یا نالی کے ساتھ یا ہاتھ
میں مٹھی بھر کر ہل کی آڑ کے پیچھے پیچھے ایک ایک

جاتا تھا دستی تو نہیں - بارش کے ساتھ بونا کچھ زیادہ
اچھا نہیں - موسم پہاڑوں میں سب سے اچھا موسم اس
جنس کے بونے کا کاتک کے شروع سے دسویں یا
پندرھویں کاتک تک ہے - مگر پہاڑی علاقوں میں جہاں
اونچی جگہ میں برف پڑنے کا خوف ہو - تو ان میں اس
سے بھی آگے بو دیتے ہیں - اور بعض بہت اونچے
پہاڑوں کے علاقوں میں جب برف پگھل جاتی ہے -
تو بیساکھ کے مہینے میں بھی بو دیتے ہیں - مگر بہت
کم - کیونکہ برسات میں اس کی پیداوار میں نقصان
آتا ہے - عام طور پر زمیندار پندرہ بھادوں سے پندرہ
اسوج تک اس کی کاشت کر دیتے ہیں - اگر اس
کے ساتھ چنے ملا کر بوئیں - تو آخر ستوار اور شروع
کاتک اچھا وقت ہے - اگر جو کے ساتھ ملا کر بوئی
جائے - تو اس سے پہلے بونے چاہئیں - جو آبپاش
اراضیات ہیں - ان میں اگہن کے مہینے میں بھی بو
دیتے ہیں - پانی کی طاقت سے اس میں پیداوار
ہو جاتی ہے - بونے کے وقت کھیت میں کچھ طراوت
ضرور ہونی چاہئے - ورنہ بیج پیدا نہیں ہوگا - اگر
خشک موسم ہو - تو بعض زمیندار پہلے بیج کو پانی
میں تھوڑا عرصہ بھگو کر اور پھر صاف کر کے
بوتے ہیں - اس سے بھی کسی قدر طراوت ہو جاتی
ہے - اور فائدہ ہوتا ہے - پانچ یا چھ دن میں انگوری

سلہ اس نالی کو پنجاب میں اور یا پور کہتے ہیں ۔

نکل آتی ہے - بشرطیکہ کھیت میں طراوت اور موسم موافق حال ہو - اگر خشک سالی یا سردی کا موسم ہے - تو اس سے بھی زیادہ دیر کے بعد پیدا ہوتے ہیں - اور اگر گرم موسم ہو - تو اُس سے بھی پہلے - بعض علاقوں میں اس کے کھیت کی نلائی نہیں کی جاتی - مگر جہاں زمین نم ہے - اور زمین آبی قدر ہے - وہاں ایک دو دفعہ نلائی کر دیتے ہیں - پھر اُس کے بعد سوائے معمولی حفاظت کے اور کچھ کام کرنا نہیں پڑتا - یہ کھاد میں زیادہ بوئی جاتی ہے - اور وہاں اس کی نلائی بھی نہیں ہوتی - اگر اس کا ذخیرہ لگایا جائے - تو ایک جگہ سے اُکھاڑ کر دوسری جگہ بھی یہ جنس لگ سکتی ہے - مگر اُس وقت جبکہ پودے اُس کے ایک اُنگلی کے برابر ہوں - اور اُس میں احتیاط بھی درکار ہے - اگر پودے اس جنس کے زیادہ بڑھ گئے ہیں - تو پھر مشکل سے لگینگے +

بہتر طریق اس جنس کے بونے کا نالی کے ذریعے کا ہے - مگر جہاں زمین بہت سخت ہو یا اُس میں نم زیادہ ہو - تو نالی سے بونا فائدہ مند نہیں ہے - وہاں تو مٹھی[1] بھر کر ہاتھ سے بکھیرنا فائدہ مند ہوتا ہے - اور جہاں زمین نہ بہت سخت ہو نہ بہت نرم

[1] پنجاب میں مٹھی بھر کر بیج بکھیرنے کو چھٹا اور ایک ایک دانہ ڈالنے کو کیرا کہتے ہیں +

اور نم بھی کم ہو۔ تو وہاں ایک آدمی آگے ہل چلائے جاتا ہے۔ اور دوسرا شخص اُس کی آڑوں میں ہاتھ سے ایک ایک دانہ کرکے ڈالتا جاتا ہے۔ اچھی فصل اُس وقت ہوگی۔ کہ موسم میں طراوت ہو۔ یا پانی خاطر خواہ دیا جائے۔ اس جنس کو ان کیڑوں سے نقصان پہنچتا ہے :-

پہلے خشک سالی کے دنوں میں دیمک جڑوں کو لگ کر کھا دیتی ہے۔ اگر نلائی کی جائے یا بارش ہو جائے تو دور ہو جاتی ہے۔ ایک طریق اس کے دور کرنے کا یہ بھی ہے۔ کہ کھیت میں تھوڑی تھوڑی دور پر گوبر کے گیلے اُپلے داب دئے جائیں۔ تو دیمک فصل کو چھوڑ کر اُپلوں کو لگ جائیگی۔ پھر اُن اُپلوں کو زمین سے نکال کر پھینک دیں۔ تو اُس کے ساتھ دیمک بھی کھیت سے نکل جاتی ہے ؛

دوسرے ایک جانور[1] ٹڈی کی شکل کا پودے کے پتے نکلتے ہی اُن کو کھا جاتا ہے۔ جہاں اچھے ہل نہ چلائے گئے ہوں۔ اور کھیت کے ڈھیلے نہ توڑے گئے ہوں۔ وہاں یہ جانور زیادہ ہوتا ہے۔ اور ڈھیلوں میں چھپا رہتا ہے۔ سردی کم ہوتی ہے۔ تو باہر نکل آتا ہے۔ سردی زیادہ پڑے اور کھیت کے ڈھیلے توڑ دئے جائیں۔ تو یہ کیڑا دور ہو جاتا

[1] پنجاب میں اس کیڑے کو ٹوکا کہتے ہیں ؛

ہے +

تیسرے ایک قسم کے چھوٹے چھوٹے زرد رنگت کے کیڑے ہیں - جو فصل کو ہزاروں چمٹ جاتے ہیں - اور بھاری نقصان پہنچاتے ہیں - پہلے یہ کیڑے زرد رنگت کے ہوتے ہیں - پھر جتنے عرصے تک زیادہ رہیں - سرخی مائل ہوتے جاتے ہیں - اگر گیلی زمین ہو اور آسمان پر بادل عرصے تک چھایا رہے تو یہ کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں - خشک زمین میں یہ جانور کم ہوتا ہے - اس کیڑے کے پیدا ہو جانے سے بھوسہ خراب ہو جاتا ہے - اور خوید کی طاقت بھی جاتی رہتی ہے - اگر پہلے بارش اچھی ہو جائے - پھر دھوپ پڑنے لگے - اور ہوا چلے - تو یہ جانور دور ہو جاتے ہیں + مگر جس قدر عرصے تک بادل آسمان پر چھائے رہینگے - ان کیڑوں کی پیدائش میں ترقی ہوتی جائیگی +

انگلستان کے عالموں نے تجربے سے معلوم کیا ہے - کہ اگر سال بھر تک یہ جانور اسی طرح پر بڑھتے جائیں - تو ایک فٹ سے زیادہ زمین کے ٹکڑے سے اونچے ہو جائینگے - اس کثرت سے ان کیڑوں کی نسل کی ترقی ہے +

بعض زمیندار بیج کو بونے سے پہلے مویشیوں کے باسی پیشاب میں ۲۰ یا ۲۵ منٹ تک بھگو کر

له پنجاب کے ملک میں اس کیڑے کو ٹنگی کہتے ہیں +

خشک کرتے ہیں۔ اور پھر بو دیتے ہیں۔ اس عمل
سے بھی دیمک کم لگتی ہے۔ اور کسی قدر بچاؤ
ضرور ہو جاتا ہے +

بعض زمیندار گیہوں کے ساتھ سرسوں بوتے
ہیں۔ اس خیال سے کہ پہلے سرسوں کا ساگ کھانے
میں آتا ہے۔ اور اس جنس کے تیار ہونے سے
پہلے سرسوں پک جاتی ہے۔ اور مویشیوں کے چارے
کے کام میں آتی ہے +

سرسوں کے پتے نرم ہوتے ہیں۔ اس کو ایک
کیڑا (پنجاب میں جس کو تیلا کہتے ہیں۔) لگ جاتا
ہے۔ اور اُس کے بونے کے سبب گیہوں کے کھیتوں
کو وہ کیڑے لگ جاتے ہیں۔ جس کو پنجاب میں
(تنگی) کہتے ہیں +

اس کی فصل کو پانی دینے کی ضرورت نہیں۔ مگر
زیادہ خشک سالی ہو جائے۔ تو ایک دو دفعہ تھوڑا
تھوڑا پانی دینا کافی ہوگا۔ زیادہ پانی دینے سے اس
کا نقصان ہو جاتا ہے۔ عموماً اس کے کھیت میں
نلائی کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی۔ اگر کسی دوسری
جنس کے ساتھ یہ جنس بوئی جائے۔ تو بعض لوگ
اس کی نلائی کر دیتے ہیں۔ مگر واضح رہے۔ کہ جو
لوگ گیہوں کی نلائی کرتے ہیں۔ وہ زیادہ فائدہ
اُٹھاتے ہیں۔ زیادہ عرصے تک سردی کا پڑنا اور
کثرت سے اس جنس کی فصل کو پانی دینا نقصان کرتا

وہ زمین جو دریا کے اُچھال سے پیدا ہوتی ہو جس میں ریت ملی ہوئی ہو۔ ایسی زمین میں پودوں کی جڑیں مضبوطی سے قائم نہیں رہ سکتی ہیں۔ اور جب تند ہوا چلنے لگتی ہے۔ تو ایسی زمین میں ان پودوں کی جڑیں ہل جاتی ہیں۔ اس لئے پودے پوری پرورش نہیں پاتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ جڑوں کے سوت ٹوٹ جاتے ہیں۔ اور دانے مرجھاکر خشک ہو جاتے ہیں۔ اور اچھی طرح نہیں پکتے۔ پودے بھی تھوڑے دنوں میں ہی سوکھ جاتے ہیں۔ اس بادِ مخالف کی تاثیر چند روز بعد کھیت میں اس طرح سے معلوم ہوتی ہے۔ کہ جو خوشے مارے جاتے ہیں۔ وہ خشک ہو کر سفید رنگت کے ہو جاتے ہیں۔ اگر اس ہوا کے بعد اچھی بارش ہو جائے۔ تو یہ نقص پیدا نہیں ہوتا۔ یہ حالت اس جنس کے اُن کھیتوں کی ہے۔ جو اپنے رُخ میں قطاریں اور کونڈیں ڈال کر بوئے جائیں۔ جس طرف سے کہ مخالف ہوا آتی ہو۔ خلاف ہوا سے کھیت کو بچانے کی ترکیب یہ ہے۔ کہ جس طرف سے ہوا مخالف چلے۔ اُس سے دوسرے رُخ کی قطاروں میں بوئیں۔ تاکہ ہوا کو خالی جگہ گزر جانے کو نہ ملے۔ اس تدبیر سے کھیت کے سرے کی قطاروں کو صرف نقصان پہنچیگا۔ باقی سارا کھیت محفوظ رہیگا۔ مثلاً اگر مخالف ہوا اُتر دکھن کی چلتی ہو۔ تو کھیتوں کو پورب اور پچھم کی قطاروں

میں بونا چاہیئے۔ اگر زمین بھاری ہو۔ تو آٹھ
دس من کے قریب۔ اس ڈھنگ کے بونے میں کچھ محنت
زیادہ نہیں۔ صرف ایک دفعہ زیادہ یا ایک دفعہ کم ہل
چلانا پڑتا ہے۔ بلکہ فصل کے محفوظ رکھنے کا یہ
عمدہ طریق ہے ؞

اس جنس کی فصل کو ابتداءِ بیساکھ میں کاٹنا
شروع کر دیتے ہیں۔ جس قدر اس فصل کے کاٹنے
میں جلدی ہو۔ بہتر ہے ؞

کھیت کے پختہ ہو جانے کی پہچان یہ ہے کہ بالوں
کے نیچے کا بھوسہ بالکل زرد ہو جاتا ہے۔ اُس وقت
فصل پک جاتی ہے۔ مگر جو جنس گیہوں کی قسم سرخ
سفید سے ہے وہ چند روز پہلے کاٹا جاتا ہے۔ اگر اس
کے پورے پک جانے کا انتظار کیا جاوے۔ تو غلہ کے
اوپر کا چھلکا پھٹ جاتا ہے۔ اور کاٹنے کے وقت
بہت سے دانے گر جاتے ہیں ؞

فصل کاٹنے کے بعد دو طرح پر رکھی جاتی ہے۔
ایک تو گٹھے باندھ باندھ کر ایسا چُن دیتے ہیں۔ کہ
اگر بارش ہو جاوے۔ تو بھیگنے سے بچی رہے۔ دوسرے
اس کٹی ہوئی فصل کے گٹھے نہیں باندھتے۔ اُس کا
کھُلا ہُوا ڈھیر مربع یا مستطیل شکل کا بنا دیتے ہیں۔
اس میں بھی بارش کم اثر کرتی ہے ؞

اس کاٹی ہوئی فصل کو بارش سے بچایا جاوے۔ اگر
وہ مینہ سے بھیگ جاویگی۔ تو اُس کو چھپوندی لگی

لگ جائیگی۔ اور غلّے کی قوت کم ہوکر آٹے میں ست باقی نہیں رہتا +

جب فصل کے کاٹنے سے فراغت ہو جائیگی۔ تو کٹی ہوئی فصل کے گٹھوں کو خشک ہو جانے کے بعد پھیلا کر مویشیوں کو جوڑ کر اُن پر دائیں[1] پھیرتے ہیں۔ جب تک اُن کی نلیاں اور خوشے باریک بھوسے کی صورت نہ بن جائیں۔ اور غلّہ علٰحدہ نہ ہو جائیگا۔ اُس کے باریک کرنے کے واسطے پتلی لکڑیوں کا پلہ بنا کر مویشیوں کے پیچھے باندھتے ہیں۔ اور گیہوں کے اوپر پھیرتے ہیں۔ اس سے غلّہ جلد نکل آتا ہے۔ اور اگر فصل زیادہ خشک ہو۔ تو بھوسہ بھی باریک ہوگا +

زمینداروں میں یہ بات مشہور ہے۔ کہ چیل کا سایہ بھی خرمن پر نہ پڑ جائے۔ کہ اس سے فصل کے صفا ہو جانے میں دیر ہو جاتی ہے[2] +

پھر چھاج یا ٹوکروں میں بھر کر غلّہ اور بھوسہ اُڑایا جاتا ہے۔ اور اس عمل سے بھوسہ غلّے سے جُدا کیا جاتا ہے[3] مگر اس عمل کے واسطے ہوا تند اور

---

[1] پنجاب میں دائیں چلانے کو گاہنا کہتے ہیں +

[2] پنجاب میں اس کی نسبت یہ مثل کہی جاتی ہے۔ (راہ رہن تاگاہ گہن) یعنی ایسی دھوپ ہو۔ کہ راستہ بھی چلنے سے بند ہو جائے۔ تب خرمن جلد تیار ہو جاتا ہے +

[3] چھلنے سے بھی اس موقع پر کام لیا جاتا ہے۔ پنجاب میں اس آلے کو تنگلی کہتے ہیں +

تیز کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو زمیندار تجربہ کار ہیں۔ وہ
تیز والی ہوا میں گیہوں کو نہیں اڑاتے۔ وجہ یہ ہے۔ کہ
اس ہوا سے غلے اور بھوسے میں گرمی چڑھ جاتی ہے۔
اور برسات کے موسم میں اس غلے کے اندر سُرسُری
لگ جاتی ہے۔ اور اس کے لگ جانے سے کُل غلہ
خراب ہو جاتا ہے۔ صرف اس کا پوست باقی رہ جاتا
ہے۔ اور غلے کے اندر سے جو سُرسُری کھا لیتی ہے
وہ آٹا سا بن جاتا ہے ٭

جب بھوسہ اڑا کر غلہ صاف کیا گیا۔ تو وہ غلہ
دھوپ کے سبب گرم ہوگا۔ اس گرم گرم غلے کو ڈھیر
لگا کر جمع نہ کیا جائے۔ اگر گرم گرم غلہ جمع کیا گیا
ہے۔ تو بھی اس قسم کے کیڑے لگ جاتے ہیں +

مناسب ہے۔ کہ جب غلہ نکل آئے۔ تو پہلے باہر
ہی سرد کر لیا جائے۔ جب سرد ہو جائے۔ تو اس کو
کوٹھوں یا کھتّوں میں ڈال کر رکھنا چاہئے۔ پھر جب
برسات کا موسم آئے۔ تو ایک دفعہ اس کو پھر نکال
کر ہوا اور دھوپ دے کر پھر ذخیرے میں رکھ
لینا مناسب ہے +

اس ملک کے لوگ گیہوں کو مٹی اور گرد سے
صاف نہیں کرتے۔ اور خرمن[1] گاہ بھی صاف نہیں بناتے

---

[1] پنجاب میں خرمن گاہ کو پڑ یا کھلواڑہ یا کھلیاں بولتے
ہیں۔ عام زمیندار پڑ ہی کہتے ہیں +

جب چھوٹے چھوٹے ساہوکار اپنے اپنے قرضے میں غلہ لے لیتے ہیں۔ وہ بھی اس کے صفا کرنے کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ صرف تین چار سیر فی من مٹی کے بدلے مجرائی لے لیتے ہیں۔ اور خریدار اور گاہک اپنے ہاتھوں سے ردل کرتے جاتے ہیں۔ اور اسی خراب حالت میں وہ غلہ دوسری ولایتوں کو چلا جاتا ہے۔ نتیجہ اس کا آخر کار یہ ہوتا ہے۔ کہ اصلی قیمت سے بہت ہی کم قیمت ملتی ہے۔ اگر اس کو پہلے صاف کر لیا جائے۔ اور پھر دوسری جگہ فروخت کریں۔ تو بہت فائدہ ہو +

دسواں سبق

جَو

سنسکرت کی پرانی پرانی کتابوں میں اس کا ذکر پایا جاتا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ جنس اس ملک کی پیداوار سے ہے۔ اور مدت سے اس ملک کے لوگ اسے جانتے ہیں۔ اس کی تجارت عموماً دوسرے ملکوں کے ساتھ نہیں ہوتی۔ ... ملک کی پیداوار ملک میں ہی خرچ ہو جاتی ہے۔ ایک وجہ یہ بھی ہے۔ کہ اچھی قسم کی جنس اس ملک میں نہیں بوئی

جاتی۔ جو زیادہ تر زمینداروں کی خوراک میں کام آتے
ہیں۔ جو چنے ملا کر بھی کھاتے ہیں +

کئی جگہ پہاڑی علاقوں میں اس کی بیر شراب بنا
لیتے ہیں۔ گدی اور پہاڑی لوگ اس کی دیسی شراب
بھی تیار کر لیتے ہیں[۱]۔ مگر اس کام میں یہ جنس
کثرت سے ساتھ خرچ نہیں ہوتی۔ اکثر کھانے کے
کام میں زیادہ آتی ہے +

اگر اچھی قسم کے جو جن کا ذکر آگے آئیگا۔ بوئے
جائیں۔ تو تجارت بھی بڑھ سکتی ہے +

یورپ کے ملکوں میں جو کی ضرورت ہے۔ اچھی قسم
کی جنس بارانی زمینوں میں کم بوئی جاتی ہے۔ ابھی تک
اس کی کاشت کا رواج نہیں ہوا ہے۔ جو کی چودہ قسمیں
ہیں۔ کوئی چین کا۔ کوئی انگلستان کا۔ کوئی روم کا وغیرہ وغیرہ +
مگر اس ملک میں صرف دو قسم کے جو ہیں۔ ایک تو
روا ہے۔ دوسرے ننلا تور کے جو کابلی[۲] جو کے نام سے مشہور
ہیں۔ اس قسم کے جو اگرچہ گراں بکتے ہیں۔ مگر خاص
خاص قسم کی زمینوں میں بھی اس کی پیداوار کم ہوتی
ہے۔ اس واسطے زمیندار کم بوتے ہیں +

زمیندار یہ نہیں جانتے۔ کہ دیسی جو میں چوتھا
حصہ بھوسی[۳] ہوتی ہے۔ اور دوسری قسم کے جو میں

---

[۱] پہاڑی لوگ ایسی شراب کو ٹھریا ڈگری کہتے ہیں +
[۲] کابلی جو کو پنجاب میں ٹنڈے جو یا گھونے جو کہتے ہیں +
[۳] بھوسی کو پنجاب میں توہ کہتے ہیں +

کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اگر چوتھا حصہ پیداوار کا کم بھی ہو۔ تو بھی دوسری کے برابر ہو جائیگا۔ اور نرخ کی گرانی علاوہ رہی +

اس کی کاشت کے واسطے اچھی اور پولی زمین کی ضرورت ہے۔ ناقص زمین میں اس کی پیداوار اچھی نہیں ہوتی۔ جو زمین گاؤں کے گرداگرد ہو۔ اور اُس میں کھاد پڑتی ہو۔ اور طاقت بھی ہو۔ اُس میں اگر یہ جنس بوئی جائے۔ تو اچھی جڑ پکڑیگی۔ اور پیداوار عمدہ ہوگی +

پہاڑی علاقوں میں جو عمدہ زمین ربیع کے بونے کے واسطے رکھتے ہیں۔ اُس میں جو بوئے جاتے ہیں +

یہ جنس بارانی و چاہی دونو قسم کی زمین میں ہو جاتی ہے +

جَو بونے کے لئے پانچ چھ دفعہ ہل جوتے جائیں۔ اگر زمین سخت ہو۔ تو اُس سے بھی زیادہ ہل چلائے جائیں۔ اگر ریت والی زمین ہو۔ تو دو تین دفعہ ہی ہل جوتنے کافی ہیں +

جاڑے کے دنوں میں اس جنس کے بونے کے لئے ہل چلانے شروع کئے جائیں۔ پھر اساڑھ کے مہینے میں۔ پھر برسات میں زمین جوتی جائے +

یہ جنس گیہوں کی طرح بوئی جاتی ہے۔ دوبارہ اس کا بیان کرنا ضروری نہیں۔ کیونکہ گیہوں کے بیان میں مفصل تحریر کر چکے ہیں +

اس جنس کا بیج ایک کنال میں دو سیر پختہ ڈالا

جاتا ہے - اس حساب سے ایک ایکڑ میں ۸ سیر ہوا +
بعضے زمیندار اچھی قسم کی زمین میں اس سے بھی زیادہ بیج ڈالتے ہیں +

پندرھویں کنوار سے آخر کنوار تک یا پندرھویں کاتک مہینے تک اس کو بوتے رہتے ہیں - جہاں آبپاش زمین ہو - وہاں اگھن کے مہینے تک بوتے رہتے ہیں - جہاں خوید کی ضرورت ہو - وہاں یہ جنس شروع کنوار میں بوئی جائے +

شروع کنوار کے مہینے میں گرمی زیادہ ہوتی ہے - اس واسطے بارانی زمینوں میں اس وقت اس کے پودے اچھے نہیں رہتے +

بونے کے بعد چھ یا سات دن کے اندر پودے زمین سے نکل آتے ہیں +

اس کے بونے کے وقت اگر زمین میں آل نہ ہو - یا خشک سالی ہو - تو اگھن کے مہینے میں اگر بارش ہو جائے - اور خالی زمین میں طراوت اور آل پیدا ہو جائے - تو بو دیتے ہیں - اور یہ عمل پوس کے مہینے کے شروع تک کیا جاتا ہے[2] اس وقت چونکہ سردی زیادہ ہوتی ہے - بارہ تیرہ دن میں زمین سے اس کے پودے پھوٹ آتے ہیں - پتوں کے ساتھ کبھی

---

[1] اس وقت کے جو جو بوئے ہوئے ہوں - اُن کو کنوجی کہتے ہیں +

[2] اس قسم کے بونے کو کنوجی کہتے ہیں +

کبھی گیہوں اور چنے بھی ملا کر بوئے جاتے ہیں[1]۔
اس ملاوٹ کے بونے میں فائدہ یہ ہے۔ کہ نیچے چنے
اور اوپر یہ جنس پیدا ہو جائیگی۔ ایک دوسرے کی جڑیں
ایک دوسرے کو کھاد کی طرح مدد پہنچائینگی۔ جو زمیندار
محنتی ہیں۔ وہ اس کی نلائی بھی کرتے ہیں۔ عام
طور پر نلائی نہیں کی جاتی ہے +

کثرت یا امساک بارش کی نرمی و سختی گیہوں سے
یہ جنس زیادہ اٹھا سکتی ہے۔ اس لئے کہ اس کی
نلی موٹی ہوتی ہے +

جو جانور یا بیماریاں گیہوں کو ہو جاتی ہیں۔ ان
سے اس کو بھی نقصان پہنچتا ہے +

خیر موسم کی سردی اور مخالف ہوا کے جھونکے
اس کی فصل کو زیادہ نقصان نہیں کرتے +

بارش ہو جانے کے بعد اگر بادل آسمان پر چھا
جائے۔ تو اس کے پودوں میں سیاہ رنگت کے چھوٹے
چھوٹے کیڑے لگ جاتے ہیں۔ اور پتوں پر چکنائی کی
طرح ظاہر ہوتے ہیں۔ جب زیادہ خشک سالی ہو۔
تو بھی یہ کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں[2] +

اگر ہوا زور سے چلے۔ تو جن پودوں میں

---

[1] اگر گیہوں اور چنے ملا کر بوئے جائیں۔ تو کنوجی یا بیرڑا
کہتے ہیں۔ اگر گیہوں اور جو ملے ہوئے ہوں۔ تو گوجی کہتے
ہیں۔ اگر جو چنے ملے ہوں۔ تو بجر کہتے ہیں +

[2] ایسے کیڑوں کو پنجاب میں تیلا کہتے ہیں +

خوشے نکل کر ابھی پکتے نہیں۔ اُن کو نقصان ہو جاتا ہے +
خشک سالی میں اس کے خوشوں میں کنڈوا[1] پڑ جاتا ہے +
اگر یہ جنس شروع میں ہی بوئی جائے۔ تو اُس میں کنڈوا کم پڑتا ہے۔ اور جو پیچھے سے بوئی جائیگی۔ اُس میں کنڈوا زیادہ پڑیگا +
جو چیت کے مہینے کے اخیر پک کر کاٹنے کے لائق ہو جاتے ہیں۔ بیساکھ کے شروع میں کل کاٹ لیتے ہیں۔ اس وقت تک اس کو باقی نہیں چھوڑتے[2] خرمن گاہ میں رکھ کر دائیں پھیرتے ہیں۔ غلہ اور بھوسہ جدا جدا کر لیتے ہیں۔ اس کا بھوسہ مویشیوں کے لئے طاقتور اور عمدہ غذا سمجھی جاتی ہے۔ گیہوں کے بھوسے سے اس میں زیادہ طاقت ہوتی ہے۔ مویشی خوشی سے چرتے ہیں۔ اس کے آٹے کی روٹیاں اچھی ہوتی ہیں۔ اگر گھاٹ نکال کر پکائی جائیں۔ تو عمدہ نفیس روٹیاں ہوتی ہیں۔ اس کا دانہ بھی مویشیوں کو کھلایا جاتا ہے۔ مریض کو اگر

---

[1] کنڈوے کو پنجاب میں کانگ ہاری کہتے ہیں +

[2] پنجاب میں اس کی نسبت یہ مثل کہی جاتی ہے۔ ع
جوّاں کو نجاں مہماں جے رہن بیساکھ۔ یعنی اگر ملک میدان میں بیساکھ مہینے میں جو کی جنس اور کونج جانور پائے جائیں۔ تو گویا اُن کو طعنہ ہے +

آٹش بنا پکایا جائے۔ تو طاقت دیتا ہے۔ اس کا چبینا بھی بہت بکتا ہے۔ غرض کہ کھانے کے واسطے عمدہ جنس ہے۔ پہاڑی علاقوں اور پورب کے دیس میں اس کے ستو بھی بنا کر کھاتے ہیں +

گیارھواں سبق

چنا

یہ جنس ساری جنسوں سے طاقتور ہے۔ اگر یہ تھوڑی سی بھی کھائی جائے۔ تو بھوک رفع ہو جاتی ہے۔ زمیندار اس کے کھانے کو بہت پسند کرتے ہیں۔ اس کی یہ بڑی تعریف ہے۔ کہ دیر میں ہضم ہوتی ہے۔ اور جلدی سے ہضم بھی ہو جاتی ہے۔ اس واسطے محنت کرنے والے کو بھی اس کی روٹی کھاکر جلدی بھوک نہیں لگتی۔ زمیندار اس کو زراناج کہتے ہیں) +

یہ جنس بھی اس ملک کی پرانی جنسوں میں سے ہے۔ اس ملک میں اس کا زیادہ خرچ ہے۔ اس کی

۱؎ پنجاب میں اس کو دھاناں کہتے ہیں +

۲؎ چبینا اس کا بھوزی کے نام سے مشہور ہے +

پیداوار تھوڑی سی محنت سے ہو جاتی ہے۔ سواے سرد جگہ کے اس ملک میں سب جگہ بوئی جاتی ہے +
اس جنس کے واسطے سخت اراضی کی نہایت ضرورت ہے۔ یا ایسی زمین ہو جس کے اوپر کچھ ریت ہو۔ اور ریت کے تلے سیاہ یا سُرخ رنگت کی سخت مٹی ہو۔ اور اس مٹی میں کچھ چونا بھی ملا ہو تو اچھا ہے۔ جڑیں اس کی بہ نسبت دوسری جنسوں کے زیادہ گہری جاتی ہیں۔ وہ زمین جس کے نیچے کی تہ کی زمین طاقتور ہو۔ اس کے بونے کو اچھی ہے +
اگر خالص جگہ بونے کے لائق نہ ہو۔ تو دوسری جنسیں گیہوں یا جو اس کے ساتھ ملا کر بونے سے فائدہ ہوتا ہے +
ہر قسم کی زمین میں اس جنس کی تھوڑی بہت پیداوار ہو جاتی ہے۔ اس جنس کی دو قسمیں ہیں۔ کابلی۔ دیسی۔ دیسی جنس کے دانے سُرخ رنگت کے سیاہی مائل۔ کابلی سُرخ رنگت زردی مائل۔ دانہ چھوٹا + کابلی قسم کی جنس زیادہ نہیں بوئی جاتی۔ وجہ یہ ہے۔ کہ یہ قسم نازک ہے۔ موسم کی سختی نہیں اُٹھا سکتی۔ کھانے میں بہ نسبت دیسی کے لذیذ ہوتی ہے۔ مگر پیداوار اس کی کم ہے +
اس جنس کے بونے کو زیادہ ہل جوتنے کی ضرورت

نہیں - دو دفعہ کے ہل چلانے کافی ہیں[1] +
بعض لوگ صرف ایک ہی دفعہ ہل چلا کر چنے
بو دیتے ہیں - اس کے لئے بونے کے وقت طراوت
و نمی ضرور ہونی چاہئے - ورنہ پیدا نہیں ہوتا ہے
اگر زمین خشک ہے - تو پہلے پانی دیا جائے - اس
جنس کی کاشت پندرہ بھادوں سے دس اسوج تک
کرتے ہیں - اگر گیہوں اور جَو کے ساتھ ملا کر بویا جائے -
تو اخیر اسوج تک بھی اچھا وقت ہے - تخم فی کنال
ڈیڑھ سیر سے دو سیر پختہ تک ڈالا جاتا ہے - بعض
زمیندار خشک موسم میں بونے سے پہلے اس جنس کے
بیج کو رات کے وقت پانی میں بھگو کر اور صبح کے
وقت نکال کر بو دیتے ہیں +
چنوں کے پودے جس قدر دور دور ہوں - اُسی
قدر پھیلتے اور اچھی پیداوار دیتے ہیں - تخم ڈیڑھ سیر
فی کنال سے زیادہ ڈالنا اچھا نہیں ہے - آبپاشی
کی اس جنس کو ضرورت نہیں ہے - اگر زیادہ خشک
سالی ہو - تو ایک دو دفعہ تھوڑا تھوڑا پانی دینا
کافی ہے - زیادہ پانی دینے سے اس کی فصل کو

[1] پنجاب میں اس کی نسبت یہ مثل کہی جاتی ہے - کہ چھولے
کی جانن باہ ناہہ یعنی ماش کی جانن گھاہ - جٹ کی جانن راہ +
چنوں کے واسطے زیادہ ہل چلانے کی ضرورت نہیں ہے -
ماش کی نلائی کی ضرورت نہیں ہے - جاٹ کو راستہ پوچھنے
کی ضرورت نہیں ہے +

نقصان پہنچنے کا خوف ہوتا ہے۔ نلائی کی ضرورت بالکل
نہیں ہوتی ہے۔ البتہ اگر دوسری کسی جنس کے ساتھ
بوئی ہوئی ہو۔ تو دوسری جنس کی نلائی کے ساتھ
اس جنس کی بھی ہو جاتی ہے۔ جہاں نہروں سے آبپاشی
کرتے ہیں۔ وہاں اگر موسم خشک ہو۔ تو بیج بونے سے
پہلے پانی دے دیتے ہیں۔ پھر جب آل آجائے۔ تو
چنے بو دیتے ہیں۔ اس کے بعد پانی کی شاذ و نادر
ضرورت پڑتی ہے۔ ایسے موقعوں پر جہاں خریف
کی فصل پہلے موجود تھی۔ وہاں بھی اچھی پیداوار ہو
جاتی ہے۔ اور زمین کی طاقت بھی آئندہ فصل کے لئے
بنی رہتی ہے۔ زیادہ سردی اور پانی کی کثرت اس فصل
کو مضر ہے۔ کورا یعنی کُہر پڑنے سے فصل پژمردہ ہو
جاتی ہے اور نشو ونما نہیں پاتی۔ زیادہ پانی سے پودے
کی ڈنڈی اور شاخوں اور جڑوں میں گرہیں جیسی پڑ
جاتی ہیں۔ جس کو تمام لوگ چیچک کی بیماری بیان کرتے
ہیں۔ مگر اصلی وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ بہت سے پانی سے
اس کی جڑیں زیادہ رس چوس جاتی ہیں۔ جو اس کی کونپل
تک ضرورت سے زیادہ ہوتا ہے۔ اسی واسطے کسی کسی
جگہ جمع ہو جاتا ہے۔ اور گرہ سی بنا دیتا ہے۔ زیادہ پانی
سے اُس کی جڑوں کے منہ کشادہ ہو جاتے ہیں۔
پھر زیادہ اس کونپل تک نہیں پہنچتا۔ اور پودے کمزور
ہو کر زرد ہو جاتے ہیں۔ علاج اس کا صرف یہی
ہے۔ کہ کھیت میں زیادہ پانی نہ رہے۔ اگر کسی باعث

سے زیادہ پانی آ جائے۔ تو نکال دینا چاہیئے۔ پودے میں پھول آئے ہوئے اگر بارش ہو جائے یا کورا پڑے۔ یا بادل گرجے یا بجلی چمکے تو پھول مارا جاتا ہے۔ جب دانے پڑ جائیں۔ اور پکنے سے پہلے تھوڑی یا بہت بارش ہو جائے۔ اور پھر بادل آسمان میں چھا جائے۔ تو اُس کے بوٹوں میں ایک سبز گندار (جس کو پنجاب میں سنڈھی کہتے ہیں۔) پڑ جاتی ہے۔ جو اُس کی پیداوار کو نقصان پہنچاتی ہے +

خصوصاً جو زمین کم زور اور شورہ مٹی والی ہے اُس میں جو پودے ہوں۔ اُن میں یہ سبز گندار زیادہ پڑ جاتی ہے +

یہ جنس چیت کے مہینے میں زیادہ پھولتی پھلتی ہے[1] اخیر چیت میں چنے کاٹنے کے لائق ہو جاتے ہیں۔ جب کاٹ کر بوٹ خشک کر لیں۔ تو دائیں چلا کر غلّے اور بھوسے کو الگ کر لیتے ہیں۔ چنے گیہوں کی طرح پائدار نہیں ہیں۔ تھوڑی مدّت

[1] پنجاب میں اس کی بابت یہ مثل ہے۔ ع چنا چیت گھنا کنک گھنی بیساکھ۔ استری گھنی تاں جانئے جے منڈا ہووے ڈھاک + یعنی چنا چیت کے مہینے میں اپنی اصلی حیثیت ظاہر کرتا ہے۔ اور کنک بیساکھ میں۔ عورت تب اپنی اصلی حیثیت پر ہوتی ہے۔ جب لڑکا گود میں ہو +

میں خراب ہو جاتے ہیں۔ اس واسطے جب اس کی پیداوار ملک میں زیادہ ہو۔ تو نرخ ارزاں ہو جاتا ہے۔ ارزانی نرخ کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔ کہ اس کی تجارت دوسری ولایتوں سے نہیں ہے۔ مختلف قسموں کی مٹھائیاں اور نمکین پکوان اس کی دال سے بنائے جاتے ہیں۔ جن کا تیوہاروں اور شادیوں میں برتاؤ ہوتا ہے۔ اس کے دانے بھی بھُنا کر کھاتے ہیں۔ اُبال کر گھنگھنیاں بنتی ہیں۔ اس کی روٹی نہایت لذیذ اور خوبصورت زردی نما ہوتی ہے۔ جس کو بیسنی روٹی کہتے ہیں۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔

نکلتے پھر نہ کبھی باغِ خُلد سے آدم؟
جو کھاتے شوق سے اپنے یہ بیسنی روٹی

بھوسہ مویشی کے کام کا ہے۔ چونکہ سلونا ہوتا ہے۔ وہ بہت مزے سے کھاتے ہیں۔ اونٹوں کے واسطے تو بہت عمدہ چارہ سمجھا جاتا ہے۔ اُن کو دانے کی بجائے دیتے ہیں۔

بارھواں سبق

بلدی

اصل حال معلوم نہیں ہے۔ کہ یہ جنس کہاں سے

آئی - یا اسی ملک کی ہے - اصل میں یہ ایک قسم کا
رنگ ہے - جو کھانے کے کام میں بھی آجاتا ہے -
اسی لئے ہلدی کا خرچ زیادہ ہے - یہاں اس کی
بہت ضرورت ہے - اس کی کاشت زمینداروں کی
آمدنی کا عمدہ ذریعہ ہے +

اس کے واسطے ایسی طاقتور زمین چاہیئے - جو
باغیچے کے لائق ہو - یا وہ زمین جو گاؤں کے گرداگرد
جس میں دریا کے اُچھال سے مٹی پڑ گئی ہو یا نئی
نکل آئی ہو - بہت اچھی ہوتی ہے - غرض کہ جس قدر
پولی امانی ہو - اُسی قدر اچھی ہوتی ہے +

اسی جنس میں سے ایک قسم کی زہر دار زرد
گانٹھ سی پیدا ہو جاتی ہے - جس کو پچور یا نر پچور
کہتے ہیں - (کبھی ایک اور زہر دار گانٹھ بھی نکلتی
ہے - جس کو ہلدیہ موہرہ کہتے ہیں - مگر وہ سادہ ہوتا
ہے -) اس کی پہچان یہ ہے کہ وہ زیادہ زرد رنگت
کا نہیں ہوتا - بلکہ سفیدی نما ہوتا ہے - اور ہلدی سے
زیادہ سخت ہوتا ہے - توڑنا ہے - تو ٹکڑے زیادہ ہو
جاتے ہیں - مگر باریک نہیں پستا - اس سے خوشبو
بھی آتی ہے - جس زمین میں ہلدی بونے کا ارادہ
ہو - اوّل اُس زمین کو بیلچے سے ڈیڑھ ڈیڑھ فٹ
گہرا کھودنا چاہیئے - مٹی بھی باریک کر لینی چاہیئے -
زمین جتنی نرم اور پولی ہوگی - اُتنی ہی پیداوار زیادہ
دیگی - اگر اس کے کھیت میں چوہے اپنا بھٹ

بنا کر زمین پولی کر دیں - تو بھی اس کی پیداوار میں فائدہ ہوگا +

اگر کدال یا بیلچے یعنی پھاوڑی سے زمین نہ کھد سکے - تو ہل خوب گہرے جوتے جائیں - اور ماگھ یا پھاگن کے مہینے کرساہ کے موسم میں پہلے تین چار بار خشک زمین میں ہل چلائے جائیں +

کھاد جس قدر مل سکے - کھیت میں ڈالی جائے - کیونکہ اس میں کھاد کی نہایت ضرورت ہے - گلے ہوئے یا جلائے ہوئے سرکنڈے کی کھاد اس جنس کو فائدہ مند ہے - اگر یہ کھاد کسی دوسری کھاد کے ساتھ ملا کر ڈالی جائے - تو زیادہ فائدہ دیگی +

جب کھاد کے ڈالنے سے فراغت ہو - تو پھر اس میں پانی دیا جائے - جب آل آجائے - تو دو دفعہ اور ہل جوڑے جائیں - اس عمل سے زمین ہلدی کے بونے کے لائق ہوگی +

پانی کے دینے سے یہ بھی فائدہ ہوگا - کہ جو گھاس وغیرہ اُس کھیت میں پیدا ہونے والی ہے - وہ اس جنس کے بونے سے پہلے ہی پیدا ہو جائیگی - اور ہل جو اُس کے پیچھے جوڑے جائینگے - اُس سے وہ گھاس اُکھڑ جائیگی - اور مٹی میں مل کر اور گل کر کھاد کا کام دیگی - پھر زیادہ گھاس پیدا نہیں ہوگی - اور نلائی کرنے میں آسانی ہوگی +

ہلدی دوسری جنسوں کے ساتھ بھی بوئی جاتی ہے -

اور درختوں کے سائے تلے بھی پیدا ہو جاتی ہے +
باغوں میں بڑے بڑے درختوں آم وغیرہ کے نیچے کی اراضی میں کچھ پیدا نہیں ہوتا۔ وہ زمین خالی پڑی رہتی ہے۔ ایسی خالی زمین ہلدی کے کارآمد ہو سکتی ہے۔ اگر ہلدی وہاں بوئی جائے۔ تو پیدا ہو جائیگی +
کبھی کبھی اس کے کھیت میں یہ دیکھا گیا ہے۔ کہ جوی و رنجی مویشیوں کے چارے کے لئے ہل چلانے کے بغیر گیلی زمین میں مٹھی بھر کر بکھیر دیتے ہیں۔ یہ جنسیں اُس پر جم جاتی ہیں۔ اور ہلدی کے اُکھاڑنے سے پہلے اُن جنسوں کو کاٹ لیتے ہیں۔ اس عمل سے ہلدی کی پیداوار میں کچھ نقصان نہیں ہوتا ہے۔ اور کسی وقت ہلدی کے ساتھ تمباکو و کچالو بھی بوئے جاتے ہیں۔ اُن کو بھی ہلدی سے پہلے کاٹ لیتے ہیں +
اس کا تخم نہیں ہوتا۔ کچالو یا ادرک کی طرح چھوٹی چھوٹی گانٹھیں بوئی جاتی ہیں۔ اُبالنے سے پہلے ایسی ایسی چھوٹی چھوٹی گانٹھیں بونے کے واسطے علیحدہ رکھ لیتے ہیں۔ باقی اُکھاڑ کر اُبال لی جاتی ہیں۔ اس کا بیج ایک کنال اراضی میں ڈیڑھ من سے لیکر دو من تک ڈالا جاتا ہے۔ اور بونے کا یہ طریق ہے۔ کہ ایک ایک گانٹھ ایکھ کی طرح ہل کے پیچھے پیچھے ڈالتے چلے جاتے ہیں۔ درمیانی فاصلہ ایک

ایک بالشت کا رکھ کر اوپر سے سہاگہ پھیر دیتے ہیں۔ بعض جگہوں میں چیت مہینے سے ہی اس کا بونا شروع کر دیتے ہیں۔ اور بیساکھ و جیٹھ میں بھی بوتے ہیں۔ ساؤن کے مہینے کے شروع سے بیسویں تاریخ تک۔ اس کی گانٹھیں بوئی جاتی ہیں۔ جو نو دس روز میں پھوٹ کر نکل آتی ہیں۔ کیونکہ اس میں بھی ایکھ کی طرح آنکھیں پہلے سے موجود ہوتی ہیں +

اس بات کا پہلے سے لحاظ رکھنا چاہئے۔ کہ جو گانٹھیں بیج کے واسطے رکھی جائیں۔ اُن کو سرد جگہ یا گیلی ریت میں رکھیں۔ ایسا نہ ہو۔ کہ آنکھیں خشک ہو کر نکمی ہو جائیں +

جب پودے پیدا ہو جائیں۔ تو اُن میں سے گھاس نکالی جائے۔ اور نلائی دی جائے۔ اسی طرح بھادوں کے مہینے تک تین چار دفعہ نلائی کرنی چاہئے۔ اور پھر کنوار کے مہینے میں بھی ایک دفعہ نلائی کی جائے +

اس کے کھیت میں پانی دینے کی بہت ضرورت ہے۔ جب تک برسات شروع نہ ہو۔ تیسرے چوتھے دن پانی دیا جائے۔ برسات کے دنوں میں تھوڑا تھوڑا۔ پھر بھادوں کے مہینے کے بعد تین بار پانی دیا جائے۔ غرض کہ اس کے کھیت میں اوپر کی زمین گیلی رہے +

اس میں کھاد دو دفعہ ڈالی جاتی ہے۔ ایک دفعہ بونے سے پہلے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ دوسری

دفعہ بھادوں کے مہینے میں جب نلائی کر چکیں۔ تو
کھاد مٹھیوں سے اس کے کھیت میں بکھیریں۔ یہ
کھاد بہت باریک اور گلی ہوئی عمدہ ہونی چاہیئے۔
جب کھاد اس طرح پر ڈال دی جائے۔ تو پھر پانی
دیا جائے +

برسات کے موسم میں اگر بارش زیادہ ہو جائے۔
تو اس کا نقصان ہو جاتا ہے۔ اگر سیلاب کا پانی آ
جائیگا۔ تو بھی اس کا نقصان ہو جائیگا۔ اس کی
حفاظت کی زیادہ ضرورت ہے +

ہلدی کے پودوں کو ایک قسم کی بیماری[1] بھی ہو جاتی
ہے۔ پودوں کے کونپل خشک ہو جاتے ہیں۔ اور
پودے مارے جاتے ہیں۔ یہ بیماری خشکی سے اس
میں پھیلتی ہے۔ اگر حسب ضرورت پانی دیا جائے۔
تو یہ بیماری نہیں ہوگی +

اس کی فصل کو کسی اور طرح کی حفاظت کی ضرورت
نہیں ہے۔ مویشی اس کے پتے نہیں کھاتے۔ البتہ
سؤر جڑوں سے اکھاڑ کر نقصان کر دیتے ہیں +

ہلدی پندرھویں پھاگن تک پک جاتی ہے۔ جاڑے
کے موسم میں پتے خشک ہو جانے شروع ہو جاتے
ہیں۔ چیت کے مہینے میں ہلدی کی کھدائی شروع ہو
جاتی ہے۔ جیسے آلو۔ کچالو وغیرہ نکالے جاتے ہیں۔
اسی طرح پر اس کی گانٹھیں بھی نکال لیتے ہیں۔ پھر زمین

[1] پنجاب میں اس بیماری کا نام بھرڑ مشہور ہے +

سے اس کی گانٹھیں نکال کر اور ہاتھوں سے مٹی جھاڑ کر صاف کر لیتے ہیں۔ اور جو جڑیں یا مٹی گانٹھ کے ساتھ لگی ہوئی ہوتی ہے۔ اس کی جڑوں کو توڑ کر پھینک دیتے ہیں +

اگر ہلدی زیادہ ہو۔ تو کڑھاؤ میں ڈال کر اُبال لیتے ہیں۔ ورنہ کسی اور برتن میں ڈال کر اور ڈھک کر جوش دے دیتے ہیں۔ صرف دو دفعہ کا اُبال اس جنس کو کافی ہوتا ہے۔ پھر اُتار کر خشک کر لیتے ہیں۔ مگر خشک کرنے کے وقت اس کو چھ چھ یا چار چار پائیوں پر ڈال کر ہاتھوں یا پاؤں سے خوب ملتے رہتے ہیں۔ اگر یہ عمل نہ کیا جائے۔ تو خشک ہلدی وزن میں بہت کم ہو جاتی ہے +

بڑی بڑی گانٹھوں کو کاٹ کر دو دو تین تین ٹکڑے بنا لیتے ہیں +

ہلدی جب خشک ہو جاتی ہے۔ تو اصلی تعداد سے چوتھائی وزن میں رہ جاتی ہے۔ تین حصے خشک ہو جاتے ہیں۔ جب خوب خشک ہو جائے۔ تو بیچ ڈالنے کے قابل ہو جاتی ہے۔ اس کی گانٹھیں دو طرح کی ہوتی ہیں۔ ایک تو پہلی گانٹھ جو بوئی گئی تھی۔ دوسری اس پہلی گانٹھ سے جو اور گانٹھیں پیدا ہو جائیں۔ جو پہلی گانٹھ ہوگی۔ وہ زیادہ گہرے رنگ کی سرخی مائل زرد توڑنے سے نکلتی ہے۔ دوسری ایسے گہرے رنگ کی نہیں ہوتیں۔ اور پہلی گانٹھوں کی زیادہ جڑیں

ہوتی ہیں - اور دوسری گانٹھوں کی نسبت کسی قدر وزن میں بھی زیادہ ہوتی ہیں - ایسی گانٹھوں کو علیحدہ رکھنا چاہیئے - یا جب ضرورت ہو - تو ایسی گانٹھیں علیحدہ کرنی چاہئیں - اس قسم کی ہلدی رنگریزوں کے زیادہ کام آتی ہے - اور دوسری سے اس کو زیادہ پسند کرتے ہیں[1] +

دوسری قسم کی گانٹھیں کھانوں کے زرد رنگ کرنے کے واسطے پیس کر ڈالی جاتی ہیں - ایسی گانٹھیں عام استعمال میں آتی ہیں[2] +

کچی ہلدی جب تک جوش نہ دی جائے مصالے میں ڈال کر گھوڑوں کو کھلاتے ہیں - اس سے گھوڑے بہت جلد موٹے تازے ہو جاتے ہیں - آدمیوں کی دوائی کے کام میں آتی ہے - خون کو صفا کرتی ہے - اور مقوّی بھی ہے +

ہلدی کے پتے بستر کی جگہ نیچے بچھا لیتے ہیں - پہاڑی علاقوں میں ہلدی کے پتوں کی رسّی بٹ کر چٹائی بنا لیتے ہیں - جو اچھی نرم ہوتی ہے +

---

[1] اس قسم کی ہلدی کو پنجاب میں چنوا کہتے ہیں -
[2] جو ہلدی پیس کر کھانوں میں ڈالی جاتی ہے - اُس کو وسار کہتے ہیں +

تیرھواں سبق

تمباکو

پہلے ہی پہل اس جنس کو امریکہ کے جزائر غرب الہند سے کولینز نامی سیاح جو مشہور جہاز ران تھا۔ اس طرح پر لایا۔ کہ سمندر میں جاتے جاتے اُس کا جہاز ایک جزیرے کے کنارے لگ گیا۔ وہاں اُس نے اپنے ملاحوں کو بھیجا۔ کہ جزیرے کی سیر کریں۔ اور جو جو نئی چیزیں یا جنسیں دیکھیں۔ وہ لے آئیں۔ جب ملاح اُس جزیرے میں گئے۔ تو وہاں کے لوگوں کو کیا دیکھا کہ تمباکو کے پتے اکٹھے کرکے پونی کی طرح بنا لیتے ہیں۔ اور ایک طرف آگ لگا کر پیتے ہیں۔ ان پتوں کو وہاں سے لے آئے ؛

اوّل ملکِ یورپ میں جب اس کا پینا شروع ہوا۔ تو یورپ کے ملکوں کے بادشاہوں نے حکم جاری کئے۔ کہ اس کو کوئی نہ پیئے۔ اور سخت ممانعت کی گئی۔ مگر اس کے استعمال کی کثرت ہوتی چلی گئی ؛

اس ملک میں یہ جنس اکبر بادشاہ کے عہد میں غالباً پرتگیز لائے تھے۔ پھر جہانگیر بادشاہ کے زمانے میں اس ملک میں اس جنس کے پینے کی کثرت ہونے لگی۔

تو اُس نے نہایت ہی سخت حکم جاری کئے۔ مگر اس کے خلاف اس کے پینے کا رواج زیادہ ہوتا گیا۔ اب تو اس کے پتوں کے کھانے۔ پینے۔ سونگھنے کی ایسی زیادتی ہو گئی ہے۔ کہ سوائے سکھوں کے کہ اُن کو اس سے مذہبی ممانعت ہے۔ کوئی بھی اس سے خالی نہیں۔ خصوصاً رذیل قوم کے لوگ اور مزدور تو اس کے بغیر رہ نہیں سکتے۔ بلکہ عورتوں نے بھی اس کو شروع کر دیا ہے ؞

اس کے بونے میں بہت فائدے ہیں۔ اور اب اس کے بونے کی قدر اور ضرورت بھی ہوتی جاتی ہے ؞

اس ملک میں تمباکو[1] کی جنس اعلےٰ جنس میں شمار کی جاتی ہے۔ اگر یہ درست طور پر بوئی جاتی۔ تو زمیندار اس کی پیداوار سے مالا مال ہو جاتے۔ لطف یہ ہے۔ کہ تمباکو کے بونے میں اگرچہ محنت زیادہ ہوتی ہے۔ مگر اس کی فصل تھوڑے عرصے میں تیار ہو جاتی ہے۔ صرف اس کے بونے جوتنے اور تیار ہو جانے اور کاٹنے میں چار مہینے لگتے ہیں۔ اور محنت کرنے کا نتیجہ جلد مل جاتا ہے۔ جس قدر کڑوا تمباکو ہوگا۔ اُسی قدر زیادہ قیمت پر فروخت ہوتا ہے ؞

اس کے بونے کے واسطے وہ زمین اچھی ہے۔ جس میں کچھ شور کلّر ملا ہو۔ اسی سبب سے زمیندار

[1] یہ میکسیکو پرتگیز یا اٹلی زبان کا لفظ ہے ؞

لوگ قصبوں اور شہروں کی پرانی دیواروں کے کلر اکٹھا
کر کے تمباکو کی زمین میں ڈالتے ہیں ۔

اس کی بہت سی قسمیں ہیں ۔ مگر اس ملک میں
چار قسموں کا زیادہ مشہور ہے ۔ دیسی ۔ بلخی ۔ دھتورا ۔
ناگر ۔ گوبھی ۔ جدا جدا ناموں سے مختلف مقاموں
میں یہ بھی قسمیں پکاری جاتی ہیں ۔

دیسی تمباکو کے پتے بہت زیادہ اور چوڑے کم ہوتے
ہیں ۔ اور اوپر کو کچھ زیادہ اٹھے ہوئے ہوتے ہیں ۔
ان پتوں کی رنگت دوسری قسموں کے پتوں سے
سیاہی مائل سبز ہوتی ہے ۔

بلخی تمباکو بھی اسی قسم کا ہوتا ہے ۔ صرف اتنا
فرق ہے ۔ کہ اس کا پتا دیسی تمباکو کے پتے سے
زیادہ چوڑا ہوتا ہے ۔ اور نیچے کو زیادہ پھیلتا ہے ۔
پھول نکلنے سے پہلے کونپلیں توڑ ڈالتے ہیں ۔ ہر
ایک پتے میں شگوفہ نکلنا شروع ہوتا ہے ۔ اگر یہ
شگوفے نوچے نہ جائیں ۔ تو پتے کم زور ہو جاتے
ہیں ۔ ان کا کڑوا پن جاتا رہتا ہے ۔ دھتورا تمباکو
کی ڈنڈی موٹی ہوتی ہے ۔ اور بعض اونچی بڑھ جاتی
ہے ۔ یہ قسم نہایت کڑوی ہوتی ہے ۔ اس تمباکو کے
استعمال سے بھاڑیا گنواروں سے بچے ہیں ۔ جو بلغم کے
سبب رسولیاں[1] پیدا ہو جاتی ہیں ۔ اچھی ہو جاتی
ہیں ۔ اور گلے پھول جانے سے محفوظ رہتے ہیں ۔

[1] پنجاب میں اس رسولی کو گلڑ کہتے ہیں ۔

گوبھی تماکو۔ اس کے پتے چوڑے چوڑے ہوتے ہیں۔ پھول گوبھی کے پتوں کی مانند۔ اسی سبب سے اس قسم کے تماکو کا یہ نام رکھا گیا ہے۔ یہ قسم تھوڑے عرصے سے اس ملک میں آئی ہے +

اس کی کاشت کے لیے سیاہ رنگت کی اراضی تھوڑی جو ذرا چکنی ہو۔ اچھی ہوتی ہے۔ اسی واسطے نہر یا تالاب کے کنارے کی زمین اس تماکو کے بونے کے واسطے عمدہ ہے۔ ایسی زمین میں نباتی و معدنی مادوں کے ضروری اجزا موجود ہوتے ہیں +

جس زمین میں یہ تماکو بونا ہو۔ اس کو ہل چلا کر نرم اور پولا کرنا چاہیئے۔ اگر ایسی زمین پہلے ایک فصل خالی رکھی جائے۔ تو مناسب ہے۔ کہ اس میں کھاد ڈالی جائے۔ اور اچھی طرح پر تیار کی جائے۔ کسی قسم کی گھاس اس میں نہ رہے۔ سب سے اچھی کھاد اس جنس کے واسطے لکڑی کی راکھ ہے۔ اور اس میں اس راکھ کے وزن کے برابر ۳ آنگن یا سڑک وغیرہ کی گرد جو پاؤں کے نیچے آ آ کر باریک ہو گئی ہو۔ ڈالی جائے۔ یا جس قدر نباتاتی مادہ اس کھاد میں ملایا جائے۔ اسی قدر اس جنس کے پتے بہت اچھے اور مضبوط ہونگے +

چونکہ تماکو کا بیج بہت چھوٹا ہوتا ہے۔ اور جو پہلا شگوفہ اس میں نکلتا ہے۔ وہ بہت نازک ہوتا ہے۔ اس لئے پہلے اس کا ذخیرہ لگایا جائے۔ جب

اس کے پودے پانچ چھ انچ اونچے ہو جائیں - اور اُن میں چھ سات پتے نکل آئیں - تو ذخیرے سے اکھاڑ کر دوسری جگہ لگانا چاہیئے - جس زمین میں اس جنس کا ذخیرہ لگانا ہے - اوّل وہاں اچھے گہرے ہل چلانے چاہئیں - پھر اُس میں کیاریاں بنائی جائیں جو آٹھ فٹ لمبی اور چار فٹ چوڑی ہوں - جس میں پانی دینے کے وقت سہولت ہو +

ایسا ہی دوسری زمین میں عمل کرنا چاہیئے - جہاں پر ذخیرے سے اکھاڑ کر یہ جنس لگائی جائیگی - اس کا ذخیرہ عموماً دسمبر یا جنوری کے مہینے میں بویا جاتا ہے - اور اپریل یا مئی کے مہینے میں یہ جنس کاٹی جاتی ہے +

بعض مقاموں میں اس کے بعد بھی بوتے ہیں - اور جولائی کے شروع میں یا اخیر جون میں کاٹتے ہیں +

پہاڑی علاقوں میں تو جون یا جولائی میں بوکر ستمبر یا اکتوبر میں کاٹتے ہیں +

اس کے بونے کے لئے عمدہ بیج چاہیئے - تاکہ پیداوار بھی اچھی ہو - اور پودے تندرست ہوں +

ایک ایکڑ میں چھ چھٹانک بیج ڈالا جائے - یا ایک کنال میں تین تولے کے حساب سے +

جب ذخیرہ لگایا جائے - تو کل تخم چار یا پانچ مرلے میں بویا جائے - بونے کے وقت اس تخم کی کچھ لکڑی

کی راکھ اور کچھ آگ میں یا تھلیوں کی گرد قریب نصف کے شامل کر لی جائے۔ اس کا خالی بیج بونے کے وقت یہ اندیشہ ہے۔ کہ کہیں زیادہ بیج ایک ہی جگہ نہ بکھر جائے۔ چونکہ بیج باریک ہوتا ہے۔ اس عمل سے اندازے کے مطابق ہر جگہ بکھریگا ؀

بیج بونے کے بعد تھوڑی کھاد جو صاف کی ہوئی ہو یا مٹی صحن وغیرہ کی ریت اس پر ڈالی جائے۔ تاکہ بیج چھپ جائے ؀

بعض لوگ بوتے وقت اپنے ہاتھ سے اس کا بیج زمین میں ملا دیتے ہیں۔ اس عمل سے بھی وہی مطلب حاصل ہو جاتا ہے۔ بونے کے بعد تھوڑا سا پانی آہستگی سے دیا جائے۔ اگر پانی زور سے دیا جائیگا تو سارا بیج پانی سے بہکر ایک جگہ اکٹھا ہو جائیگا ؀

پھر جب ڈیرے والی جگہ خشک ہونے کے قریب ہو۔ تو پانی دیا جائے۔ پندرہ دن کے اندر اس کے پودے زمین سے پھوٹ کر نکل آئینگے۔ اس عرصے میں جو گھاس اس کے اندر پیدا ہو جائے۔ اُس کو احتیاط سے نکال دینا چاہئے۔ تمباکو سردی کے دنوں میں بویا جاتا ہے۔ جہاں سردی زیادہ ہو۔ وہاں اس کے بچاؤ کی تجویز کرنی چاہئے۔ ہوا وغیرہ کے بچاؤ کے واسطے ٹٹیاں کھڑی کر دی جائیں۔ جب

ے پنجاب میں تمباکو کے بیج کر باریک ہونے کے سبب تمباکو کی بچی کہتے ہیں ؀

وغیرہ کے پودے پھوٹ آئیں اور پتے دو تین نکل آئیں۔ تو درانتی کی نوک سے آہستہ آہستہ نلائی کی جائے۔ خراب قسم کی گھاس نکالی جائے۔ اگر اس کے کھیت میں کلّر نہ ہو۔ تو تھوڑی تھوڑی کلّر کی ملی ہوئی مٹی اُس پر ڈالی جائے۔ اور پانی بھی دیا جائے۔ اسی طرح پھر کبھی دو تین بار کلّر کی ملی ہوئی کھاد ڈالی جائے۔ اور وغیرہ کے کھیت سے دو دفعہ نلائی کرکے گھاس نکالی جائے +

جب اس کے پودوں کا قد پانچ یا چھ انچ ہو جائے۔ تو جو زمین پہلے تیار کی ہوئی ہے۔ اُس میں پودے ہاتھوں سے اکھاڑ کر قطاروں میں لگانے چاہئیں۔ ہر ایک پودے کا درمیانی فاصلہ ایک ایک فٹ کا ہو +

لگاتے وقت ساتھ کے ساتھ لوٹے سے تھوڑا تھوڑا پانی جڑوں میں دینا لازم ہے۔ دوسرے دن پھر پانی دیا جائے۔ پھر جب زمین میں آل آ جائے۔ اُس وقت پھر پانی دینا چاہئے۔ پھاگن کے مہینے میں تیسرے چوتھے دن۔ چیت کے مہینے میں تیسرے دن اور بیساکھ میں بعض اوقات روز مرہ پانی دینے کی ضرورت ہوگی۔ اس اثنا میں جب کھیت میں آل آئے۔ چار بار نلائی کرنی ہوگی۔ یہ نلائی مہینے کے اوّل دنوں میں اور آخر دنوں میں نہیں کی جاتی۔ بلکہ درمیان کے دنوں میں +

نلائی کرتے وقت اگر تھوڑی تھوڑی کھاد بھی ڈالے جائیں تو پودے اچھی پرورش پائینگے ٭

جب نلائی کر چکیں اور کھاد ڈال دی جائے۔ تو پانی کی بھی ضرورت ہوگی۔ نلائی کرتے وقت تھوڑی تھوڑی مٹی ہر ایک پودے کی جڑوں کے پاس جمع کر دینی چاہیئے۔ تاکہ پودے سیدھے کھڑے رہیں اور اچھی پرورش پائیں۔ اس بات کی بہت احتیاط چاہیئے۔ کہ کسی قسم کا کیڑا اُس کو نہ لگ جائے۔ اگر کیڑا لگنا شروع ہو جائے۔ تو اُس کو مار ڈالنا چاہیئے ٭

اگر کھیت میں کچھ پودے خشک ہو جائیں۔ تو اُن کی جگہ اور پودے ذخیرے سے اُکھاڑ کر لگائے جائیں ٭

چیت کے مہینے میں اس کو ایک بیماری ہو جاتی ہے۔ جس سے پتے سکڑ جاتے ہیں۔ یہ بیماری اُس کی فصل کا نقصان کر دیتی ہے[1] ٭

جب اُس کے پودے میں دس بارہ پتے نکل آئیں۔ تو اُوپر سے اُس کی کونپل نوچ ڈالنی چاہیئے۔ اور پتوں کے نیچے جو شگوفے پھوٹ آئیں۔ وہ بھی نوچ ڈالے جائیں۔ اس عمل سے جو پتے موجود ہیں۔ وہ خوب تیار ہو جائینگے۔ اور پوری

[1] پنجاب میں اس بیماری کا نام کوہڑ ہے۔ لا علاج بیماری ہے ٭

پرورش پائینگے +

عام طور پر اس کے پودوں میں سولہ پتّے سے زیادہ نہیں ہوتے۔ چوٹیاں توڑنے اور شگوفے توڑنے کا کام پانی دینے سے پہلے کیا جائے۔ جب پتّوں پر زردسی رنگت چھا جائے۔ اور اُن پر جھرّیاں پڑجائیں۔ تو سمجھنا چاہئے۔ کہ فصل تیّار ہوگئی +

ایک علامت اس کے پک جانے کی یہ ہے۔ کہ اس وقت بہت کڑوی بو اُس کے پودے سے آتی ہے۔ جب یہ علامتیں پائی جائیں۔ تو اُس کا کھیت کاٹ لو۔ دو دن تک کٹے ہوئے پودے کھیت میں ہی پڑے رہیں۔ تیسرے دن سورج کے نکلنے سے پہلے جمع کر لیا جائے۔ اور جمع کئے ہوئے پودوں کا چکتا[2] باندھ کر اُس کو کپڑے یا بوری سے ڈھانپ دینا چاہئے۔ اس عمل سے اُن کٹے ہوئے پودوں کو خوب گرمی پہنچیگی۔ جب دو دن گزر جائیں۔ تو تیسرے دن اس چکتے کو کھول کر پھیلا دینا چاہئے۔ اور ایک دھوپ دے کر دوسرے دن کی صبح کے وقت سورج نکلنے سے پہلے وہ پودے کٹے ہوئے پھر ایک جگہ اکٹھے کر کر چکتا باندھ دیا جائے۔ پھر دو دن کے بعد رات کے وقت وہ چکتا کھول کر خوب ملایا اور جھاڑا جائے۔ اور سورج کے نکلنے سے پہلے اُسی

سلہ پنجاب میں جھرّیوں کو کاکرہی کہتے ہیں +

سلہ۲ پنجاب میں چکتا کو چکّہ کہتے ہیں +

جنسوں میں سے ہے اور زیادہ مول دلاتی ہے۔ جو زمیندار حقہ پیتے ہیں۔ اُس کے مول لینے سے بچ جائینگے۔ چبانے۔ پینے۔ سونگھنے میں اس کا زیادہ برتاؤ ہے۔ اس کے خشک پتے۔ پان۔ چونے۔ کتھے میں ڈال کر کھاتے ہیں۔ اور بعضے بغیر چونے و پان وغیرہ کے کھا جاتے ہیں۔ حقہ پینے والے اس میں شیرہ ملا کر اور کوٹ کر پیتے ہیں۔ پہاڑی علاقوں میں تو شیرہ کمیاب ہے۔ وہاں خشک ہی پی جاتے ہیں۔ باریک پیس کر ہلاس[1] بنایا جاتا ہے۔ جس کے دانتوں میں درد ہو۔ وہ اس کے پتوں کو دانتوں پر ملتا ہے۔ تو دانت اچھے ہو جاتے ہیں۔ غرض کہ تمباکو بلغم دور کرنے والا سمجھا جاتا ہے۔ مگر در اصل جس قدر بلغم جسم سے نکالتا ہے۔ اُس سے زیادہ پیدا کرتا ہے۔ اسی واسطے تمباکو پینے والے جب زیادہ بوڑھے ہو جاتے ہیں۔ تو وہ بلغم سے زیادہ خراب ہوتے ہیں ؞

چودھواں سبق

پوست

اس سے نشہ ہوتا ہے۔ اس لئے زمینداروں کو

[1] پنجاب میں ہلاس کو نسوار کہتے ہیں ؞

اسے استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔ مگر اس کی کاشت سے زمینداروں کو آمدنی اچھی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ تھوڑی سی محنت اور تردّد سے اس کی بہت پیداوار ہوتی ہے۔ افیون بھی پوست سے ہی بنتی ہے۔ اس کی تجارت کا سلسلہ چین وغیرہ کے ساتھ جاری ہے۔ اگر اس کی کاشت میں ترقی ہو جائے۔ تو ملک کی دولت بھی بڑھیگی +

یہ معلوم نہیں ہے۔ کہ آیا یہ جنس باہر سے اس ملک میں آئی۔ یا یہاں کی اصلی پیداوار ہے۔ سب سے زیادہ فائدہ اس میں یہ ہے۔ کہ تھوڑے عرصے میں تیار ہو جاتی ہے۔ اور محنت کا نتیجہ جلد مل جاتا ہے +

یہ جنس دو مطلبوں کے واسطے بوئی جاتی ہے۔ یا تو اس کے پودوں سے افیون نکالتے ہیں۔ یا پوست ہی رکھ لیتے ہیں۔ اس میں سے افیون نہیں نکالتے۔ پوست سے جو دانے نکلتے ہیں۔ اُن کو خشخاش کہتے ہیں۔ خشخاش طاقتور دوا ہے۔ عمدہ غذا ہے۔ اس کا ذکر سبق کے اخیر میں کیا جائیگا +

خشخاش کے دانے دونو صورتوں میں حاصل ہو جاتے ہیں۔ خواہ پوست کے ڈوڈے رکھے جائیں یا پوست سے افیون نکال لی جائے۔ البتہ جس ڈوڈے سے افیون نکال لی جاتی ہے۔ اُس میں سے خشخاش کم نکلتی ہے۔ اور جن ڈوڈوں میں سے افیون نہ نکالی

جائے۔ اُس سے خشخاش کے دانے زیادہ نکلینگے[1]
اس کے واسطے پولی زمین چاہیئے۔ جو زیادہ سُرخ رنگت کی نہ ہو۔ بلکہ سفیدی مائل ہو۔ اور اس میں ریت کی ملاوٹ بھی کم ہو۔ اور سخت بھی زیادہ نہ ہو۔ عموماً پوست گاؤں کے گرداگرد والی زمین میں بوئی جاتی ہے۔ کیونکہ وہ زمین طاقتور ہوتی ہے۔ اُس میں کھاد خود بخود زیادہ پڑتی رہتی ہے۔ جس زمین میں یہ جنس بوئی جاتی ہے۔ اُس میں فصل خریف عموماً نہیں بوئی جاتی۔ خریف میں زمین خالی چھوڑی جاتی ہے +

پوست کی چند قسمیں ہیں۔ مگر اس کے بیج سے اس کی قسمیں پہچان میں نہیں آتیں۔ جب اس کے پودوں میں پھول نکلتے ہیں۔ تو اُن کے مختلف رنگوں سے اُن کی پہچان ہو جاتی ہے۔ یہ جنس باغوں میں پھولوں کے واسطے بھی بوئی جاتی ہے۔ اس کی علاحدہ قسم ہے۔ اس کے دانے بھی چھوٹے چھوٹے

---

[1] ضلع شاہ پور اور کلو کے علاقے میں اس جنس کے بونے اور افیون کے پیدا ہونے سے مالگزاری سرکار کی ادا کی جاتی ہے۔ افیون کی پیداوار کے بغیر وہاں کے زمینداروں کو مالگزاری سرکار کا ادا کرنا مشکل ہے۔ اگر افیون وہاں پیدا نہ ہو۔ تو اُن کی بربادی کی صورت ہو جاتی ہے۔ اس واسطے سب چھوٹے بڑے زمیندار اپنی طاقت کے موافق اس جنس کو بوتے ہیں +

اور سیاہ رنگت کے ہوتے ہیں۔ اس کے پھولوں کی پنکھڑیاں گلاب کے پھولوں کی طرح ہوتی ہیں۔ اور اُس کے ڈوڈے بہت چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں +

آبی اور بارانی قسموں کی زمین میں یہ جنس ہو جاتی ہے۔ پہاڑی علاقوں میں تو یہ جنس سیلاب اور بارانی زمین میں بغیر پانی دینے کے پیدا ہو جاتی ہے +

میدان کے ملکوں میں تو سوا ئے خاص کسی ٹکڑے کے جہاں بوئی جائیگی - پانی دینے کی ضرورت پڑیگی +

اس جنس کے بونے کے واسطے بھادوں یا اسوج کے مہینے سے ہل چلانے شروع کریں۔ پانچ چھ دفعہ ہل جوتنے کی ضرورت ہوگی۔ سہاگہ بھی پھیرا جائیگا۔ غرض کہ کھیت کی مٹی بہت باریک کی جائیگی +

پہاڑی علاقوں میں جیسا کہ اس جنس کے بونے کے واسطے میدان میں زمین جوتی جاتی ہے - ایسے ہل نہیں چلاتے ہیں۔ مگر وہاں تھوڑے ہل چلانے سے وہی فائدہ ہو جاتا ہے۔ جو دیس میں زیادہ ہل چلانے سے نکلتا ہے +

جس زمین میں پوست بونا ہو۔ اُس میں پہلے باریک اور گلی ہوئی کھاد ڈالنی چاہیئے۔ بوتے ہوئے بہت سی کھاد کی ضرورت پڑتی ہے۔ اگر باریک اور گلی ہوئی کھاد نہ ملے۔ تو جیسی کھاد مل جائے۔ ویسی ہی ڈالنی مناسب ہے۔ مگر وہ کھاد اس کے پودوں کو پورا فائدہ نہیں دیگی - وجہ یہ ہے۔ کہ

اُس کے دانے چھوٹے اور باریک ہوتے ہیں۔ اور
جب کھاد موٹی ہوئی تو اُس کے پودے اچھی طرح
سے کھاد کا عرق نہ کھینچ سکینگے۔ جب تک کھاد کے
اجزا بہت باریک نہ ہونگے۔ اُس کے پودوں کی
پرورش کے واسطے کار آمد نہیں ہو سکتے +
کاتک کے مہینے کے شروع سے پندرھویں تاریخ
تک پوست بویا جاتا ہے۔ پہاڑی علاقوں میں کبھی
کبھی پوس اور ماگھ کے مہینوں میں بوتے ہیں۔ جس
روز اسے بونا ہو۔ اُس سے پہلی رات کو تھوڑے سے
پانی میں اس کے بیج کو بھگو کر کسی برتن میں رکھ
دیتے ہیں۔ پانی صرف اسی قدر ڈالا جائے۔ کہ اس کے
دانے جذب کر لیں۔ رات کے وقت اسی طرح پہر چار
پہر تک بھیگا رہنے۔ پھر صبح کے وقت بویا جائے۔
بوتے وقت بیج میں مٹی یا ریت یا راکھ ملائی جاتی ہے
اور کھیت میں دو تین دفعہ تھوڑا تھوڑا سا بیج ڈالا
جائے۔ اس کا بیج ایک چھٹانک سے لے کر ڈیڑھ
چھٹانک تک فی کنال ڈالتے ہیں۔ جو فی ایکڑ دس
چھٹانک سے پندرہ چھٹانک ہو جاتا ہے۔ جس
کھیت سے افیون نکالنی ہو۔ اُس میں بونے کے
بعد چار چار فٹ کے فاصلے پر ایک سیدھی آڑ ہل
سے نکال دی جائے۔ اُس سے یہ فائدہ ہوگا۔ کہ
افیون نکالتے وقت آسانی ہوگی۔ اور معلوم رہیگا۔ کہ کن
دو آڑوں کے درمیان کے پودوں سے افیون اُتاری

گئی ہے۔ گویا یہ ہل کی آڑ قطار کا کام دیگی ؛
جہاں کوئیں وغیرہ سے پانی دینے کے واسطے کیاریاں بنائی جائیں۔ وہاں وہی مطلب اُن کیاریوں سے حاصل ہو جاتا ہے۔ تین چار دن میں اس کا بیج زمین سے پھوٹ کر نکل آتا ہے۔ جب تین چار پتے نکل آئیں۔ تو نلائی کی جائیگی۔ نلائی کرنے میں احتیاط چاہئے۔ کیونکہ اس کے پودے بہت نرم ہوتے ہیں۔ کسی نوکدار اوزار درانتی وغیرہ سے اس کی نلائی کی جانی چاہئے؎۱
جو پوست ماگھ یا پھاگن کے مہینوں میں یا اُس کے بعد بویا جائے۔ اُس کی نلائی چیت کے مہینے میں کرنی چاہیئے۔ پھر جب پودے ایک ایک فٹ سے زیادہ ہو جائیں۔ تو تیسری دفعہ بھی نلائی کرنی مناسب ہے۔ اس کے بعد پھر کوئی نلائی نہیں ہوتی ؛
اس جنس کو متوسط مقدار کا پانی دیا جاتا ہے۔ چار پانچ دفعہ سے زیادہ پانی دینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اگر یہ کسی نہر کے کنارے بویا جائے۔ اور نہر سے پانی دیا جائے۔ تو بہت احتیاط رکھنی چاہیئے۔ کہ ضرورت سے زیادہ پانی نہ دیا جائے۔ اس کے پودے نرم ہوتے ہیں۔ اس نرمی کے باعث زیادہ پانی جذب نہیں کر سکتے۔ اور نہ زیادہ دھوپ سہ سکتے ہیں۔ میدانی ملک میں اس جنس کے پودوں میں

؎۱ پنجاب میں ایسا اوزار کیلتی کے نام سے مشہور ہے ؛

پھاگن کے دنوں میں پھول لگنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور چیت کے مہینہ میں ڈوڈے آجاتے ہیں۔ اور چیت کے اخیر کاٹ لیتے ہیں ٭

پہاڑی علاقوں میں اس جنس کا پودا بیساکھ کے مہینے میں پھولنا شروع ہوتا ہے۔ اور اس مہینے کے اخیر یا جیٹھ کے شروع تک افیون نکالنے کے واسطے ڈوڈے تیار ہو جاتے ہیں۔ اس میں ڈوڈے لگ جائیں۔ تو اس کو جانوروں سے بچانا چاہیئے۔ طوطے اس کے ڈوڈوں کو کتر ڈالتے ہیں۔ اگر بڑے بڑے کھیت ہوں۔ تو دن کو کھیت کی حفاظت کے لئے ایک آدمی کی ضرورت ہوگی۔ طوطے کے سوا اور کوئی جانور اس کو نقصان نہیں پہنچاتا۔ البتہ زیادہ بارش کے سبب سے اس کے ڈوڈے کسی قدر خراب ہو جاتے ہیں ٭

افیون کے نکالنے کا طریق یہ ہے۔ کہ جب ڈوڈوں کے اوپر سے پھول گر جائیں۔ اور چار پانچ دن گذر جائیں۔ اور ڈوڈے سبز ہوں۔ تو شام کے وقت ان کو ایک لوہے کے اوزار سے جو نہنے[1] کی شکل کا ہوتا ہے۔ ڈوڈے کی ایک طرف میں تین شگاف دیتے ہیں۔ ان شگافوں کا درمیانی فاصلہ نصف انچ سے کم ہوتا ہے۔ رات کے وقت ان شگافوں کی جگہ سے عرق نکل کر پوست کے ڈوڈوں کی پشت پر جم جاتا ہے۔

---

[1] پنجاب میں نہنے کو نہیرنا کہتے ہیں۔ یہ وہ آلہ ہے۔ جس سے ناخون اتارے جاتے ہیں ٭

پھر صبح کے وقت لوہے یا لکڑی کی کڑچھی سے اُس جمی
ہوئی رس کو اُتار لیتے ہیں۔ وہ اُترا اور جما ہوا عرق
اُس پودے کے ڈوڈے کا افیون کہلاتا ہے۔ اور
اس جمے ہوئے عرق کے اُتارنے کا ڈوڈوں پر
سے عموماً یہ قاعدہ ہے۔ کہ کڑچھی کو اوّل منہ کے
لعاب سے تر کرتے ہیں۔ اس لعاب کے سبب سے
اُس کڑچھی میں افیون نہیں لگتی۔ جتنی دفعہ اُس
کڑچھی سے ڈوڈوں پر کی افیون کھرچتے ہیں۔ اُتنی
دفعہ منہ کے لعاب سے کڑچھی تر کر لی جاتی ہے۔ جب
وہ ڈوڈے خشک ہو جاتے ہیں۔ تو اُن سے عرق نہیں
نکلتا ہے۔ اگر دھوپ سخت پڑتی ہو۔ تو صرف دو بار
شگاف دینے سے عرق نکلیگا۔ پھر عرق نکلنا بند ہو
جائیگا۔ اور ڈوڈے خشک ہو جائینگے۔ بعض لوگ
منہ کے لعاب سے لگا کر جو افیون نکالی جاتی ہے۔
اُس کے کھانے سے نفرت کرتے ہیں۔ وہ یہ عمل
کرتے ہیں۔ کہ جس وقت افیون کے نکالنے کا موقع
آتا ہے۔ وہ تھوڑا گھی یا تیل اُس اوزار کی نوک کو
لگانے کے واسطے دے دیتے ہیں ٭

بارش کے دنوں میں ڈوڈوں میں عرق نہیں نکلتا۔
اگر کچھ نکلتا بھی ہے۔ تو دھویا جاتا ہے۔ اس واسطے
اگر آسمان پر گھٹا چھا گئی ہو۔ تو ایک دو دن کے
واسطے افیون کا نکالنا بند کر دیتے ہیں۔ اگر بارش
بند نہ ہو۔ اور اسی بارش میں افیون نکالی جائے۔

تو وہ افیون علیحدہ رکھی جائے۔ یہ افیون ناقص قسم کی ہوگی۔ دوسری اچھی قسم کی افیون کے ساتھ اگر یہ افیون ملا دی گئی۔ تو باقی افیون بھی ناقص ہوجائیگی۔ جب اس طریقے سے افیون ڈوڈوں سے نکال لی گئی۔ تو اُس کے آدھ آدھ سیر کی پُڑیاں بنا کر پوست کے خشک پتّوں سے لپیٹ دی جائیں۔ اور ایسی سیلی جگہ میں رکھیں۔ جہاں ہوا بالکل نہ لگے۔ گرمی اور ہوا کے سبب افیون خشک ہو جاتی ہے +

جن پودوں میں سے افیون نہیں نکالتے ہیں۔ اُن کے ڈوڈے جب خشک ہوجاتے ہیں۔ تو اُن کو کاٹ کر سُکھا لیتے ہیں۔ جب ڈوڈے خشک ہوجاتے ہیں۔ تو توڑ کر خشخاش نکال لیتے ہیں۔ جن ڈوڈوں میں سے افیون نہیں نکالی گئی۔ اُن کو اسی طرح رکھ لیتے ہیں۔ خریدار مع خشخاش مول لے لیتے ہیں۔ پھر گھر یا دُکان پر لے جا کر ایک باریک لوہے کی سلائی سے ان ڈوڈوں میں سوراخ کرکے خشخاش نکال لیتے ہیں۔ اور خالص ڈوڈے پینے کے واسطے رکھ لیتے ہیں۔ یا فروخت کر دیتے ہیں +

جن ڈوڈوں میں سے افیون و خشخاش نکال لی گئی ہے۔ عام لوگ اُن ڈوڈوں کو پھینک دیتے ہیں۔ کہ وہ کسی کام کے نہیں رہتے۔ مگر بعض آدمی اُن کو کوٹ کر اور پانی میں ڈال کر اُبال لیتے ہیں۔ جب دو تین دفعہ وہ ڈوڈے پانی میں جوش کھاتے ہیں۔

تو اُس پانی کو سرد کر کے کپڑے میں ڈال کر چھان لیتے ہیں۔ پھر صاف کئے ہوئے پانی کو پکاتے ہیں۔ جب پانی سوکھ جاتا ہے۔ اور کچھ عرق اُس کا جما ہوا رہ جاتا ہے۔ اُس کو افیون میں ملا دیتے ہیں +

بہت لوگ افیون کی پنڈیوں کے بیچ میں چھوٹے چھوٹے کنکر اور پتھر کے ریزے ملا دیتے ہیں۔ جس سے افیون کا وزن زیادہ ہو جاتا ہے۔ مگر یہ اُن کی غلطی ہے۔ اوّل تو خریدار ٹٹول کر نکال لیتے ہیں۔ اور اگر یہ ملاوٹ معلوم ہو جائے۔ تو اُس افیون کا نرخ سستا ہو جاتا ہے +

بعض لوگ ایک عمدہ قسم کی ملاوٹ افیون میں کرتے ہیں۔ اس طرح پر کہ گیہوں کا نشاستہ اور شہد اور ریتیش لے کر اس کو پیستے ہیں۔ اور اچھی طرح پر باریک کر کے اُس میں نشاستہ ملا دیتے ہیں۔ پھر شہد میں شہد کے برابر پانی ملا کر اُس کو آگ پر رکھ کر جوش دیتے ہیں۔ جب جوش دیتے دیتے یہ حالت ہو جائے کہ شہد کا قطرہ پانی میں ڈالا جائے۔ تو جم جائے۔ اُس کو اُتار کر وہ ہریت نشاستہ ملا دیتے ہیں۔ پھر وہ بالکل افیون کی شکل بن جاتا ہے۔ اس کی کچھ پہچان نہیں ہو سکتی۔ رنگت [illegible] ہو جاتی ہے۔ بلکہ خوشبو اُس میں سب پیدا ہو جاتی

ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ نشہ نہیں ہوتا ۔

اس کے پودوں سے پتوں کی بھجیا بناتے ہیں۔ مگر صرف اس وقت جب پودے چھوٹے ہوں۔ پودے جب ایک فٹ سے زیادہ ہو جائیں۔ پھر بھجیا نہیں بناتے۔ کیونکہ اس وقت اس کے پتوں میں کسی قدر نشہ پیدا ہو جاتا ہے ۔

افیون کا کھانا اچھا نہیں ہے۔ نشہ خوری کرنے والے بڑی ہی قصور پیشہ ہیں۔ اس کا مغز بادام سے زیادہ چکنا اور گرم ہے۔ اگر سر میں درد ہو تو سر کا درد اور خشکی دور کرتا ہے۔ اگر بیج کا شیرہ نکال کر اس کا حلوہ بنا کر کھایا جائے تو دماغ کو طاقت بخشتا ہے ۔

ٹھنڈائی بھی اس کی بنائی جاتی ہے۔ پوست کو گھوٹ کر اور دال میں ملا کر پکوڑی بناتے ہیں۔ تو پکوڑی مزیدار ہو جاتی ہے ۔

ہندو لوگ ایک ورت رکھتے ہیں۔ جس میں وہ زیادہ خشخاش ہی کی سرداری شیرہ اور حلوہ وغیرہ بنا کر کھاتے ہیں۔ اس حالت میں خشخاش کے دانے اناج تصور نہیں ہوتے ۔

کھیتی کی کتاب کا

تیسرا حصّہ

باغ کے میوے اور ترکاریاں

باغ عموماً اُس زمین کے ٹکڑے کو بولتے ہیں کہ جس میں بہت سے میوہ دار درخت ہوں۔ اور اُس میں پھلواڑی یا ترکاری بھی ہو۔ جس طرح زیور اور کپڑے سے انسان کی زیبائش ہے۔ اُسی طرح زمین کا ٹکڑہ جنگل کے خود رُو درختوں اور باغ کے بیل بوٹوں سے خوش نما بن جاتا ہے +

جس زمین کے ٹکڑے پر زیادہ باغ ہوں۔ وہ ٹکڑا اُس زمین کے ٹکڑے سے زیادہ دل پسند اور خوش نما ہوگا۔ جس میں باغ نہیں + باغوں سے یہ فائدے ہیں +

اوّل ۔ نظر کے واسطے تر و تازگی اور روح کو فرحت +

دوم - میووں کی سی مقوی غذا کا مل جانا +
سوئم - نئی قسم کی ترکاریاں +
میووں میں عموماً وہ مادے زیادہ ہوتے ہیں۔ جن کے کھانے سے بدن کی طاقت بڑھتی ہے۔ اور عرصے تک قائم رہتی ہے۔ اور ترکاریوں کے فائدے تو ظاہر ہیں - کہ اُن سے خون صاف ہوتا ہے - اور تندرستی قائم رہتا ہے +
اس ملک کی آب و ہوا متوسط درجے کی ہے۔ نہ زیادہ گرم نہ زیادہ سرد (خاص پہاڑی حصے اور خاص گرم جگہ اس سے مستثنےٰ ہیں) اس واسطے اُن میووں اور مصالحوں کے سوا جو بہت ہی گرم ملک میں پیدا ہوتے ہیں - یا وہ میوے اور پھل جو بہت سرد جگہوں میں پرورش پا کر تیار ہوتے ہیں۔ باقی عام قسم کے میوے دار درخت اور ہر قسم کی ترکاریاں اس ملک میں پیدا ہو سکتی ہیں +
چونکہ عام طور پر اس ملک کی زمین میں طاقت زیادہ ہے - اس واسطے معمول سے زیادہ محنت اور تردد باغ کے واسطے نہیں کرنی ہوتی - باغوں کے واسطے پولی اور نرم زمین جس میں بہت سے نباتی ذرے ملے ہوں - اور تھوڑی سی ریتا بھی ہو - اچھی ہوتی ہے - ایسی زمین کے پہچاننے کا ذکر پہلے باب میں گذر چکا ہے +
مستطیل یا متوازی الاضلاع کی شکل کا باغ عمدہ

طرح کی ترکاریاں مل سکتی ہیں - اس کے سوا جب مختلف
قسم کے درخت لگائے گئے - تو اُن کی جڑوں کی بھی
مختلف بناوٹ ہوگی - کسی کی جڑ بہت گہری - کسی کی
کچھ کم - کسی کی آڑی - کسی کی ترچھی - اس سبب
سے وہ آندھی وغیرہ کی آفتوں سے محفوظ رہینگے +

باغ کے جنوبی و مشرقی کونے کی طرف کسی قدر
زمین خالی رکھنی مناسب ہے - اور اس جگہ میں دوسرے
ملکوں کی آئی ہوئی ترکاریوں اور پودوں کے بیج بوئے
جائیں اور وغیرہ لگایا جاوے - کیونکہ سردی کے
موسم میں ایسے پودوں کو دھوپ کی زیادہ ضرورت ہوتی
ہے - اور دھوپ اُن کو جنوب کی طرف سے
خوب لگتی ہے - حوض باغ کے شمال اور مشرق کے
کونے میں بنایا جاوے - اگر زمین کی سطح کسی طرف
کو اونچی ہے - تو وہاں لگایا جاوے - غرض ایسی جگہ
ہو - جہاں سے باغ کے ہر ایک موقع میں پانی
پہنچ سکے - اگر بڑے بڑے باغوں میں جدا جدا
قسم کے میوے دار درختوں کے چھوٹے چھوٹے
تختے جدا جدا لگائے جائیں - تو وہ تختے باغ کی
خوبصورتی بڑھا دینگے - اور ایک جگہ ہونے کے سبب
سے میوے اور ترکاری کی تیاری کے وقت حفاظت
آسانی سے ہو سکیگی +

پہلا سبق

آم

آم اسی ملک کی پیدائش ہے - اسی ملک سے دوسرے ملکوں میں گیا ہے - اس کا درخت عرصے تک قائم رہتا ہے - اور پھل کثرت سے دیتا ہے - جس میں زیادہ فائدہ ہو جاتا ہے - اس کی لکڑی بھی مضبوط ہوتی ہے - عمارتوں کے کام آتی ہے - زیادہ خوبی اس پیڑ میں یہ ہے - کہ جب اس کے پودے جوان ہو جاتے ہیں - پھر کسی قسم کی پرورش کی ضرورت نہیں رہتی - ایک دفعہ کے لگائے ہوئے تین چار پشت تک کھڑے رہتے ہیں - اور آمدنی کی صورت بنی رہتی ہے +

اس میوے کی بہت سی قسمیں ہیں - ہر ایک کے نام قد و قامت - رنگ ڈھنگ اور ذائقے کے سبب سے پڑ جاتے ہیں - مثلاً لاڈوا - لوکیا - سونفیا - دودیا - بھڈریاں[1] - سپیدہ - سندھوری وغیرہ وغیرہ +

اب اس کے سوا دو قسموں کے آم اور بھی

---

[1] پنجاب میں اس آم کو بھڈواری یا بھڈرو کہتے ہیں +

اس ملک میں پیوند کے ذریعہ سے پیدا ہوگئے ہیں۔ ایک بمبئی۔ دوسرا مالدہ۔ اب اس ملک میں دن بدن اُن کی ترقی ہے ‡

اس میوے کے پیڑ کے لئے متوسط درجے کی آب و ہوا چاہئے۔ اگر کسی موسم میں زیادہ سردی یا زیادہ گرمی پڑنے لگے۔ تو اُس کے پودے سوکھ جاتے ہیں۔ بڑے سرد پہاڑ یا زیادہ گرم جگہ میں یہ درخت نظر نہیں آتے۔ اس میوے کے پودے گرمی کی سختی اس صورت میں اُٹھا سکتے ہیں۔ کہ اُن کو پانی دیا جائے ‡

آم کے پودے کو زیادہ سردی کی برداشت نہیں ہے۔ کبھی کبھی دیکھنے میں آتا ہے۔ کہ اگر دو رات پالا زیادہ پڑے۔ تو دس دس بارہ بارہ برس کی عمر کے پودے مارے جاتے ہیں۔ اور بالکل سوکھ جاتے ہیں۔ اس کے درخت کا عرق گاڑھا ہوتا ہے۔ پانی کی طرح پتلا نہیں ہوتا۔ اسی واسطے اگر ایک دفعہ سوکھ جائے یا کاٹا جائے۔ پھر دوبارہ پھوٹکر پیدا نہیں ہوتا۔ یہ میوہ اچھی قسم کا وہ ہوتا ہے۔ جس کا رس پتلا اور میٹھا ہو۔ گٹھلی چھوٹی ہو۔ ریشہ اور صوف بالکل نہ ہو۔ چھلکا موٹا ہو۔ مربے کے واسطے ایسے ہی آم زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اس کے پودے دو طریق سے لگاتے ہیں۔ ایک تو پیوند چڑھانے سے۔ دوسرے بیج بونے سے ‡

پیوند ایسے پودوں پر چڑھتا ہے۔ جو بیج سے
پیدا ہوئے ہوں۔ آم کا پیوند اَور درخت پر نہیں
چڑھ سکتا۔ اور پیوند بھی ڈالی کا چڑھیگا۔ دوسرا
نہیں۔ پیوندی پودوں میں پھل جلد آتا ہے۔ مگر
درخت اتنے عرصے تک قائم نہیں رہتا۔ جتنا بیج کا
بویا ہُوا درخت۔ اس کے بیج بونے کا یہ طریق ہے۔
کہ اوّل ایک کیاری طیار کی جائے۔ اُس میں آم کی
گٹھلیوں کا ذخیرہ لگایا جائے۔ کبھی علٰحدہ علٰحدہ
گملوں میں بھی گٹھلیاں گاڑ دی جاتی ہیں۔ گٹھلی تازہ
اور گیلی لگانی چاہیئے۔ خشک کرکے بوئی جائے۔ کیونکہ
اگر خشک کرکے بوئی جائیگی۔ تو پیدا نہیں ہوگی۔ اس
کی پہچان یہ ہے۔ کہ جب گٹھلی گیلی ہو۔ ہلانے سے
کھڑکتی نہیں۔ مگر خشک ہوکر آواز دینے لگ جاتی
ہے۔ جہاں اس کا ذخیرہ لگایا جائے۔ وہاں کسی قدر
گلی ہوئی کھاد اور اینٹوں کی باریک روڑی مٹی میں
ملانی چاہیئے۔ جب ساون کا مہینہ آئے۔ تو ذخیرہ
لگانے کا فکر کیا جائے۔ اگر ذخیرے میں ثابت آم
بویا جائے۔ تو اچھا ہے۔ جب ثابت آم یا گٹھلیاں
زمین میں بوئی جائیں۔ تو اُن کا درمیانی فاصلہ ایک
ایک بالشت ہو۔ اور گملوں میں تو علٰحدہ علٰحدہ ہی
ہونگی۔ بعض لوگ بونے کے وقت تھوڑی سی کستوری
گٹھلی کے منہ کے اوپر رکھ دیتے ہیں۔ اس سے
جو پھل آئندہ اس درخت سے پیدا ہوتے ہیں۔

اُن میں کستوری کی بو آتی رہتی ہے۔ اسی طرح پر جب تک گٹھلی نہ پھوٹے اور شگوفہ نہ نکلے۔ سونف کا عرق پانی کی بجائے ڈالتے ہیں۔ اس سے بھی اُس درخت کے آموں میں سونف کا مزہ آتا ہے۔ اگر گٹھلی کو اُلٹا کرکے بویا جائے۔ تو اُس سے جو درخت پیدا ہوگا۔ اُس کی ڈالیاں نیچے کی طرف ہوکر اوپر کو جائینگی۔ اور عجیب طرح کا معلوم ہوگا۔

بیج کے اوپر تین تین انچ مٹی ڈالی جائے۔ اور تھوڑا تھوڑا پانی بھی دیا جائے۔ دو ہفتے کے اندر گٹھلی زمین سے پھوٹ کر نکل آئیگی۔ جاڑے کے دنوں میں ان پودوں کو سردی سے بچایا جائے۔ جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے۔ کیونکہ سردی زیادہ نقصان پہنچاتی ہے۔ جب اس کے پودے ایک برس کے ہو جائیں۔ تو گملوں سے یا ذخیرے کی کیاری سے بدلکر دوسری جگہ لگائے جائیں۔ اُس وقت اُن پودوں کا درمیانی فاصلہ دو دو تین تین ہاتھ کا ہو۔ مگر ذخیرے کی طرح وہاں بھی اس کی پرورش کا دل سے خیال رکھا جائے۔ جب تیسرا برس ہو جائے۔ تو پھر اُس کے پودے وہاں سے اُکھاڑے جائیں۔ اور تیسری جگہ جہاں اصلی موقع اُن کے لگانے کا ہو۔ لگا دئے جائیں۔ اُس وقت ان پودوں کا درمیانی فاصلہ تیس فٹ سے کم نہ ہو۔ اس واسطے کہ اس کے درخت بڑے بڑے پھیلتے ہیں۔ اور اونچے

آتے جاتے ہیں۔ اگر نزدیک نزدیک لگائے گئے ہونگے۔
تو تھوڑے ہی عرصے میں گنجان ہو جائینگے۔ اور اچھا
پھل نہیں آئیگا +

ایک جگہ سے اکھاڑ کر دوسری جگہ اور دوسری
سے اکھاڑ کر تیسری جگہ لگانے میں یہ فائدہ ہے۔ کہ
پودا جلد نہیں پکڑ کر بڑھنے لگتا ہے۔ اور اپنی جڑیں
خوب قائم کرتا ہے۔ پھل موٹا دیتا ہے۔ اگر اس کا
پودا ایک ہی جگہ اگا ہے۔ اور کسی دوسری جگہ
اکھاڑ کر نہ لگایا جائے۔ تو اس میں پھل دیر سے
آئینگے۔ اور چھوٹے چھوٹے ہونگے۔ جب تک اس
پودے میں پھل نہ آئے۔ تب تک اس پودے کی
جڑیں گھاس وغیرہ سے صاف رکھی جائیں۔ معمولی
صورتوں میں دس بارہ برس کے اندر اس کے پیڑوں
میں بور[1] آجاتا ہے۔ اگر اچھی زمین ہے۔ اور
اس کے پودوں کی پرورش درست طریقہ پر کی
گئی ہے۔ تو سات آٹھ برس میں بھی بور آ
جاتا ہے +

جب بور اس کے پودوں میں آنا شروع ہو جائے
تو تین چار سال تک وہ بور تراشتے رہیں۔ اس
عرصے میں پودے سے پھل نہیں لینا چاہیئے۔ اس
عمل سے پودا جلد بڑھتا ہے۔ اور آئندہ اچھا پھل
دیتا ہے۔ اگر ایسا عمل نہ کیا جائے۔ اور شروع

[1] پنجاب میں آموں کے بور کو بسط بور کہتے ہیں +

ہی میں پھل لے لیا جائے۔ تو پودے کم زور رہتے
ہیں۔ پھل بھی لذیذ اور اچھا نہیں لاتے۔ تین چار
سال کے بعد بھی ایک دو برس تک تھوڑا تھوڑا
بور تراشا جائے۔ پورا پھل نہ لیا جائے۔ جب ایک
مہینہ بور کے آنے میں رہ جائے۔ تو پیڑ کی جڑ
سے مٹی نکال لیں۔ پندرہ روز تک اُسے ہوا لگنے
دیں۔ پھر اُس میں تھوڑی کھاد جس میں چھوٹی
چھوٹی روڑی اور جلا ہوا باریک چونا ملا ہو۔ ڈال
دی جائے۔ اور پھر تیسرے چوتھے روز پانی لگایا
جائے۔ جب پھل پکنے پر آئے۔ تو پانی بند کیا
جائے۔ اگر اُس وقت پانی زیادہ دیا جائیگا۔ تو پھل
کے ذائقے اور لذت میں فرق آجائیگا۔ عمدہ نہیں
ہوگا۔ بیساکھ کے مہینے میں اس کے پودوں پر چھوٹی
چھوٹی کیریاں آجاتی ہیں۔ اساڑھ یا ساون کے
مہینے میں پھل پک جاتا ہے۔ بعض پودوں کے
آم بھادوں کے مہینے میں پکتے ہیں (اسی آم کا
نام بھدیاں ہے) جب اس کے پودے میں بور آتا
ہے۔ تو ایک کیڑا اس میں لگ جاتا ہے (جس کو پنجاب
میں تیلا کہتے ہیں) وہ تمام بور خراب کردیتا ہے۔ یہ
کیڑا موسم کی خشکی کے سبب سے پیدا ہو جاتا ہے۔
سنا گیا ہے۔ کہ اگر بانس کے پودوں کی جڑ کا دھواں
اس کو دیا جائے۔ تو کیڑا مر جاتا ہے۔ آم
کا بیج کھٹا ہو۔ تو اُس سے جو پودے پیدا ہونگے

اُن کے پھل بھی ویسے ہی ہونگے۔ اور بیج کے
میٹھے۔ مگر اس میں زمین کی تاثیر کو بہت دخل
ہے۔ اگر میٹھے آم ریتلی زمین میں بوئے جائیں۔
تو اُن کا ذائقہ بھی کسی قدر ترشی آمیز ہو جاتا ہے۔
اگر ترش آم چکنی مٹی میں لگائے جائیں۔ جس میں
نباتی مادہ زیادہ ہو۔ تو اُن کے پھل کسی قدر میٹھے
ہو جاتے ہیں ۔

اگر ترش آموں کی جڑوں میں تین چار سال تک
طریق بالا کے مطابق چونا ڈالا جائے۔ تو وہ کسی
قدر میٹھے ہو جاتے ہیں ۔

آموں کا مربا اور اچار ڈالا جاتا ہے۔ اس کی
کھٹائی رنگریز رنگ میں برتتے ہیں۔ ہندو کئی طرح سے
کھایا جاتا ہے۔ اس کے پاپڑ بھی بنتے ہیں۔
اگر کچے آم نمکین پانی میں ڈال دئے جائیں۔ تو
ایک دو مہینے تک ٹھیر سکتے ہیں۔ اس طرح پر
پکے آم بھی چند ترکیبوں سے قائم رہ سکتے ہیں۔
مثلاً اگر شہد میں آم ڈال دئے جائیں۔ تو چند روز
ٹھیر جائینگے۔ اگر اس کے پودے خشک جگہیں لگائے
گئے ہیں۔ تو اُن کی مدد کے واسطے کیلے کا پودا
بھی اس کے برابر لگایا جائے۔ جب آم کے پیڑ
کا بیٹ ایک فٹ کے قریب ہو جائیگا۔ تو کیلے
کا پودا کاٹ لیا جائے۔ ورنہ کیلہ بجائے فائدے کے
نقصان کریگا۔ کیونکہ اس وقت اس کے درخت کو

اِس کی پرورش کے واسطے زیادہ طراوت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کی جڑیں دور سے تری کو اکٹھا کر کے لاتی ہیں۔ مگر وہ کیلا چوس لیتا ہے۔

دوسرا سبق

نارنگی اور سنگترہ

اس کا پودا پیوند کے ذریعے سے حاصل ہوتا ہے۔

نارنگی کے درخت دو طرح لگائے جاتے ہیں۔ ایک تو کھٹے یا میٹھے کے پودوں پر پیوند لگایا جاتا ہے۔ کھٹے کے پودوں پر جو پیوند لگایا جاتا ہے۔ اُس سے جو پھل آتا ہے۔ اُس میں ترشی زیادہ ہوتی ہے۔ اور جو میٹھے کے پودوں پر پیوند چڑھایا جاتا ہے۔ اُس سے جو پھل آتا ہے۔ اُس میں مٹھاس زیادہ ہوتی ہے۔ اِس کے پودے بیج سے بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ مگر پیوندی پودوں میں جلد پھل آ جاتا ہے۔ اور پھل بھی بڑا اور موٹا ہوتا ہے۔ ہاں پیوندی پودے کی عمر تھوڑی ہوتی ہے۔ اور بیج سے بوئے ہوئے کی زیادہ۔ اس میں ٹاکی کا

پیوند یا بیج کا پیوند بھی لگ جاتا ہے۔ یہ پودا بیج سے پیدا کرنا ذرا مشکل ہے۔ چونکہ اس میں پھل بھی چھوٹے آتے ہیں۔ اس لئے اکثر پیوندی پودے ہی لگائے جاتے ہیں۔ بیج بوتے وقت تین چیزوں کا ضرور لحاظ رکھنا چاہیئے۔ اوّل جہاں بوئیں۔ وہاں دھوپ اچھی ہو۔ دوسرے زمین ریت والی ہو۔ تیسرے اندازے کا پانی دیا جائے۔ مگر زمین خشک نہ ہونے پائے۔ اسے زیادہ سائے میں نہ رکھا جائے۔ اور زیادہ پانی نہ دیا جائے۔ اور زیادہ دھوپ اور گرم ہوا سے زمین سخت نہ ہو جائے۔ اگر ان باتوں کا لحاظ نہ رہیگا۔ تو چھوٹے پودوں کے شگوفے جو بہت نازک اور نرم ہوتے ہیں۔ مرجھا کر خشک ہو جائینگے +

بیج بونے کے واسطے اچھا وقت بہار کا موسم ہے۔ اس موسم کے شروع میں جہاں اس کا بیج بویا جائے۔ اوّل وہاں پانچ چھ انچ ریت ڈالی جائے۔ پھر جس وقت اس کے پھل سے بیج نکالا جائے۔ فوراً بو دینا چاہیئے۔ اور ایک ایک انچ کا درمیانی فاصلہ رکھنا چاہیئے۔ دو دو انچ ریت اس بوئے ہوئے بیج پر ڈالی جائے۔ اگر زیادہ ریت ڈالی جائیگی۔ تو بیج کو پوری گرمی نہ پہنچیگی۔ اور پودے پیدا نہ ہونگے۔ اگر اوپر بویا جائیگا۔ یا ریت کم ڈالی جائیگی۔ تو بیج سوکھ جائیگا۔ اگر بیج پھل سے نکالا گیا۔ اور

تھوڑے عرصہ تک رکھا رہا۔ یا اُسی وقت نہ بویا گیا۔
تو اُس کا مادّہ خشک ہو کر ضائع ہو جاتا ہے۔
پھر اس سے کچھ پیدا نہیں ہوتا + جب بیج بو دیا
جائے۔ تو اُس کے ذخیرے کے ارد گرد ایک جنگلہ
بنا کر اوپر سے ململ کے کپڑے یا اَور کسی باریک
کپڑے سے ڈھانپ دینا چاہئے۔ اس میں اندازے
کی روشنی اور ضرورت کے مطابق گرمی برابر پہنچتی
رہے۔ پانی بھی اس میں اچھی طرح پر دیا جائے۔
پھر ہر روز شام کے وقت اس پر تھوڑا سا پانی
چھڑکا جائے۔ اس عمل سے پانچ یا چھ ہفتے میں
شگوفے پھوٹ کر ریت سے باہر نکل آئینگے۔ پھر
جب تک پتے نہ نکل آئیں۔ باغبان کو شگوفوں کی
بہت احتیاط سے حفاظت کرنی چاہئے۔ پتے نکل
آئیں۔ تو حفاظت کی زیادہ ضرورت نہیں رہتی۔ مگر پھر
بھی ہفتے میں دو تین بار تھوڑا تھوڑا پانی دینا ضروری
ہے۔ جب پودے دھوپ اور ہوا کی برداشت
کر سکیں۔ تو کپڑے کا پردہ اُٹھا دینا چاہئے۔
اس طرح پر اس کے پودے پرورش پاکر چھ مہینے
کے عرصے میں ۱۲ انچ سے ۱۵ انچ تک اونچے ہو
جائینگے۔ کیڑوں سے بھی اس کے پتوں کی حفاظت
رکھنی چاہئے۔ نیبو یعنی لیموں یا کھٹے یا میٹھے کا بیج
بھی اسی طرح بونا چاہئے +
برسات کے موسم یا بہار کے دنوں سے کچھ عرصہ

پہلے اُن پودوں کو احتیاط سے چمٹی کے ساتھ اُکھاڑ کر
جہاں ضرورت ہو۔ لگانا چاہیئے۔ درمیانی فاصلہ اُن
پودوں کا ۱۵ فٹ کا ہو ٭
قطاروں میں اس کے پودوں کا لگانا اچھا ہے۔
کہ سارے پودوں کو روشنی اور ہوا برابر پہنچے ٭
نارنگی کے پودوں کو کنوئیں کا پانی فائدہ دیتا ہے۔
نہر کے پانی سے پورا فائدہ نہیں پہنچتا۔ اور اس
سے پھل بھی کم آتا ہے۔ اور بعد خشک ہو کر
رگر جاتا ہے۔ اس کے پودے میں مارچ کے
مہینے میں پھول نکلتے ہیں۔ اور ایک مہینے کے عرصے
میں چھوٹے چھوٹے پھل نمودار ہوتے ہیں۔ اخیر
نومبر اور شروع دسمبر تک اس کے پھل پک کر
توڑنے کے لائق ہو جاتے ہیں ٭
اگر نارنگی کے پھل موٹے اور بڑے بڑے کرنے
منظور ہوں۔ تو جب ابھی چھوٹے چھوٹے ہوں۔
اُن میں سے نصف توڑ کر پھینک دیں۔ باقی نصف
پھر اچھی پرورش پائینگے۔ اور موٹے اور لذیذ ہونگے
انگلستان میں یہ عمل اکثر کیا جاتا ہے ٭
اگر اس کے پھل درختوں پر پکنے کے بعد چھوڑ
دئے جائیں۔ تو کچھ عرصے تک رہ سکتے ہیں۔
ہمالیہ پہاڑ کے دامن میں تو مارچ اور اپریل کے
مہینے میں بھی اس کے پھل درختوں پر لگے ہوئے
دیکھے گئے ہیں۔ درختوں سے نارنگیوں کو توڑ

کے دو دو تین تین مہینے تک رکھ چھوڑتے ہیں۔ اور ایک ترکیب سے جو یورپ کے ملکوں میں کی جاتی ہے۔ برابر سال بھر تک ویسے تازہ رہ سکتے ہیں ٭

تیسرا سبق

آلوچہ اور آلو بخارا

یہ دونو درخت ایک ہی قسم سے ہیں۔ اس واسطے بعض لوگ ان کو ولایتی بیری کہتے ہیں۔ ان دونو درختوں کی بڑائی۔ موٹائی پتے اور ڈالیوں کی بناوٹ اور پھل پھول میں بہت تھوڑا تفاوت ہے۔ آلو بخارا کھٹا ہوتا ہے۔ اور آلوچہ کھٹ مٹھا۔ اس لئے دونو کا ذکر اکٹھا لکھا جاتا ہے ٭

یہ میوے اس ملک کی پیداوار نہیں۔ دوسرے ملکوں سے آئے ہیں۔ مگر ان باغوں میں ان کی کثرت ہوتی جاتی ہے ٭

پہاڑی علاقوں میں اور سرد جگہوں میں ان کے پودے اچھی طرح پھلتے پھولتے ہیں۔ اور عرصے تک قائم رہتے ہیں۔ عمدہ ذائقہ دار اور نفیس ہوتے ہیں۔ گرم جگہوں میں چونکہ جلد پک جاتے ہیں۔

اس لئے اپنے لذیذ نہیں ہوتے۔ اور زیادہ عرصے تک نہیں رہ سکتے۔ ان کے پھل کئی رنگ کے ہوتے ہیں۔ کوئی سپیدی مائل زرد۔ کوئی سرخ۔ کوئی سوسنی وغیرہ وغیرہ۔ جب باغ میں ان درختوں کے پھل پکے ہوئے لٹکتے دکھائی دیتے ہیں۔ تو بہت خوبصورت معلوم ہوتے ہیں +

آلوچے کے پودے دو طرح پر ہوتے ہیں۔ ایک تو قلم لگانے سے۔ دوسرے بیج بونے سے۔ مگر دونو صورتوں میں ان کو دوسرے آلوچے سے پیوند کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر پیوند نہ کیا جائے۔ تو جو درخت تخم سے پیدا ہوا ہے۔ اس میں پھل نہیں آئیگا۔ اگر پھل بھی آئیگا۔ تو اچھا نہیں ہوگا۔ اسی طرح جو پودے قلم سے لگائے گئے ہیں۔ اگرچہ ان میں بھی پھل تو آئیگا۔ مگر بہت چھوٹا۔ پیوندی پھل کے برابر نہیں ہوتا +

آلو بخارے کی قلم نہیں لگائی جاتی۔ عموماً بیج سے پیدا ہوتا ہے۔ اور پھر اس کو دوسرے آلو بخارے سے پیوند کرتے ہیں۔ بلا پیوند بھی پھل تو پیدا ہو جاتے ہیں۔ مگر چھوٹے چھوٹے اور زیادہ ترش ہوتے ہیں +

ان کا پیوند آڑو۔ سیب۔ بہی۔ ناشپاتی کے درختوں ہی پر چڑھایا جا سکتا ہے۔ اور اسی طرح پر پھلتا پھولتا ہے۔ جیسا کہ اپنی اصلی قلم پر۔

ان کو چھلّے کی یا ٹاکی کی پیوند لگایا جاتا ہے ÷
یہ درخت جب جدا جدا لگائے جائیں - تو بارہ بارہ
ہاتھ کا درمیانی فاصلہ رہے - اس ڈھنگ سے ان کو
روشنی اور ہوا اچھی طرح پہنچیگی ÷
اگر آڑوپیچ یا آڑو بخارے کا قلم لگایا گیا ہے - تو
ایک برس کے بعد اس پر پیوند چڑھایا جائے ÷
اگر آڑو بخارے کا بیج بویا ہے - تو دو برس کے
بعد اس کو پیوند کیا جائے - جب پودوں پر پیوند
چڑھ جاتا ہے - تو عموماً دوسرے یا تیسرے برس
پھل لے آتے ہیں ÷
پھاگن کے مہینے میں ان میں پھول آتا ہے - جیٹھ
یا شروع اساڑھ کے مہینے میں پھل پک جاتے ہیں -
اور کھانے کے لائق ہو جاتے ہیں ÷
سرد جگہوں میں عام دستور کے مطابق پھول دیر
سے آتا ہے - اور میدانی ملک کی نسبت وہاں اس
کا پھل بھی دیر سے پکتا ہے - اس لئے وہاں کا
پھل میدانی ملک سے زیادہ میٹھا اور لذیذ ہوتا
ہے - ان پودوں کی ڈالیاں اگر اسی قسم کے پیڑوں
کی ٹہنیوں سے آپس میں اس طرح مل جائیں -
کہ ایک ہی درخت کی شاخیں معلوم ہوں - تو ایک
دوسرے کو طاقت بھی پہنچتی ہے - اس کی لکڑی
کا عرق پتلا ہوتا ہے - گاڑھا نہیں ہوتا ÷
جب اس قسم کے کئی درخت ایک قطار میں

اس طرح لگائے جائیں۔ کہ اُن کی ڈالیاں بڑی ہوکر آپس میں مل جائیں۔ تو یکساں موٹی ڈالیوں کو قلم کی طرح تراش کر ایک دوسری کے ساتھ اس طرح ملا دیں۔ کہ وہ دونو شاخیں ایک ہی معلوم ہوں۔ پھر رسّی یا ڈوری سے پیوند کی طرح باندھ دیں۔ وہ دونو ڈالیاں کچھ عرصے میں جُڑ کر ایک ہی شاخ بن جائینگی۔ اس کے اوپر جو اور سیدھی شاخیں نکلیں۔ وہ رکھ لی جائیں۔ ارد گرد کی شاخیں چھانٹ دی جائیں۔ جو شاخیں اوپر کو نکلینگی۔ بہت خوش نما ہونگی۔ اور جب اُن پر پھل آئیگا۔ تو وہ پھل لٹکتا ہؤا بہت خوبصورت معلوم ہوگا۔ یہاں تک کہ اُس کو دیکھتے ہی رہیں +

چونکہ ان کے پودوں کا درمیانی فاصلہ پہلے ہی ایک دوسرے کے برابر ہوتا ہے۔ جب یہ درخت بڑھ جائیں اور اُن کی ڈالیاں آپس میں مل جائیں۔ تو دو ڈالیوں کی لمبائی کا تراشنے کے وقت خیال رکھا جائے۔ تاکہ اُن کو ایک دوسری ڈالی سے جوڑ لگانے یا رسّی سے باندھنے کے وقت اُن کی شکل محرابی یا سیدھی بن جائے۔ اسی طرح تمام قطار کے درختوں پر یہی عمل کیا جائے تو سب درختوں کا اوپر سے ایک ہی درخت ہو جائیگا +

آلوچہ جب پک جاتا ہے۔ تو کھانے کے ہی کام آتا ہے + آڑو کچا جب پکنے پر آجاتا ہے۔ تو اس کا اچار ڈالتے ہیں۔ اور مُربّیا اور چٹنی بناتے

ہیں۔ اور جب یہ پوری طرح پک جاتا ہے۔ تو آلوچے کی طرح اس کو بھی کھاتے ہیں +

جو آلو بخارا ترکستان یا بخارا کی طرف سے آتا ہے۔ اس کا بہت سا صرف دوائی میں ہوتا ہے۔ کبھی کبھی کھانا پکاتے اور پانی میں ملا کر اس کا رس پینے کے کام بھی آتا ہے +

چوتھا سبق

انجیر

یہ درخت اس ملک میں مدت سے پایا جاتا ہے۔ اب تک جنگلوں پہاڑوں میں اس کے خودرو پودے موجود ہیں۔ شہرۂ سرد اور گرم علاقوں میں ہر جگہ اس کا پیڑ ہو جاتا ہے۔ اس کا میوہ لذیذ اور میٹھا ہوتا ہے۔ اور کھانے میں اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اس میوے کے درخت درمیانہ قد کے پھیلے ہوئے سایہ دار ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کی مذہبی کتابوں میں اس درخت کے اور اس کے میوے کے بڑے بڑے فائدے لکھے ہیں۔ اس کے پتوں پر خزاں کم آتی ہے۔ زیادہ عرصے تک اپنے سائے اور پھلوں کا کمال دکھاتا رہتا ہے۔ اس کا پھل بھی ایک

نوالے کے برابر ہوتا ہے۔ جو بے تکلف کھالیا جائے
کوئی گٹھلی اس میں نہیں ہوتی۔ جو علیحدہ کرنی پڑے۔
پوست بھی نازک ہوتا ہے۔ اُتارنے کی ضرورت نہیں
پڑتی ہے۔ گویا اس کا پھل دوا کی دوا اور غذا
کی غذا ہے +

باغوں میں ان درختوں کا لگانا فائدہ دیتا ہے۔
اس کے درختوں سے باغ خوبصورت معلوم ہوتا ہے +

اس درخت کے پھول کی نرالی بناوٹ ہے۔ سارے
درختوں کا یہ قاعدہ ہے۔ کہ پہلے ان میں پھول آتے
ہیں۔ پھر جب ان کے درمیان پھل پیدا ہو جاتے
ہیں۔ تو اُن کے پھول مرجھا کر سُکڑ جاتے ہیں۔
مگر اس درخت کے پھول ظاہر نہیں ہوتے پہلے
ہی سے پھل نظر آ جاتے ہیں +

اصل میں اس کا پھول پھل کے اندر ہوتا ہے۔
یا یہ کہا جائے۔ کہ پھول کو پھل نے چاروں طرف
سے گھیر کر اپنے پیٹ میں چھپا لیا ہے۔ اگر اس
کا پھل چیر کر دیکھا جائے۔ تو باریک باریک دانے پیٹ
میں معلوم ہونگے۔ یہی باریک دانے اس کے پھول
ہوتے ہیں۔ پھر جب اس کا پھل پک جاتا ہے۔
تو وہ پھول دانے بن جاتے ہیں۔ اس میوے کے پودوں
کی دو قسمیں ہیں۔ ایک کھٹیا[1]۔ دوسری پیوندی جس کو

[1] پنجاب میں ایسے کھٹیا انجیر کو پھگواڑی۔ پھاگرہ۔ پھدو
پھگواڑی کہتے ہیں +

انجیر کہتے ہیں +

اس پیڑ کے لگانے کے لئے عموماً وہ مٹی اچھی ہوتی ہے - جس میں آدھی ریت اور آدھی چکنی مٹی ملی ہوئی ہو- جہاں اس کے پودے لگائے جائیں - وہاں گوبر کی کھاد بہت سی ڈالی جائے- جو گلی سڑی ہوئی ہو- اور وہ زمین جس میں زیادہ طراوت ہو- اس کے بونے کے لئے اچھی ہے - کوئیں کے قریب اگر لگائے جائیں - تو مناسب ہے +

کھٹیا قسم کے پودے تو خود رو ہو جاتے ہیں- مگر انجیر کے درخت قلم سے پیدا ہوتے ہیں- یہ قلمیں خواہ بھگواڑے کی ہوں - خواہ انجیر کی- پہلے ذخیرے کی جگہ میں گاڑ دی جائیں - اور درمیان میں ایک ایک بالشت کا فاصلہ ہو- دوسری قسم کی میوہ دار درختوں کی قلموں سے اس درخت کی قلمیں جڑیں جلد پکڑتی ہیں - اور پودے بن کر بڑھتی ہیں - اور پھلنے لگ جاتی ہیں - اس لئے چھ مہینے یا ایک برس کے اندر اندر ان کو چشمے یا ٹاکی کا پیوند چڑھایا جائے +

ان قسموں کے پیوندوں کا ذکر پہلے باب میں کر چکے ہیں - جب یہ پیوند چڑھ جائیں- اور ہرے ہو جائیں تو وہاں سے ان کے پودے چکتی کے ذریعے اُٹھا کر علیحدہ علیحدہ قطاروں میں لگا دئے جائیں - ان کا درمیانی فاصلہ پانچ پانچ گز سے کم نہ ہو۔۔ اگر

اس سے کم ہوگا۔ تو درخت بہت شگفتہ ہو جائینگے۔ اور پھر پھل اچھی طرح نہیں دینگے ٭

جب اس کے پودے دو تین سال کے ہو جاتے ہیں۔ تو ان میں پھل آ جاتا ہے۔ پھاگن کے مہینے میں اس کا پیڑ پھل لاتا ہے۔ اور جیٹھ کے مہینے میں اس کا پھل پک جاتا ہے ٭

اس درخت کی جو پرانی شاخیں ہو جائیں۔ وہ ہر برس ساتھ کے ساتھ انگور کی طرح چھانٹی چاہئیں۔ زیادہ شاخوں کے بڑھ جانے سے اس کے پودے میں پھل کم آتا ہے۔ اور نکما ہو جاتا ہے ٭

نکلتے جاڑے اس کے درخت کی شاخوں کو چھانٹنا چاہئے۔ اُس وقت اُس کا عرق اوپر نہیں چڑھتا ہے۔ اگر چھانٹنے کے وقت کسی شاخ سے پانی ٹپکنے لگے۔ تو کسی قسم کا لیپ اُس پر لگانا چاہئے۔ کہ وہ بند ہو جائے۔ جب یہ درخت چھانٹ دیا جائے۔ تو ماگھ کے مہینے میں اس کے پودے کی جڑوں کو کھود کر اُس میں اینٹ کی روڑی کی کھاد ڈالی جائے۔ اور ریت اور گوبر پانی میں گھول کر اس میں بھر دیا جائے۔ اس کے اوپر مٹی ڈالی جائے ٭

جب پانی کی ضرورت ہو۔ تو اُس میں پانی بھی دیا جائے۔ کیونکہ پانی کی ضرورت اس پودے کو زیادہ ہوتی ہے٭ جاڑے کے دنوں کے سوا چوتھے پانچویں دن یا موسم کی جیسی حالت ہو۔ اُس کے

مطابق پانی دیا جائے ٭

جب اس کے پھل پکنے کے قریب ہو جائیں۔ تو پانی دینا بند کیا جائے۔ تاکہ اُن میں مٹھاس زیادہ ہو جائے ٭

جب کسی درخت میں زیادہ پھل آجائیں۔ تو اُس میں سے کسی قدر چھوٹے چھوٹے کچے پھل توڑ ڈالنے چاہئیں۔ باقی پھل جو رہ جائینگے۔ وہ عمدہ پرورش پائینگے۔ اور موٹے اور میٹھے ہو جائینگے ٭

جو لوگ فن باغبانی سے واقف ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں۔ کہ چھ چھ انچ کے فاصلے پر اس کے پھل چھوڑے جائیں۔ باقی سب توڑ دئے جائیں۔ باقی جو رہ جائیں۔ وہ عمدہ اور موٹے ہونگے ٭

پہاڑی علاقوں میں اس کے پھل دیر سے پکتے ہیں۔ اور میدانی علاقوں میں پہلے پک جاتے ہیں ٭

پہاڑی علاقوں کا انجیر میدانی علاقے کے انجیر سے میٹھا زیادہ ہوتا ہے۔ اور دیکھا گیا ہے۔ کہ بعض بعض خود رَو پودوں میں جو پھل آتے ہیں۔ وہ بھی کھانے میں زیادہ میٹھے ہیں۔ پیوندی اور کھٹیا میں یہی فرق ہے۔ کہ پیوندی پھل بڑا ہوتا ہے۔ اور اُس کے پیٹ کے اندر کے بیج نرم ہوتے ہیں۔ اور کھٹیا چھوٹا ہوتا ہے۔ اور اس کے اندر کے دانے زیادہ سخت ہوتے ہیں۔ انجیر کے پھل کچے اور بہت چھوٹے چھوٹے ہوں۔ تو اُبال کر ان کی بھجیا بنائی جاتی ہے۔ پکے ہوئے

پھل کھانے میں آتے ہیں +
جو انجیر ملکِ ترکستان سے آتے ہیں - وہ دوا میں خرچ کیے جاتے ہیں - اس ملک کے انجیر اگر کچھ عرصے تک توڑ کر رکھے جائیں - تو وہ گل سڑ جاتے ہیں - کیونکہ اس ملک میں زیادہ گرمی کے سبب ٹھیر نہیں سکتے - امیر لوگ اس میوے کا چھلکا اوپر سے اُتار کر کھاتے ہیں - یہ طریق اچھا نہیں - چھلکے کے ساتھ کھانا مفید ہے +

پانچواں سبق

آڑو

یہ درخت اسی ملک کی پیدا وار ہے - اس کے پیڑ خود رَو اب تک جنگلوں اور پہاڑوں میں پائے جاتے ہیں +
یہ پودا بادام کی قسم سے معلوم ہوتا ہے - کیونکہ اس کی صورت بادام کے پودے کی سی ہے - گٹھلی بادام کی شکل کی ہے - فرق صرف اتنا ہے - کہ اس کا مغز کڑوا ہوتا ہے - اور گٹھلی بھی بڑی ہوتی ہے - اس کے پودے پر اگر بادام کا پیوند چڑھایا جائے - اور آب و ہوا بھی اس کے مطابق پڑ جائے -

تو ضرور ہی بادام پیدا ہو جائینگے ÷
اس پودے کا بیج بونے کے واسطے ریت ملی مٹی جس میں نباتی مادہ بھی زیادہ ہو - اچھی ہے - زیادہ سخت زمین کی اس کو ضرورت نہیں - آڑو کے پیڑ کی کئی قسمیں ہیں - مگر اس ملک میں دو قسم کے مشہور ہیں - ایک گٹھیا - دوسرے پیوندی - پھر پیوندی کی دو قسمیں ہیں - ایک چکنا[1] - دوسرے گول - عموماً اس کے بیج بوئے جاتے ہیں - اس کا قلم نہیں لگتا - اس کی گٹھلی کا چھلکا سخت ہوتا ہے - جلدی زمین میں گلتا نہیں - اسی واسطے گٹھلی بونے سے بعض وقت یہ درخت پیدا نہیں ہوتا - اس کے پیدا کرنے کی ترکیب یہ ہے :-
جس قدر آڑوؤں کے درختوں کے پیدا کرنے کی ضرورت ہو - اسی قدر تازی گٹھلیاں اکٹھی کرکے ایک مٹی کے برتن میں ڈالی جائیں - اور برتن کا منہ بند کیا جائے - اور اُلٹا کرکے زمین میں دبایا جائے - اسی طرح پر کہ اُس کا کوئی جزو باہر نکلا نہ رہے - پھر اس جگہ پانی دیا جائے - اس ڈھنگ سے ان گٹھلیوں کو گرمی اور طراوت برتن کے باہر سے ہوکر پہنچیگی ÷ اگلی بہار کے موسم کے آنے تک اس کا چھلکا گل جائیگا - اور گٹھلیوں کے مغز سے

---

[1] پنجاب میں اس کو چکنی دار کہتے ہیں ÷

شگوفے پھوٹ آئینگے - پھر اُس برتن کو زمین سے باہر نکال لیا جائے - اور آہستگی سے وہ برتن توڑا جائے - تاکہ اُن چھوٹے چھوٹے شگوفوں کو صدمہ نہ پہنچے - پھر اُس کا ذخیرہ لگایا جائے - اور شگوفے والی گٹھلیوں کا درمیانی فاصلہ ایک ایک فٹ ہو تاکہ اگر چھنی نکالنے کی ضرورت ہو - تو آسانی سے نکل سکے - یا اگر زمین سے اُن پودوں کو کھینچکر نکال لیا جائے - تو بھی نکل آئیں ؛

جب وہ شگوفے برتن سے نکال کر زمین میں دبائے جائیں - تو صرف اس قدر مٹی ڈالی جائے - کہ شگوفے والا بیج زمین میں چھپ جائے - اور شگوفہ باہر رہے - جب تک یہ چھوٹے چھوٹے پودے جڑ پکڑ کر نہ بڑھنے لگیں - اُن کی حفاظت کرنی چاہئے - ایسا نہ ہو - کہ کیڑے اور جانور اُن کو نقصان پہنچائیں - اس پر تھوڑی تھوڑی راکھ بھی ڈالی جائے - کہ پتے کیڑے نہ کھا جائیں ؛

جب پودے جڑیں پکڑ لیں - تو پھر ضرورت کے وقت اُن کو پانی دیا جائے - اب صرف پانی دینے کا کام باقی رہیگا - اس ترکیب کو وہاں برتا جائے - جہاں اس کے بیج سے پودے پیدا نہ ہوسکیں ؛

اس کے پیڑ بہت جلد بڑھتے ہیں - جب ایک برس گذر جائے - تو اُس کے پودے ذخیرے سے اُکھاڑ کر قطار بندی کر کے لگا دئے جائیں - اگر

برسات کے دن یا بہار کا موسم ہے۔ تو درختوں کو
ہاتھ سے کھینچ کر دوسری جگہ لگائیں۔ ورنہ جلکتی کے
عمل سے اٹھائے جائیں۔ تاکہ ان پودوں کو اپنے
اُٹھائے جانے اور دوسری جگہ لگانے کی خبر نہ ہو۔
اُن کا درمیانی فاصلہ چار چار گز سے کم نہ ہو +
دوسری ترکیب یہ ہے۔ کہ آلو بخارا۔ بہی۔ سیب۔
ناشپاتی کے قلموں پر اس کے پودے کا پیوند کرکے
درخت پیدا کر لیتے ہیں۔ اس واسطے کہ اُن کے
اوپر کا پیوند لگایا ہوا آسانی سے بڑا ہو جاتا ہے۔
جو پودے پیوندی ہوتے ہیں۔ دو یا تین سال کے
بعد اُن میں پھل لگنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اس
کے پیڑوں میں سارے درختوں سے پہلے باغ میں
پھول اور شگوفے آجاتے ہیں۔ بہار کے موسم کی
آمد اس سے معلوم ہو جاتی ہے۔ پانی بھی اس
کے پودوں کو دیا جاتا ہے۔ اور اس کی چھانٹ بھی
آلو بخارا اور انجیر کی طرح کی جاتی ہے۔ اس
کی شاخوں کی چھانٹ میں یہ لحاظ ضرور کرنا چاہئے۔
کہ سال گزشتہ کی پیدا ہوئی ہوئی شاخیں نہ کاٹی
جائیں۔ جو اُن سے پرانی ہوں۔ وہ کاٹی جائیں۔
کیونکہ عموماً ان شاخوں کو پھل لگتا ہے۔ جو سال
گزشتہ میں پیدا ہوئی ہیں۔ اُن سے پرانی شاخوں
کو نہیں لگتا۔ اور جو سال حال میں پیدا ہوئی ہیں۔
وہ بہت نرم ہوتی ہیں۔ اُن کو بھی پھل کم لگتا

سہتے ہ

آڑو کے پودے کی عمر بہت تھوڑی ہوتی ہے۔ پانچ چھ سال کے بعد اس کے پودے جوان ہو جاتے ہیں۔ سات آٹھ سال میں ناکارہ ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور اُن کو اُکھاڑ ڈالنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس سے پہلے اُس کا ذخیرہ تیار رکھنا چاہیئے۔ جب کوئی درخت اُس میں ناقص ہو جائے۔ تو وہ کھود کر پھینک دیا جائے۔ اور دوسرا پودا ذخیرے سے اُکھاڑ کر اُس کی جگہ لگا دیا جائے +

پہاڑی علاقوں میں اس کے پودے خود رَو ہوتے ہیں۔ اور بعضوں میں تو پھل بھی اچھے نفیس اور میٹھے آتے ہیں + ایک قسم کے آڑو آٹھ ہزار فٹ کی بلندی پر پہاڑوں میں خود رَو دیکھے گئے ہیں۔ وہاں کے لوگ اس قسم کے پودے کو چھلاڑو کہتے ہیں۔ ان کا پھل کنوار کے مہینے میں پکتا ہے۔ اس کے پھل چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔ مگر کھانے میں مزیدار ہوتے ہیں + پہاڑی لوگوں کو یقین ہے۔ کہ اس قسم کے پھل کھانے سے بخار دور ہو جاتا ہے۔ جب آڑو کے پھل کچے ہوں۔ اُن کا اچار ڈالتے ہیں۔ جب پک جاتے ہیں۔ تو کھانے کے کام میں آتے ہیں +

چھٹا سبق

کیلا

یہ درخت اس ملک کی پرانی پیداوار سے ہے۔ جنگلوں میں خودرو پیدا ہوتا ہے۔ گنگا ندی کے کنارے ایک جنگل جو کدلی بن کے نام سے مشہور ہے۔ اُس میں اس کے خود رو درخت بہت پائے جاتے ہیں۔

کدلی سنسکرت کی زبان میں کیلے کو کہتے ہیں۔ اور سنسکرت کی پرانی پرانی کتابوں میں اس کا ذکر ہے۔ پہلے زمانے میں جو فقیر پارسا لوگ دنیا کو چھوڑ کے جنگلوں میں چلے جاتے تھے۔ وہ اس درخت کے سایہ کے تلے زندگی بسر کرتے تھے۔ اور بھوک کے وقت اسی کے پھل کو کھاتے تھے۔

یہ پیڑ باغ کی خوبصورتی کا ایک نمونہ ہے۔ اس کے چوڑے چوڑے سبز پتّے ہوا کے سبب لہلہاتے ہوئے خوشنما معلوم ہوتے ہیں۔ اس میں پھل بھی جلد آ جاتا ہے۔ اس کی پھلی اچھی میٹھی ذائقہ دار ہوتی ہے اگر کسی اچھّے طریقے سے بویا جائے۔ اور پرورش کی جائے۔ تو عمدہ پیداوار ہوتی ہے۔ اس درخت

کی بارہ قسمیں ہیں۔ کسی قسم کا چھوٹا۔ کسی میں بڑا کسی میں زیادہ بیج کسی میں کم وغیرہ وغیرہ۔ مگر سب سے اچھے اور نفیس ایک قسم کے چھوٹے چھوٹے کیلے ہوتے ہیں۔ جو کھانے میں سب کو پسند آتے ہیں +

جہاں آب و ہوا زیادہ سرد ہو۔ وہاں یہ درخت پیدا نہیں ہوتا۔ سردی کے سبب اس کا پیڑ سوکھ جاتا ہے۔ گرم جگہ میں ٹھیر سکتا ہے +

اگر متوسط درجے کی آب و ہوا ہو۔ جیسے اُن ضلعوں کی جو ہمالیہ پہاڑ کے دامن میں واقع ہیں۔ تو اُس کی پیداوار کے واسطے بہت ہی مناسب ہے۔ اس درخت کے لگانے کا کوئی خاص موسم نہیں۔ اسی طرح اس کے پکنے کا بھی کوئی خاص وقت نہیں۔ ہر موسم میں پک جاتا ہے۔ صرف جاڑوں کے دنوں میں دو تین مہینے اس کی پھلیاں نہیں پکتی ہیں۔ اس کے درخت ایسی جگہ لگائے جائیں۔ جو کسی دیوار کے نزدیک یا درختوں کی قطار کے ایک طرف یا کوٹھی کے قریب ہوں۔ کہ اس کی جڑوں کو دھوپ اندازے کی پہنچے۔ اور اس کے پتوں اور پھلیوں کو دھوپ کم پہنچے۔ وجہ یہ ہے۔ کہ اگر جڑوں کو زیادہ دھوپ لگیگی۔ تو پودے کم زور ہو جائینگے +

یہ درخت دو طریق پر بویا جاتا ہے۔ ایک بیج سے۔ دوسرے پودے کو اُکھاڑ کر دوسری جگہ لگانے

سے +

بیج سے یہ درخت اس ڈھنگ سے پیدا ہو جاتا ہے - کہ مُونج یا کانس وغیرہ گھاس کا ایک موٹا رسّا لے کر اُس کے دونو سرے کسی دو لکڑیوں سے یا درختوں سے الگنی کے طور پر باندھیں - پھر کیلے کی پھلی کو لے کر اُس رسّے پر سونتا جائے - اس عمل سے جو پھلی میں بیج ہونگے - وہ رسّے سے چمٹ جائینگے - پھر اس رسے کو نالی کھود کر دبا دیا جائے - اُس رسّے پر تھوڑی مٹّی ڈالی جائے - پانی بہت نہ دیا جائے - تو اُس پانی میں جہاں رسّا دبایا گیا ہے - کیلے کے پودے پیدا ہو جائینگے +

ایسے بیج بونے کے واسطے اس پودے کی وہ پھلی اچھی ہوتی ہے - جو درخت پر ہی پک جائے - وہ پھلیاں کام کی نہیں ہیں - جو کچّی توڑی جائیں - اور پال میں ڈال کر پکائی جائیں - پکّے ہوئے کیلے کو توڑنے سے جو سیاہ داغ سے پھلی کے وسط میں نظر آتے ہیں - وہ اس کے تخم ہوتے ہیں - کسی کسی قسم کے کیلوں میں یہ بیج صاف طور پر معلوم ہوتے ہیں - کسی میں نظر ہی نہیں آتے + اس کا مختصر ذکر پہلے باب میں بھی کیا گیا ہے +

دوسرے اس طرح پر اس کے پودے لگاتے ہیں - کہ جہاں یہ پودا ہوتا ہے - وہاں اس کی جڑوں میں اور چھوٹے چھوٹے پودے پیدا ہو جاتے

ہیں - وہاں سے وہ چھوٹے پودے اُکھاڑ کر
جہاں جی چاہے - لگا دئے جائیں - اُن کا درمیانی
فاصلہ تین تین چار چار گز کا رہے - جو درخت
پہلے طریق سے پیدا کئے گئے ہیں - وہ بھی جب
ایک ایک ہاتھ سے زیادہ اونچے ہو جائیں - ایک جگہ
سے اُکھاڑ کر دوسری جگہ لگائے جا سکتے ہیں - جب
اس کا پودا ایک جگہ سے اُکھاڑ کر دوسری جگہ میں
لگایا جائے - تو اگر پودا چھوٹا ہے - تو ایک ہاتھ سے
قریب زمین میں دبایا جائے - اگر بڑا درخت ہے -
تو اُس کی آدھی پینڈ زمین میں دبائی جائے - اگر
بہت ہی چھوٹا ہے - تو پتّوں کے نکلنے کی جگہ تک
بھی دبا دیا جائے - تو کچھ حرج نہیں ہے - اس
عمل کا نتیجہ یہ ہوگا - کہ اس کا پودا بہت بڑھیگا -
اور پیداوار اچھّی ہوگی +

جہاں یہ درخت لگائے جائیں - اوّل نالیاں بنا کر
ان میں گڑھے کھودے جائیں - اور اُن گڑھوں میں
یہ درخت لگانے چاہئیں - تاکہ اچھّی طرح پانی کے
ٹھیرنے کی جگہ بنی رہے + اس کے پودے کو پانی
دینے کی بہت ضرورت ہے - مناسب ہے - کہ
ایسے موقع پر اس کے درخت لگائے جائیں - جہاں
پانی کا زیادہ گزر ہو +

اس کے لگانے کا ایک اَور طریق بھی ہے - اگر
اس پر عمل کیا جائے - تو اس کے درخت بڑے

بڑے ہو جاتے ہیں - اور پھلیاں بھی بڑی بڑی پیدا ہونگی - اس درخت کو جڑ سے اُکھاڑ کر اور اوپر کا آدھا کاٹ کر پھینک دیا جائے - باقی نصف نیچے کا اُلٹا گاڑا جائے - اور اس قدر زمین میں دبایا جائے - کہ جڑیں بھی زمین میں دب جائیں - بلکہ ۴ انچ تک مٹی اس پر چڑھ جائے - پھر جو درخت جڑوں کے قریب سے پھوٹ کر پیدا ہونگے - وہ زیادہ اونچے ہونگے - اور اُن کی پھلیاں بھی بڑی بڑی اور خوش ذائقہ ہونگی - برسات کے دنوں میں اس کی جڑوں کی نلائی کی جائے - اور زمین پولی کر دی جائے - اور گوبر بھی پانی میں گھول کر اس کی جڑوں میں ڈالا جائے - اس عمل سے اُس کے درخت اچھے پھیلتے اور پھولتے ہیں +

بعض لوگ گوبر تو ڈالتے ہیں - مگر پانی میں گھول کر نہیں ڈالتے - اس سے یہ نقصان ہے - کہ اگر خشک سالی ہو جائے - یا پانی کم دیا جائے - تو اُس گوبر میں کئی قسم کے کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں - جو اُس کے پودے کو نقصان پہنچاتے ہیں - اس طرح پر ڈالا ہوا گوبر ایسی جلد تاثیر بھی نہیں کرتا - جیسا پانی میں گھلا ہوا اثر کرتا ہے +

جب اس کا کوئی پودا جڑ سے اُکھاڑا جائے - اور دوسری جگہ لگایا جائے - تو پہلے یہ دیکھ لینا چاہئیے - کہ جس کی جڑ سے دوسرا پودا نکلا ہے - وہ

درخت ایسا تو نہیں ہے۔ کہ جس میں جلد پھل آجائیگا۔ کیونکہ اگر اُس میں پھلیاں آگئی ہیں۔ تو جب پھلیاں پکنے کے بعد کاٹ ڈالا جائیگا۔ اور اُس جگہ سے واسطے پھر دوسرا پودا مطلوب ہوگا۔ اگر یہ صورت نہ ہو۔ یا ایک سے زیادہ درخت جڑ میں نکل آئے ہوں۔ تو صرف ایک چھوڑا جائے۔ باقی اُکھاڑ کر دوسری جگہ لگا دئے جائیں۔ عموماً جب یہ پودا دو برس کا ہو جاتا ہے۔ تب اُس میں پھول نکلتا ہے۔ جب اُس کے پھول کی پنکھڑیاں شگفتہ ہوتی جاتی ہیں۔ اُن پنکھڑیوں کے نیچے نیچے پھلیاں پیدا ہوتی جاتی ہیں۔ جب سارا پھول کھل جاتا ہے۔ اور پھلیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ تو ساری پھلیوں کے مجمع کو گھیلے کہتے ہیں +

ایک سال میں اس کے پودے پر گھیر عمدہ طور پر پک جاتی ہے۔ بشرطیکہ آب و ہوا اس پودے کے موافق حال پڑ جائے۔ اگر درخت پر اس عرصے تک اس کی گھیر لگی رہیگی۔ تو اُس میں حفاظت زیادہ کرنی پڑتی ہے۔ طوطے۔ گلہری۔ وغیرہ بہت نقصان کر دیتے ہیں۔ اس واسطے مالی وغیرہ عام لوگ اس کے گھیر کو اس سے پہلے ہی

لہ پنجاب میں گھیر کو گورا۔ گھنی۔ چھلّی۔ گھار یا چکّر۔ چرخ کہتے ہیں +

کاٹ لیتے ہیں - اور پھر پال ڈال دیتے ہیں-
پال میں اس کی پھلیاں پک جاتی ہیں - اگر پال
اس وقت ڈالی جائے - جب اُن سے کھیر میں ایک
دو پھلیاں درخت پر پک جائیں - تو اچھا ہے - اگر
اس سے پہلے ڈالی جائیگی - تو پھلیاں لذیذ نہیں ہونگی +

پال کی پکی ہوئی پھلیاں مٹھاس اور ذائقے میں
اس کے برابر نہیں ہوتی ہیں - جیسا کہ درخت کے
اوپر کی پکی ہوئی ہوتی ہیں - پال ڈالنے کا یہ طریقہ
ہے - کہ کھیر کاٹ کر پھلیاں اس سے علیحدہ علیحدہ
کر لی جائیں - پھر ایک گڑھا کھودا جائے - اس
میں تھوڑی سی آگ جلائیں - جس سے گڑھا گرم
ہو جائے - پھر اس کی تہ میں جنگلی یا سرس وغیرہ
کے پتے بچھائے جائیں - اور اُس کے اوپر ایک
ایک پھلی چن دی جائے - پھر اس پر پتے ڈالے
جائیں - پھر اس پر پھلیوں کی دوسری تہ جمائی جائے -
اسی طرح پر جب کل پھلیاں ختم ہو جائیں - تو
اوپر سے اُس قسم کے پتوں سے ڈھانپا جائے -
اور مٹی بھی ڈالی جائے - گرمیوں میں تیسرے دن
اور جاڑوں میں آٹھویں دن اس کی پال تیار
ہو جاتی ہے +

اگر تھوڑی سی پھلیاں ہوں - تو اُن کو کسی مٹی
کے برتن میں جس کا منہ ذرا چوڑا ہو - اُسی طرح
سے ڈال دی جائیں - اور برتن کا منہ بند کیا

جائے۔ تو پک جاتی ہیں +
بڑی بڑی پھلیوں کے پیدا ہو جانے کا ایک
یہ بھی قاعدہ ہے۔ کہ گچھے میں سے نصف کے قریب
یا اس سے زیادہ جو چھوٹی چھوٹی پھلیاں ہوں۔
وہ کاٹ دی جائیں۔ باقی چھوڑ دی جائیں۔ وہ پھلے
پختہ ہوکر خوب موٹی اور بڑی ہو جائینگی۔ اور اُن
میں مٹھاس اور لذت بھی زیادہ ہوگی +
کیلے کی کچی پھلیاں ترکاری کے کام آتی ہیں۔
اور پکی ہوئی پھلیوں کو کھاتے ہیں۔ اور اُن سے
کئی طرح کی مٹھائی بنائی جاتی ہے +

ساتواں سبق

انگور اور داکھ

اس میوے کا پودا بیل کی طرح پھیلتا ہے
عموماً بدوں سہارے کے ٹھیر نہیں سکتا ہے +
اس ملک میں قدیم سے اس درخت کی پیداوار
ہوتی ہے۔ ہمالیہ کے پہاڑوں میں اب تک اس کی
بیلیں خود رَو موجود ہیں۔ چونکہ وہ بیلیں جنگل میں
پیدا ہوتی ہیں۔ پرورش کا سامان ان کو پورا نہیں
پہنچتا۔ اس لئے ان میں چھوٹے چھوٹے پھل آتے

ہیں - اور زیادہ ان میں سے کھٹے ہوتے ہیں۔
اس واسطے لوگ اس کو گیدڑ داکھ کہتے ہیں - اس
میوے کی بہت قسمیں ہیں - مگر اس ملک میں دو
قسمیں مشہور ہیں - ایک لمبی جس کو حسینی کہتے ہیں -
دوسری گول - اور یہ بھی دونو قسمیں ایک اودی۔
دوسری سپید رنگت کے سبب بولی جاتی ہے +
اس میں کوئی دانہ دار اور کوئی بے دانہ ہوتی ہے۔
دانہ دار قسموں سے جو خود رَو ہے۔ اُس کا چھلکا
بھی سخت ہوتا ہے - اور جس میں دانہ نہیں
ہوتا - اُس کا چھلکا نرم - دانہ دار پودے کو
اگر ایک جگہ سے اُکھاڑ کر دوسری جگہ اور دوسری
جگہ سے تیسری جگہ لگایا جائے۔ تو اُس عمل سے اس
کا دانہ بھی ذرا کم ہو جاتا ہے - یہاں تک کہ برابر
بیدانے کے بن جاتا ہے +
اس پودے کی پیدائش کی اصلی جگہ سرد ملک
ہے - جس جگہ کی آب و ہوا گرم ہو - وہاں بھی یہ
پودا پیداوار تو دے دیتا ہے - مگر زیادہ گرمی کے
سبب جلد پک جاتا ہے - چونکہ اس کی وہاں پوری
پرورش نہیں ہوتی - اس لئے ذائقے میں سرد جگہ
والی کے برابر نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ سرد جگہ کا انگور
آہستگی کے ساتھ پکتا ہے۔ اور زمین سے زیادہ عرصے تک
عرق کھینچتا ہے۔ اس لئے وہ زیادہ نفیس ہوتا ہے +
جہاں انگور کے درخت لگائے جائیں۔ پہلے اس کی

بیلوں کے چڑھانے اور سہارے کا فکر کرنا چاہیئے۔ یا تو چار چار پانچ پانچ ہاتھ کے فاصلے پر پیلپائے بنائے جائیں۔ اور اُن کے اوپر لکڑیوں کا چھپر باندھا جائے۔ یا لکڑی کے ستون بنا کر اُن پر چھپر بچھا دیا جائے۔ اس کو جعفری کہتے ہیں۔ لکڑی کے ستون تھوڑے ہی عرصے میں گل جاتے ہیں۔ پیلپائے پکی اینٹوں کے بنوائے جائیں۔ تو اچھا ہے ٭

اس کے پودے دو طرح سے لگائے جاتے ہیں۔ یا تو بیج بو دیتے ہیں۔ یا قلم لگاتے ہیں۔ جو پودے بیج سے بوئے جائینگے۔ وہ اوّل تو مشکل سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور اُن میں دیر سے پھل آتا ہے۔ اور اس کے دانے چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔ اس کی جو بیلیں قلم سے لگائی جاتی ہیں۔ اُن میں جلد میوہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اپنی اصلی صورت کا ہوتا ہے۔ اس کے پیڑ کا بیج بویا جائے۔ تو ثابت دانہ بونا چاہیئے۔ بیج نکال کر نہیں بوتے۔ قلم کے لگانے کا یہ ڈھنگ ہے۔ اوّل ایک کھائی کھودی جائے۔ جو دس ہاتھ لمبی اور دو ہاتھ گہری ہو۔ اس میں پرانے مکان کی سُرخی اور چونا اور اینٹیں کُٹی ہوئی ڈال کر ایک ہاتھ کے قریب بھر دیا جائے۔ بعضے لوگ ہڈیوں کا چورا بھی ڈالتے ہیں۔ اس کے اوپر مٹی جس میں ریت ملی ہوئی ہو۔ ڈال کر وہ کھائی بھر دی جائے۔ اور اس میں دو قلم اس طرح پر

لگاؤ۔ جس کا درمیانی فاصلہ کم سے کم پانچ ہاتھ کا ہو +
جو ایک سال کی نکلی ہوئی شاخ ہو۔ وہ قلم کے
واسطے تراشی جائے۔ اور وہ اس انداز سے کاٹی جائے۔
کہ اُس میں پانچ چھ آنکھیں یعنی گنٹھے ہوں۔ اُن
میں سے دو گنٹھے زمین میں دبا لئے جائیں۔ اور چار
اوپر رہیں۔ پھاگن کے مہینے میں جو ابھی تک اس
کے پودے میں شگوفہ نہ آیا ہو۔ قلم کاٹ کر لگاتے
ہیں۔ جو گنٹھے زمین میں گاڑے جاتے ہیں۔ وہ جڑیں
بن کر زمین کے نیچے چلی جاتی ہیں۔ اور اوپر کے
گنٹھے پھوٹ کر شاخیں بن جاتی ہیں۔ دوسرے سال
شروع پھاگن کے مہینے میں اس کی چھانٹ کی جائے۔
اس طرح پر کہ جو ڈالیاں قلم سے پھوٹ کر نکلی ہیں۔
اُن میں سے صرف دو ڈالیاں اچھی والی رکھی جائیں۔
باقی کاٹ دی جائیں۔ وہ دو ڈالیاں جو رکھی گئی
ہیں۔ اُن کی بھی چھانٹ کی جائے۔ صرف اُن میں دو
دو گنٹھے رکھ لئے جائیں۔ باقی وہ بھی تراش دی جائیں۔
پھر تیسرے سال بھی یہی عمل کیا جائے۔ صرف دو
یا تین یا چار ڈالیوں پر دو دو چار چار گنٹھے ہر ایک
بیل کے رہیں۔ باقی کاٹے جائیں۔ اس عمل سے اُس
پودے کی بیل کے پینڈ خوب موٹے ہو جائینگے۔
اور پھر ان کو بہت سی شاخیں پھیل کر ایسا کمزور
نہ کرینگی۔ کہ اس میں اچھا اور کثرت سے پھل نہ آئے۔
اس پودے کی بیل زیادہ پانی چاہتی ہے۔ تیسرے

چوتھے روز شام کو پانی دینا چاہئے۔ مگر خزاں کے
دنوں میں اس کو پانی دینے کی ضرورت نہیں ہے۔
برسات کے دنوں میں خود بخود قدرتی پانی اس میں
لگ جاتا ہے۔ اگر برسات میں بارش کم ہو۔ تو برابر
پانی دیا جائے ٭

خزاں کے دنوں میں جب یہ پودا پت جھڑ ہو جائے۔
اور کوئی کوئی پتا اس کی بیل پر رہ جائے۔ تو اُن
پتوں کو بھی توڑ ڈالنا چاہئے۔ اور اس پودے کی
جڑوں کو ایک ایک ہاتھ ایسا کھودا جائے۔ کہ ننگی
ہو جائیں۔ اگر جڑیں زیادہ ہوگئی ہیں۔ تو مُوسلا[1] جڑ
سے چھوٹی چھوٹی جڑیں کاٹ دی جائیں۔ صرف
مُوسلا جڑ اور چند ضروری جڑیں رکھ لی جائیں۔
پھر اُس کو دس بارہ دن اُسی طرح چھوڑ دیا جائے۔
کہ ہوا اور اوس اپنا اثر کرے۔ پھر اُس میں بھیڑ
بکریوں کی مینگنوں کی کھاد۔ جو چار پانچ مہینے کی
سڑی ہوئی ہو۔ پانی میں گھول کر ڈالی جائے۔
بعض یوروپین صاحب سڑی ہوئی مچھلی یا کتے بلی
مار کر اُس میں دبا دیتے ہیں۔ یا بھیڑ بکری کا خون
لے کر اُن کی جڑوں میں ڈالتے ہیں۔ اس میں بہت
فائدے ہیں۔ انگور میٹھا اور لذیذ پیدا ہوتا ہے ٭

جب جڑوں میں کھاد بھر دی جائے۔ تو پھر مٹی
اس کے اوپر ڈالی جائے۔ اور پانی دینا بدستور

[1] پنجاب میں مولی یا تولی کہتے ہیں ٭

جاری کیا جائے +

چوتھے سال جب اس پودے کی بیل کا پیٹ ساڑھے چار گرہ کے قریب ہو جاتا ہے۔ تو وہ پودا پھل دینے کے لائق ہو جاتا ہے۔ پہلے سال اس پودے سے دو ڈھائی سیر پھل اُتریگے +

اسی طرح ہر سال ماگھ کے مہینہ میں اس کی چھانٹ کی جائے۔ اور کھاد ڈالی جائے۔ ضروری شاخوں کے سوا جب تک کہ شگوفے نہ پھوٹیں۔ اور گدھیاں نہ نکلیں۔ باقی ڈالیاں اس سے پہلے چھانٹ دی جائیں۔ اس عمل سے ہمیشہ زیادہ اور اچھے پھل آیا کرینگے۔ زکوٰۃ کے بارے میں شیخ سعدی علیہ الرحمتہ بھی اسی درخت کی چھانٹ کی بابت فرماتے ہیں۔ بیت

زکوٰۃِ مال بدر کن کہ فضلۂ رز را
چو باغباں ببرد بیشتر دہد انگور

اگر یہی عمل برابر جاری رکھا جائے۔ تو ایک بیل سے تیس سیر تک پھل اُتر سکتے ہیں۔ اور اُتنی ہی اس کی پینڈ موٹی ہو جائیگی۔ جتنی پینڈ موٹی ہو جائیگی۔ اُسی قدر فائدہ دیگی +

بعض لوگ اس خیال سے کہ جس قدر پتے اور ڈالیاں اس میں زیادہ ہونگی۔ اُسی قدر زیادہ پھل آئیگا۔ اُن شاخوں کو جو پھوٹ کر نکلی تھیں۔ نہیں کاٹتے۔ اُن کا یہ خیال اچھا نہیں۔ اگر ڈالیاں اور

پتے اندازے سے زیادہ بڑھ گئے ہیں ۔ تو پھل لگنا بند ہو جائیگا ۔ اگر کچھ آئیگا بھی ۔ تو ناقص ہوگا ۔ انگور یا داکھ اس ملک میں اساڑھ کے مہینے میں پک جاتا ہے ۔ چونکہ اس ملک میں ان کی کثرت نہیں ہے ۔ سبز تازہ کھانے کے کام آجاتے ہیں ۔ سرد جگہوں میں کنوار کاتک تک پک جاتے ہیں ۔ وہاں بھی سبز تازہ کھانے کے کام آجاتے ہیں ۔

اس ملک میں جو پھل پیدا ہوتا ہے ۔ اُس کا ذخیرہ نہیں رکھا جاتا ۔ البتہ کابل و ترکستان میں جو پھل پیدا ہوتے ہیں ۔ اور کھانے یا ڈبیوں میں ڈالنے سے بچ رہتے ہیں ۔ اُن کو سُکھا کر ذخیرے کے طور پر رکھ لیتے ہیں ۔ جس کو داکھ و منقے کہتے ہیں ۔ پھر سُوکھی ہوئی داکھ اگر سبز رنگ کی ہو ۔ اُس کو ساڈگی کہتے ہیں ۔ اور سرخ رنگ کی داکھ میوہ کہلاتی ہے ۔ منقے دوائی کے کام میں آتے ہیں ۔ اور داکھ مٹھائیوں میں ڈالی جاتی ہے ۔ اور دہی میں ملا کر کھاتے ہیں ۔ جس کو رایتا کہتے ہیں ۔

آٹھواں سبق

شلغم

سنسکرت کی زبان میں اس ترکاری کا نام نہیں

پایا جاتا ۔ جس سے ثابت ہے ۔کہ پہلے زمانے میں یہ ترکاری اس ملک میں نہ تھی ۔ یہ ترکاری انسان اور مویشی کی خوراک میں کام آتی ہے ۔ اور انسان کی بیماری اور تندرستی کی حالت میں مفید ہے ۔ اس کے بونے سے زمین کی طاقت بڑھتی ہے۔ عمدہ کھاد کا کام دیتی ہے ۔ اور پیداوار بھی زیادہ ہوتی ہے ۔ یہ ترکاری اور سرسوں ایک ہی جنس سے ہیں ۔ سرسوں سے شلغم اس طرح پر پیدا ہو سکتے ہیں ۔ کہ سرسوں کے موٹے موٹے جڑ والے پودے اکھاڑ جڑیں آدھی کاٹ کر زمین میں دبائی جائیں ۔ جیسا کہ گاجر اور مولی کی پیدیاں بیج کے لئے آدھی کاٹ کر دبا دیتے ہیں ۔ اس سے جو تخم پیدا ہو ۔ اُس کو دوسرے سال بوئیں ۔ تو اس سے چھوٹی چھوٹی ایسی گول جڑیں پیدا ہونگی ۔ اگر اُن کو پھر آدھا کاٹ کر لگا دیا جائے ۔ اور اس سے بیج لیا جائے ۔ اس کے بونے سے جو جڑیں پیدا ہونگی ۔ وہ پہلی جڑوں سے زیادہ موٹی ہونگی ۔ اگر تین چار دفعہ یہی عمل کیا جائے ۔ تو اُس کے بیج رفتہ رفتہ شلغم کے بیج بن جائینگے ۔ جن شلغموں کی بڑی بڑی موٹی جڑیں ہیں ۔ یا تو وہ علیحدہ قسم کی ہیں یا اس طریق اور اچھی پرورش سے موٹی جڑیں ہوگئی ہیں ۔ جب اس ترکاری کو کاٹ کر بیج کے لئے لگایا جائے ۔ تو اس کٹے ہوئے ٹکڑے کی چار

پھانکیں کر لی جائیں - اور چاروں پھانکیں پینڈی کی طرف جُڑی رہیں - اُن پھانکوں کے بیچ میں گوبر رکھ دیا جائے - اور زمین میں گاڑا جائے - اس کا بیج لے کر اگلے سال میں بویا جائے - تو اُس تخم سے شلغم بڑے ہوئے پیدا ہونگے - اس ترکاری کی بہت سی قسمیں ہیں - مگر اس ملک میں سُرخ رنگت کے شلغم زیادہ بوئے جاتے ہیں - زرد اور سپید رنگ کے جہاں کھانے کے واسطے ضرورت پڑ جائے - بو دیتے ہیں - کیونکہ یہ جلد تیار ہو جاتے ہیں - مگر دیر تک نہیں رہتے - زرد شلغم اس سے ذرا زیادہ دیر میں ہوتے ہیں - اور سب سے اخیر سُرخ رنگ کے جو زیادہ عرصے تک ٹھیر سکتے ہیں +

اس ترکاری کے بونے کے لئے دو شاہی یا بُیرا قسموں کی زمین یا وہ زمین جو دریا کے اُچھال سے پڑ جائے - اچھی ہے - یا جس زمین میں کسی قدر ریت ملی ہو - غرضیکہ زمین نرم ہو - جو زمین زیادہ سخت ہوگی - اُس میں اس کی پیداوار اچھی نہیں ہوتی - یہ ترکاری دو طریق سے بوئی جاتی ہے - ایک چھوٹے قسم کے شلغم - وہ صرف آدمیوں کے کھانے میں آتے ہیں - اس کے واسطے معمولی کیاریاں بنا کر اُس میں کھاد ملا دیتے ہیں - اور اُس کا تخم مٹھی بھر کر کھیت میں بکھیر دیتے ہیں - بڑی قسم کے شلغموں کے بونے کا یہ قاعدہ ہے - کہ اوّل زمین

ایک فٹ گہری کھودی جائے۔ ہل جوت کر سہاگہ پھیر کر
جس کی مٹی خوب باریک کی جائے۔ پھر اس کھیت میں
نالیاں اور مینڈھیں بنائی جائیں۔ جس کو آل بندی کہتے
ہیں۔ ہر ایک مینڈ کا درمیانی فاصلہ ایک ایک فٹ کے
قریب ہو۔ درمیانی جگہ میں کھاد بھر دو۔ اور مینڈوں
کی مٹی کھاد پر ڈال دو۔ اس ترکیب سے زمین زیادہ
ہموار ہو جائیگی۔ پھر اس میں بھی فاصلے پر ایک
ایک دو دو تخم ہاتھ سے زمین میں رکھ دو۔ یہ فاصلہ
چار انچ سے کم نہ ہو۔

جب اس کی انگوری نکل کر بڑھنی شروع ہو۔ تو
ساتھ ساتھ اسی قدر مٹی اس کی جڑوں میں چڑھائی
جائے۔ اگر مٹھی بھر کر اس کا بیج کھیت میں پھینکا
جائے۔ تو ایک کنال میں ڈیڑھ پاؤ یا آدھ سیر ڈالا
جائے۔ اگر آل بندی کر کے بویا جائیگا۔ تو اس سے
بہت ہی کم بیج کے ڈالنے کی ضرورت ہوگی۔

بیج زمین میں نصف انچ گہرا ڈالا جائے۔ اور درمیانی
فاصلہ بیج کے ڈالنے کا اس ترکاری کی موٹائی اور
قد کے مطابق چھ انچ سے ایک فٹ تک رکھا جائے
تو عمدہ پیداوار ہوگی۔

بونے کے وقت زمین میں طراوت کا ہونا ضرور ہے۔
اگر زمین خشک ہے۔ تو بونے کے بعد تھوڑا پانی دے دیا
جائے۔ اس ترکاری کو پانی کی ضرورت اوسط درجے کی
ہے۔ زیادہ پانی دینے سے بدمزہ ہو جاتی ہے۔ اور جڑیں

پھوکی بن جاتی ہیں۔ پانی دینے کے بعد جب آل آجائے۔ تو کبھی کبھی نلائی بھی کر دینی چاہیئے۔ جس سے زمین پولی ہو جائے اور گھاس نکل جائے۔ اس ترکاری کے بونے کا وقت اخیر بھادوں کے مہینے سے اگھن کے مہینے تک ہے۔ عام طور پر کنوار کے مہینے شروع میں بو دیتے ہیں۔ چار چھ دن کے اندر زمین سے اس کا بیج پھوٹ آتا ہے۔ جب انگوری نکل آتی ہے تو مکھیاں اور مچھر اُن پتّوں کو چاٹ جاتے ہیں۔ اس کی حفاظت کے واسطے اس کے ساتھ رائی بوئی جائے۔ تو مناسب ہے۔ کیونکہ رائی کے پتّے جلد نکل آتے ہیں۔ اس لئے مکھیاں اور مچھر رائی کے پتّوں سے چمٹ جائینگے۔ اور شلغم محفوظ رہینگے ✤

شلغموں کے ساتھ اگر آلو بو دئے جائیں۔ تو بھی شلغم محفوظ رہینگے۔ اس واسطے کہ آلو کے پتّے پر مکھی نہیں بیٹھتی۔ بلکہ اس کی بُو سے ان پودوں کے نزدیک بھی نہیں آتی۔ اس ترکاری کو بیماری بھی ہو جاتی ہے۔ ایک بیماری اس کو ایسی ہوتی ہے۔ کہ اس کے سبب اس میں شاخیں پھوٹ پڑتی ہیں۔ اور پھپھولے سے اس پر پڑ جاتے ہیں۔ جس سے شلغم موٹا نہیں ہوتا۔ اور بڑھتا بھی نہیں ہے۔ یہ بیماری سپید رنگ کے شلغم میں زیادہ ہوتی ہے۔ اگر کسی قدر کھاد میں چونا ملا کر اس پر چھڑکا جائے۔ اس سے بچاؤ ہو جاتا ہے ✤

اس کی ترکاری اکثر پکائی جاتی ہے۔ بعض لوگ کچے بھی کھا جاتے ہیں۔ اسے مویشی بھی کھاتی ہے۔ شلغم اور اُن کے پتے اگر مویشی کو کھلائے جائیں۔ تو وہ موٹے تازے ہو جاتے ہیں۔ دودھالے جانوروں کو اگر اس کا چارہ دیا جائے۔ تو دود زیادہ دیتے ہیں +

اگر اس ترکاری کی کھڑی فصل کے پتے بھیڑ اور بکریوں کو کھلا دئے جائیں۔ پھر اُس پر ہل چلا دئے جائیں۔ اور سہاگہ پھیرا جائے۔ تو شلغم زمین کے اندر کھاد بن جائیگی۔ اور زمین کی حیثیت کو بڑھائیگی +

جب زمین سے شلغم کھود لئے جائیں۔ اور اُن کے خراب ہو جانے کا اندیشہ ہو۔ تو شلغم اچھی طرح صاف کئے جائیں۔ اور اس کی پینڈی کی چوٹی بھی احتیاط سے صاف کی جائے۔ کوئی زخم اُس میں نہ آئے۔ پھر اُن شلغموں کا ڈھیر مخروطی شکل کا بنایا جائے۔ اس ڈھیر میں شلغم اس طرح پر رکھے جائیں۔ کہ پینڈی کی طرف نیچے کو رہے۔ پھر اُن پر گھاس پھوس ڈال کر اچھی طرح ڈھانپ دئے جائیں۔ تو اس عمل سے کچھ عرصے تک ٹھیر سکتے ہیں +

سایہ دار جگہ میں ایسا ڈھیر بنایا جائے۔ جو شلغم خراب ہوں۔ اُن کو اُس ڈھیر سے نکال دیا جائے۔ کیونکہ وہ دوسرے شلغموں کو بھی خراب کردینگے۔ تخم کے واسطے اچھے اچھے شلغموں کی پینڈیاں نیچے سے

تھوڑی تھوڑی کاٹ کر علیحدہ جگہ میں اگو لگا دی جائیں۔
تو اُن سے بیج اچھا پیدا ہوگا۔

نواں سبق

آلو

یہ ترکاری اس ملک کی اصلی پیداوار نہیں ہے۔ امریکہ کے ملک سے یورپ کے ملکوں میں آئی۔ اور وہاں سے اس ملک میں لائی گئی۔ اس کی پیداوار زیادہ ہوتی ہے۔ کھانے میں بھی یہ ترکاری اچھی مقوّی اور لذیذ ہوتی ہے۔ اس لئے اس کے بونے کی اس ملک میں اب کثرت ہوتی جاتی ہے۔

میدانی علاقوں میں ابھی تک اس کا بونا پورے طور پر نہیں ہوا۔ البتّہ پہاڑی علاقوں میں کثرت کے ساتھ یہ ترکاری بوئی جاتی ہے۔ اس کی پیداوار میں فائدہ زیادہ ہے۔ تھوڑے عرصے میں یہ ترکاری تیار ہو جاتی ہے۔ زمینداروں کو اس ترکاری کا بونا فائدہ دیتا ہے۔ اور روپیہ کمانے کا اچھا ذریعہ ہے۔ آلو کی دو سو قسمیں ہیں جو یورپ کے ملکوں میں بوئی جاتی ہیں۔ اُن کے بونے اور پیدا ہونے کے جُدا جُدا وقت ہیں۔

اس ملک میں دو قسم کے آلو ہیں - ایک پہاڑی - دوسری دیسی - دیسی آلو کو بعض گلینا آلو بھی کہتے ہیں +

پہاڑی آلو تین ناموں سے مشہور ہیں - ایک تو عام پہاڑی - دوسرے نینی تالی - تیسرے بیوتالی - ان کی تمیز ہوشیار زمیندار کر سکتے ہیں - عام لوگ نہیں جانتے - جو دیسی آلو ہیں - وہ ذائقے میں اچھے - قد میں چھوٹے اور گول - رنگت میں سرخ یا سپیدی مائل سرخ ہوتے ہیں +

پہاڑی آلو قد میں بڑے بڑے اور رنگت میں بھورے ہوتے ہیں - ذائقے میں دیسی آلو کی برابری نہیں کر سکتے - بلکہ پھیکے ہوتے ہیں - یہ بھی دیکھا گیا ہے - کہ اگر پہاڑی آلو کچھ کچے اکھاڑے جائیں - تو وہ بھی دیسی آلوؤں جیسے معلوم ہوتے ہیں - مگر وہ کچھ مدت ٹھیرتے نہیں ہیں - جلد خراب ہو جاتے ہیں - خالص ریت کے سوا یہ ترکاری ہر قسم کی زمین میں تھوڑی بہت پیدا ہو جاتی ہے - خواہ اُس زمین کی مٹی کیسی ہی چکنی اور سخت ہو - مگر سب سے اچھی زمین اس کے واسطے وہ ہے - جس کی مٹی نرم ہو - یا وہ مٹی دریا نے جدید ڈالی ہو - جس کو پنجاب میں پٹا یا بڑلی کہتے ہیں - اور اس میں کسی قدر ریت ملی ہو - یا چکنی مٹی میں ریت ملی ہوئی ہو - ایسی سخت مٹی نہ ہو - کہ جس کے

ڈھیلے جلد نہ ٹوٹیں +

اس ترکاری کے کھیت کو گوبر اور سڑے ہوئے پتّوں کی کھاد اچھی ہوتی ہے۔ یا جس میں بھیڑ بکری کی مینگنیاں اور پیشاب زیادہ پڑا ہو۔ یہ کھاد اس ترکاری کو فائدہ مند ہے۔ مگر جب اندازے سے زیادہ ڈالی جائیگی۔ تو فصل کا نقصان ہو جائیگا۔ کھاد کے زیادہ ڈالنے سے اس ترکاری کے کھیت میں ایک بیماری پیدا ہو جاتی ہے۔ جس سے وہ پودے جو ابھی تک پکتے نہیں۔ پیلے رنگ کے ہو جاتے ہیں۔ اور پھر اُن کی پیداوار کم ہو جاتی ہے +

اس ترکاری کے بونے کے واسطے زمین کی تیاری اُسی ڈھنگ سے کی جائے۔ جیسا کہ شلغم کی ترکاری کے واسطے آل بندی وغیرہ کا طریق برتا جاتا ہے +

پہاڑی علاقوں میں یہ عمل نہیں کیا جاتا ہے۔ صرف اُونچے پہاڑوں میں جہاں بھیڑ بکری کے بیٹھنے کی جگہ[1] ہو۔ اُس مقام یا اور نرم جگہوں میں جب جاڑوں کے دنوں میں برف پڑ جاتی ہے۔ تو وہ جگہ نرم اور پولی ہو جاتی ہے۔ کھاد اس جگہ پہلے بھی بھیڑ بکریوں کی یا درختوں کے پتّوں اور سڑی ہوئی چھوٹی چھوٹی پھلیوں کی کافی موجود ہوتی ہے۔ کچھ محنت اُن کو کرنی نہیں پڑتی۔ اس ترکاری کو وہاں بو دیتے

[1] پنجاب میں پہاڑوں کی زبان میں ایسی جگہ کو تھاچ کہتے ہیں +

ہیں۔ جو خود بخود بلا تردد تیار ہو جاتی ہے۔ البتہ
حفاظت کرنی پڑتی ہے۔ پھر اس ترکاری کو کھود لیتے
ہیں۔ آلو تین طرح پر بوئے جاتے ہیں۔ اوّل اس
کے بیج بوئے جاتے ہیں۔ دوم جنوبی چھوٹے۔ اس
ترکاری کے ثابت دانے یعنی آلو دبائے جاتے ہیں۔
سوم ایک ایک آلو کے چار چار پانچ پانچ ٹکڑے کرکر
جس کے ہر ایک ٹکڑے میں شلغم کے پھوٹنے کی
ایک یا دو آنکھیں ہوں۔ لگاتے ہیں۔ اگر آلوؤں کے
ٹکڑے کرکے بونا ہو۔ تو سات دن آگے ٹکڑے سمیٹے
جائیں۔ اور ہوادار جگہ میں وہ دھر دئے جائیں۔ مگر
یہ لحاظ رہے۔ کہ بالکل وہ ٹکڑے سوکھ نہ جائیں۔
جس سے اُن کی آنکھیں یعنی سگتے مر جائیں +
بیج کے بونے میں یہ فائدہ ہے۔ کہ نئی نئی قسم
کے آلو ہر جگہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ بیج کے بو دینے
سے یہ بھی فائدہ ہے۔ کہ بیج کی حفاظت کرنی نہیں
پڑتی۔ آلو جو تخم کے لئے رکھے جائینگے۔ اُن کی حفاظت
کرنی پڑیگی۔ اور ایک جگہ سے دوسری جگہ کے لے
جانے میں بھی آسانی نہیں ہوگی +
بیج کے بونے کی یہ ترکیب ہے۔ آلو کا تخم جو ڈالی
پر ہوتا ہے۔ اچھی طرح پک جائے۔ تو اُس کو نکال کر
پانی میں دھوکر سکھا لیا جائے۔ اگلے موسم میں آلو
کے بونے کا وقت آجائےگا۔ تو اُس کو بونا چاہئے
پچھلے سال پودوں کی جڑوں میں جھڑ بیری کے بیر دا

کے برابر آلو پیدا ہوتے ہیں۔ دوسرے سال چھوٹے چھوٹے آلو ثابت دوسرے طریق کے مطابق بو دئیے جائیں۔ جب اُن کے پودے قریب ایک ایک ہاتھ کے اونچے ہو جائیں۔ پھر اُن کی جڑوں میں مٹی ڈالی جائے۔ اور آلو ڈھانپ دئیے جائیں۔ یہ عمل دو دفعہ کیا جائے۔ پھر جب اوپر سے اُس کی شاخیں سوکھ جائیں۔ تو جو آلو پہلے اُس کھیت میں تیار ہوگئے ہوں۔ اُن کو جُدا رکھا جائے۔ اور جو دیر سے تیار ہوں۔ اُن کو علیحدہ رکھنا چاہئے۔ پھر جب اگلا موسم آئے۔ تو دونو جدا جدا بوکر دیکھ لئے جائیں۔ جو اچھی طرح پھلیں پھولیں۔ وہ رکھ لئے جائیں +

تخم ریزی کے واسطے جو آلو رکھے جائیں۔ اُن کو شاخیں خشک ہونے کے ساتھ ہی اُکھاڑ کر رکھ لیا جائے۔ جو آلو کھانے یا بیچنے کے واسطے رکھنے ہوں۔ اُن کو اُس وقت اُکھاڑنا چاہئے۔ جب اُن کی ڈالی اور پتے بالکل خشک ہو جائیں۔ اور زمین کے اندر اچھی طرح پک جائیں۔ جب آلو زمین میں بوئے جائیں۔ تو تین انچ زمین کے اندر اندر دبائے جائیں۔ اگر بیج بویا جائے۔ تو آدھ انچ یا اس سے بھی قریب ڈالا جائے۔ ان کے پودوں کا درمیانی فاصلہ پانچ انچ سے ایک فٹ تک ہونا واجب ہے۔ اگر ثابت آلو یا اُس کے ٹکڑے کرکے بوئے جائیں۔ تو

بوتے وقت تھوڑا تھوڑا گوبر اُن پر ڈال کر مٹی سے
ڈھانپ دیا جائے۔ تو بہت فائدہ ہوگا۔ آلو کا بیج
ایک کنال میں آدھ سیر یا اُس سے بھی کم ڈالا
جائے۔ اور اگر آلو لگانے ہوں۔ تو ایک کنال کے
واسطے ایک من پکے چاہئیں۔ پہاڑی علاقوں میں آلو
مئی کے مہینے میں بوتے ہیں۔ اور کبھی اپریل
میں۔ اور اس سے پیشتر بھی بو دئے جاتے ہیں۔
جو میدانی علاقے ہیں۔ وہاں یہ ترکاری برس دن
میں دو دفعہ بوئی جاتی ہے۔ ایک ماگھ کے مہینے یا
پھاگن کے مہینے کے شروع میں۔ دوسرے کنوار کے
مہینے میں ماگھ پھاگن کے بوئے ہوئے جیٹھ اور اساڑھ
کے مہینوں میں اچھے ہو جاتے ہیں۔ اور کنوار کے
مہینے کے بوئے ہوئے ماگھ کے مہینے میں ٭

پہاڑی قسم کے آلو ماگھ یا پھاگن میں بوئے جاتے
ہیں۔ اور دیسی آلو کنوار کے مہینے میں + بعض لوگ
اس طرح کرتے ہیں۔ کہ پہاڑی آلو سے جو چھوٹے
چھوٹے دانے پیدا ہوتے ہیں۔ اُن کو ثابت کنوار
کے مہینے میں بو دیتے ہیں۔ وہ بھی دیسی آلوؤں
کی طرح پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور دیسی شکل و
شباہت کے ہو جاتے ہیں۔ اس ترکاری کے کھیت
کی نلائی بہت احتیاط سے کی جائے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ
اس کی جڑوں کے سوت جو ادھر اودھر پولی زمین
میں پھیلتے ہیں۔ اور جن کے ساتھ آلو پیدا ہوتے

ہیں۔ نلاتے وقت کٹ جائیں ۔ اس ترکاری کو تھوڑا
تھوڑا پانی احتیاط کے ساتھ کئی دفعہ اس ترکیب سے
دیا جائے۔ کہ مینڈیں جو آل بندی کے قاعدے سے
کھیت میں بنائی گئی ہیں۔ اُن کے اوپر تک پانی
نہ چڑھ جائے۔ بلکہ اُن کے نصف تک رہے۔ اگر
زیادہ پانی دیا جائیگا۔ تو مینڈیں پھٹ کر چھوٹی
چھوٹی درزیں پڑ جائینگی۔ اور جڑوں کے سوت کا
جالا جو نکل کر ادھر اُدھر پھیلا ہوا ہے۔ اور جس
کے ساتھ آلو لگتے ہیں۔ وہ اپنی اصلی جڑ سے ٹوٹ کر
جدا ہو جائیگا۔ وہ پھر کسی طرح پر پرورش نہیں
پا سکتا۔ اور خشک ہو کر مر جائیگا۔ اور پیداوار
میں بھاری نقصان پڑ جائیگا ۔

اس ترکاری کو مکھی۔ کیڑے مکوڑے نقصان نہیں
پہنچاتے۔ اگر اور ترکاریاں شلغم وغیرہ نرم پتے والی
اس کے پاس بوئی جائیں۔ تو وہ بھی محفوظ رہینگی ۔

جس قدر اس کے پودے بڑھتے جائیں۔ اسی قدر
اُن کی جڑوں پر مٹی چڑھاتے جاؤ۔ یہاں تک کہ
جہاں آل بندی کے قاعدے سے مینڈیں بنائی ہیں۔
وہاں نالی بن جائے۔ اور جہاں نالی تھی۔ وہاں مینڈیں
بن جائیں۔ جب اس کے پودے میں پھول آجائیں۔
تو اُن کو نوچ کر پھینک دو۔ جس طرح تمباکو نوچا
جاتا ہے۔ پھولوں کے توڑنے سے آلو زیادہ پھیلتے
اور بڑھتے ہیں۔ کیونکہ زمین کا عرق جو پھولوں

کی پرورش کو جاتا تھا - وہ پھر جڑوں میں جائیگا۔ اور جڑوں کو بڑھائیگا۔ جب آلو کھیت سے کھود لیئے ہوں - اور ایک عرصے تک اُن کا ذخیرہ رکھنا ہو۔ تو اس قاعدے سے رکھے جائیں - کہ سایہ دار جگہ میں اُن کا تودہ مخروطی شکل کا بنا کر گھاس سے ڈھانپ دو - اور اوپر مٹی سے لیپ دو - پہاڑی آلو ایسے ذخیرے میں دیسی آلو سے زیادہ عرصے تک رہ سکتے ہیں +

آلو کی ترکاری نئی نئی طرح کی بنائی جاتی ہے۔ اور طرح طرح سے کھانے کے کام میں آتے ہیں۔ اس کی چپاتی بھی پکاتے ہیں - اس کا حلوا عمدہ ہوتا ہے +

مویشیوں کا بھی اچھا چارہ ہے - مویشیوں کو کھلاتے وقت اس امر کا لحاظ کرنا چاہئے - کہ جو مویشی جگالی کرنے والے ہوں - اُن کو خواہ کچے بھی دیئے جائیں تو مضائقہ نہیں - مگر جو جگالی نہیں کرتے - اُن کو اُبال کر دیئے جائیں +

دسواں سبق

گوبھی

یہ ترکاری اس ملک کی پیداوار سے نہیں ہے

دوسرے ملک سے اس جگہ آئی ہے۔ اب اس ملک میں بھی اس کے بونے کی ہر ایک شہر و قصبہ میں ترقی ہوتی جاتی ہے۔ یہ ترکاری کھانے میں مزے دار ہوتی ہے۔ پتّے وغیرہ مویشیوں کے چارے کے بھی کام آجاتے ہیں۔ زمینداروں کو اس کے بونے میں فائدہ ہے۔ اور آمدنی کا ذریعہ ہے۔ اس کے بونے اور جوتنے میں جو محنت کی جاتی ہے۔ اُس کا نتیجہ پورا اور جلد مل جاتا ہے۔ گوبھی کی بھی بہت سی قسمیں ہیں۔ جو مختلف مقاموں میں پیدا ہوتی ہیں۔ اس کے بونے کے جُدا جُدا طریق اور علیحدہ علیحدہ موسم ہیں۔ اس سبب سے اس کی بہت سی قسمیں مشہور ہو گئی ہیں۔ اس ملک میں یہ تین قسمیں ہیں۔ اوّل پھول گوبھی۔ یہ نام اس واسطے رکھا گیا ہے۔ کہ اس کا پھول جب نکلتا ہے۔ تو گلدستے کی طرح بن جاتا ہے۔ اور جب تک اس میں سفیدی جھلکتی رہتی ہے۔ اور پتّوں کے درمیان ہو۔ اُس وقت تک وہ کچّا ہوتا ہے۔ کھانے کے کام کا ہے۔ جب پک کر پتّوں سے باہر نکل گیا۔ تو مویشی کے چارے کے کام آتا ہے۔ کھانے کے کام کا نہیں رہتا ؛

دوسری بند گوبھی۔ اس کے پتّے آپس میں لپٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ جیسے کہ ایک گولا پتّوں کا ایک دوسرے پتّے پر لپیٹ کر بنایا جائے۔ اس کے پتّے

دو رنگ کے ہوتے ہیں۔ ایک سبز۔ دوسرے اودے۔
تیسری گانٹھ گوبھی۔ یہ شلغم کی طرح ہوتی ہے۔ اور
پتّوں کے بیچ میں گرہ بن کر پیدا ہو جاتی ہے۔ اس
کی درمیانی گرہ ترکاری کے کام آتی ہے ٭
اس ترکاری کے بونے کے لئے زمین کی تیّاری
آل بندی کے قاعدے سے کی جائے۔ جیسا کہ شلغم
کے لئے کی جاتی ہے۔ مگر بہت گہری کھدائی کی
ضرورت نہیں ہوتی۔ صرف ایک فٹ زمین کھودی
جائے۔ اور زمین کی قسم بھی نرم ہو۔ جس میں
کچھ ریت ملی ہو۔ تو اچھی ہے۔ سخت زمین میں
اس کی پیداوار اچھّی نہیں ہوتی۔ کھاد کی اس کے
واسطے ازبس ضرورت ہے۔ ایک کنال میں بیس
من پکّے سے بھی زیادہ کھاد ڈالی جائے۔ پتّوں
اور لکڑیوں کی گلی ہوئی کھاد اگر ہو۔ تو اچھّی ہے۔
گوبھی کنوار کے مہینے میں بوئی جاتی ہے۔ یا جب
بہار کا موسم شروع ہو۔ اگر جلد اس ترکاری کو
تیّار کرنا ہو۔ تو اساڑھ کے مہینے کے اخیر میں
اس کا ذخیرہ بو دیا جائے۔ یہ کنوار کے مہینے میں
لگانے کے لئے ذخیرہ ہو جائیگا۔ کنوار کے مہینے کی
لگائی ہوئی پوس یا ماگھ کے مہینے میں پھول لائیگی۔
جو گوبھی بہار کے دنوں میں لگائی جاتی ہے۔ وہ سرد
اور پہاڑی علاقوں کے سوا اور جگہ ایسا بڑا اور
عمدہ پھول نہیں دیتی ہے۔ جیسا کہ کنوار کے مہینے

کی لگائی ہوئی دیتی ہے +
اس کا بیج ایک کدال میں اگر چھٹانک بھر ڈالا جائے۔ تو کافی ہے۔ پہلے وہ بیج ایک کیاری میں جو چار گز مربع ہو۔ ذخیرے کے طور پر بویا جائیگا۔ بونے کے وقت زمین کچھ گیلی ہو۔ اگر زمین خشک ہوگی۔ تو تخم پیدا نہیں ہوگا۔ بونے کے وقت اُس کے بیج میں تھوڑی ریت یا راکھ ملائی جائے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ زیادہ بیج ایک ہی جگہ گر جائے +
جب ذخیرے میں پودے دو دو تین تین انچ کے ہو جائیں۔ تو وہاں سے اُکھاڑ کر میںڈوں کے درمیان لگا دئے جائیں + اگر پھول گوبھی ہو۔ تو اُسے اس ذخیرے سے اُکھاڑ کر زیادہ کھُلی جگہ میں ذخیرے کے طور پر لگا دینا چاہئے۔ جب اس کی جڑیں قائم ہو جائیں۔ اور تین انچ کے برابر بڑھ جائیں۔ تو وہاں سے اُکھاڑ کر اپنی اصلی جگہ میں جہاں لگانا چاہیں۔ لگا دی جائےگی۔ لیکن اس کھیت میں پہلے سے آل بندی ہو گئی ہو۔ پودوں کا درمیانی فاصلہ ایک ایک فٹ سے لے کر دو دو فٹ تک ہونا چاہئے۔ خصوصاً پھول گوبھی کے واسطے زیادہ فاصلہ چاہئے۔ دوسری دفعہ ایک جگہ سے اُکھاڑ کر دوسری جگہ ذخیرے کے طور پر لگانے میں یہ فائدہ ہے۔ کہ اس کی ڈنڈی پتلی رہیگی۔ اور پھول بڑا لائیگی۔ باقی دو قسموں کی گوبھیوں کے واسطے

درمیانی فاصلہ ڈیڑھ فٹ کا بلکہ اس سے بھی کچھ کم کافی ہے +

اگر کیڑے لگنے کا خوف ہے یا کیڑا لگنا شروع ہو جائے۔ تو پودوں پر گوبر اور لکڑیوں کی راکھ یا راستے کی گرد یا پژاوے کی خاک ڈال دینی چاہئے۔ پژاوے کی خاک اس موقع کی ہو۔ جہاں سے نوشادر نکلتا ہے۔ پودے جب ایک جگہ سے اکھاڑ کر دوسری جگہ لگائے جاتے ہیں۔ اُس وقت اگر تھوڑی بارش ہو جائے۔ تو مفید ہے۔ اگر نہ ہو۔ تو تھوڑا تھوڑا پانی لوٹوں سے اُن کی جڑوں میں ڈالا جائے۔ اس ترکاری کے واسطے پانی کی زیادہ ضرورت خاص خاص موقعوں پر ہوتی ہے +

پانی دینے کے بعد جب زمین میں آل آجائے۔ تو کھرپے سے اس کی نلائی کی جائے۔ اور جتنے جتنے پودے اُس کے بڑھتے جائیں۔ اُن کی جڑوں کے اردگرد کے مینڈوں کی مٹی اُن کی جڑوں پر چڑھائی جائے۔ یہاں تک کہ مینڈوں کی جگہ نیچے ہو جائے۔ اور جہاں پہنچائی تھی۔ وہاں مینڈ بن جائے +

جب اس ترکاری کے پودے نو انچ سے ایک فٹ تک ہو جائیں۔ تو پرانے گوبر کی کھاد پانی میں گھول کر ڈالنی مناسب ہے۔ اگر پھول گوبھی کا پودا ہے۔ اور قریب ایک فٹ کے ہو گیا ہے۔ تو پندرہ یا بیس دن سے پہلے پانی نہ دیا جائے +

اس سے فائدہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اس کا پھول اچھی طرح پر پھیلتا پھولتا ہے۔ اگر پانی برابر ملتا رہے۔ تو اس قدر بڑے بڑے پھول پیدا نہیں ہونگے +

گانٹھ گوبھی میں ایک یہ بھی صفت ہے۔ کہ وہ جاڑے کی سردی اور گرمی کی سختی بھی جھیل سکتی ہے۔ پانی کم ملے۔ تو بھی ہو جاتی ہے۔ پھول گوبھی اور بند گوبھی میں یہ صفت نہیں ہے۔ گانٹھ گوبھی کے پتے بھی سخت ہوتے ہیں۔ اس سبب سے کیڑے اس کا نقصان کم کرتے ہیں +

ایک ترکیب ایسی ہے۔ کہ پھول گوبھی میں کچھ عرصے تک پھول پیدا نہ ہو۔ وہ یہ ہے۔ کہ جب پھول گوبھی کے پھول نکلنے کے قریب ہوں۔ تو اُن کے درمیان کونپل کے اوپر دیمک کے گھر کی مٹی دوسری مٹی میں ملا کر ڈال دی جائے۔ اور پتے اکٹھے کر کے باندھ دیئے جائیں۔ تو پھول نہیں نکلتا۔ پھر جب پھول کے پیدا کرنے کی ضرورت پڑ جائے۔ اس سے ایک دن پہلے لوٹے سے پانی ڈال کر اس مٹی کو کونپل سے اُتار دینا چاہیئے۔ اور کونپل صفا کر دی جائے۔ ایک دو دن میں پھول نکل آتا ہے۔ پہلے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس پودے میں پھول نہیں نکلا اور نہ نکلیگا۔ جب اس گوبھی سے پھول نکلتا ہؤا ظاہر ہو۔ تو تین چار پتے توڑ کر اُس کو ڈھانپ دیں۔ ایسا نہ ہو۔

ہو جاتے ہیں۔ اور پکاتے وقت جلد گل جاتے ہیں +

گیارھواں سبق

پیاز اور لہسن

پیاز اس ملک کی پیداوار سے ہے۔ اب تک
کہیں کہیں پہاڑوں میں خود رَو پائی جاتی ہے۔
اس ملک کی پیاز کی زیادہ قسمیں نہیں۔ یورپ کے
ملکوں کی پیاز جو انگریزی باغیچوں میں بوئی جاتی
ہے۔ اگر اُن کو شامل کر لیا جائے۔ تو بیسیوں
قسم کی ہو جائینگی۔ پیاز کی پیداوار تھوڑی سی
زمین میں بہت ہو جاتی ہے۔ اور زمینداروں کی
خوراک میں شامل ہے۔ اس کے کھانے سے بدن
میں طاقت زیادہ ہو جاتی ہے۔ اس سے روپیہ
بھی حاصل ہوتا ہے۔ اور عام خرچ میں آتی ہے۔
اس کی پیداوار ہر جگہ فروخت ہو سکتی ہے۔ کسی
خاص شہر و بازار میں لے جانے کی ضرورت نہیں
ہوتی۔ اسی واسطے اس کا بونا مفید ہے۔ اس کے
بونے کے لئے بہت نرم زمین چاہیئے۔ ذرا بھی سخت
نہ ہو۔ کیونکہ سخت اور چکنی مٹی میں اس کی گٹھیاں

نہیں پھیلیگی۔ اگر اُس زمین کی جس میں پیاز بوئی ہے۔ مٹی سخت اور چکنی ہو۔ تو اُس میں بہت سی ریت اور کھاد ڈالنی چاہیئے۔ جس سے وہ نرم اور پولی ہو جاوے۔ تاکہ پیداوار اچھی ہو ✣ خصوصاً جس موقع پر پہلے اُس کا ذخیرہ لگایا ہے۔ وہاں مناسب ہے۔ کہ یہ عمل ضرور ہی کیا جاوے۔ دریا کے کنارے کی زمین[1] اس کے بونے کے لیئے اچھی شمار کی جاتی ہے۔ کھاد اس کے کھیت میں پرانے گوبر اور اُپلے کی راکھ یا گلی سوچے کی گرد کی ڈالی جاوے ✣

اس کے بونے کے لیئے زمین کی کھدائی چھ سات انچ گہری کی جاوے۔ اس سے زیادہ کھدائی کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ پیاز کی گنٹھیاں زمین کے اوپر ہی اچھی ہیں۔ اور جڑیں بھی اس کی گہری نہیں جاتیں۔ پیاز کو دو طرح پر بوتے ہیں۔ اوّل زمین ہموار کرکے اس میں دو گز چوڑی چار گز لمبی کیاریاں بنا کر بوتے ہیں ✣

دوسرے آل بندی کے قاعدے سے مینڈھیں بنا کر مینڈوں پر لگا دیتے ہیں۔ مینڈوں کے اوپر لگانے کا عمل اس وقت کرنا چاہیئے۔ کہ جب کوئی اور جنس یا ترکاری اس کے ساتھ بوئی ہوئی ہو۔ یا کسی قسم کے بڑے بڑے گنٹھیوں کے پیاز پیدا کرنے ہوں۔ دونو طریق پر پیاز کے لگانے کے واسطے اوّل اس کا

[1] پنجاب میں ایسی زمین کو کنسرا یا کھنوتا کہتے ہیں ✣

ذخیرہ لگانا چاہیئے۔ جب ذخیرے میں اس کا بیج بویا جائے۔ تو بونے سے چار گھنٹے پہلے اس کے بیج کو ایسے گرم پانی میں جس میں ہاتھ ٹھیر سکے۔ بھگونا چاہیئے۔ دو گھنٹے کے قریب بھیگا رہے۔ پھر اس کا بیج پانی سے نکال کر دو گھنٹے کے عرصے تک خشک کیا جائے +

ذخیرہ لگانے کے واسطے اس کا بیج ایک مرلے میں تین چھٹانک ڈالا جائے۔ لیکن اس میں ریت یا باریک مٹی ملائی جائے۔ کیونکہ اس کے دانے چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔ ڈالتے وقت کہیں ایک جگہ ہی زیادہ نہ گر جائیں +

پیاز کا یہ ذخیرہ دس مرلے کے واسطے کافی ہے۔ کنوار کے اخیر یا کاتک کے مہینے کے شروع میں اس کا بیج بوتے ہیں۔ بونے کا یہ طریق ہے۔ کہ بیج ہاتھ میں لے کر بکھیر دیا جائے۔ پھر ہاتھوں سے مٹی اور بیج ملا دیا جائے۔ اس کے اوپر تھوڑی تھوڑی کھاد باریک اور گلی ہوئی ڈالیں۔ جس سے بیج چھپ جائے۔ یہ کھاد بیج کے اگنے میں مدد دیگی۔ دس دن میں بیج زمین سے پھوٹ کر نکل آتا ہے۔ اور درمیان میں کچھ تھوڑی بارش ہو کر زمین پر پیپڑی جم جائے۔ تو پھر پیدا نہیں ہوگا۔ وہاں زمین درست کرکے دوبارہ بونا چاہیئے +

پوس کے مہینے سے ماگھ کے مہینے تک اس کے

پودے چار چار انچ کے قریب لمبے ہو جاتے ہیں۔ پھر ہاتھوں سے اُکھاڑ کر جہاں ضرورت ہو۔ لگا دیتے ہیں۔ اس کے پودوں کے اُکھاڑنے پر ہی پیداوار کا حصہ ہے۔ اُکھاڑنے کے وقت جڑوں کو کچھ صدمہ نہ پہنچے۔ وہ ٹوٹ نہ جائیں۔ پتوں کے ساتھ ثابت نکل آئیں۔ جس روز ذخیرے سے پیاز کے پودے اُکھاڑے جائیں۔ اُس سے دوسرے روز اُس کو کھیت میں لگانا چاہیئے۔ اسی روز لگانے سے پیاز میں گندل زیادہ پیدا ہو جاتی ہے۔ جو آخرکار کھیتی کو بڑھنے نہیں دیتی۔ اور پیاز کی گنٹھیاں چھوٹی چھوٹی اور ناقص ہو جاتی ہیں۔ جاڑے کے دنوں میں اس کے ذخیرے کو سردی سے کچھ نقصان نہیں پہنچتا۔ یہ سردی کی برداشت کر سکتا ہے۔ اسی واسطے پہاڑوں میں بھی اچھی طرح پیدا ہو جاتا ہے۔

معمولی پیاز کیاریوں میں تین تین چار چار انچ کے فاصلے پر لگائی جائے۔ اگر مینڈوں پر لگانے کے لائق ہے۔ تو جیسا موقع ہو۔ یا جیسی قسم کی پیاز ہو۔ اُس کو ویسے ہی فاصلے پر لگانا چاہیئے۔ فاصلہ کا اندازہ چھ انچ سے نو انچ تک ہونا چاہیئے۔ پودوں کے لگانے کے وقت یہ لحاظ کیا جائے۔ جس موقع پر پیاز کی گنٹھیاں پیدا ہوں۔ وہ جگہ زمین سے اونچی رہے۔

دبائی نہ جائے۔ جب پیاز لگا دی جائے۔ تو چوتھے
پانچویں دن پانی بھی دیا جائے۔ پھر جب زمین
سوکھنے پر آئے۔ تو پانی دیا کریں۔ پانی دینے کے
بعد جب زمین میں آل آ جائے۔ تو نلائی احتیاط
سے کریں۔ جڑیں نہ کٹ جائیں۔ گنٹھیوں کے
ارد گرد سے تھوڑی جگہ خالی کر دی جائے۔
اس سے گنٹھیوں کو بڑھنے اور موٹے ہونے کا
موقع ملتا ہے۔ نلائی کے وقت گوبر کی کھاد بھی
ملاتے رہیں۔ یہ عمل خصوصاً اُس وقت کیا جائے۔
جب گٹھے بڑے بڑے اور لذیذ پیدا کرتے ہوں۔
معمولی پیاز کے واسطے اس عمل کی ضرورت
نہیں +

بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہے۔ کہ پودے
دو تین دفعہ ایک جگہ سے اُکھاڑ کر دوسری جگہ
لگائیں۔ تو پیاز بڑے اور موٹے پیدا ہونگے۔
مگر یہ بکھیڑا ہے۔ زیادہ کھیتی کرنے والے سے
اس کا ہونا مشکل ہے۔ اور یہ بھی معلوم نہیں۔
کہ فائدہ ہو یا نہ ہو +

جب پیاز کے اُکھاڑنے میں ڈیڑھ مہینہ باقی
رہ جائے۔ تو پتّوں کو بیچ میں سے مروڑ دیا جائے[1]

---

[1] ان پتّوں کو آل کہتے ہیں۔ پنجاب میں اس کا نام
پھوک ہے +

اور زمین کی طرف جھکا دیا جائے۔ تاکہ عرق پتوں
میں نہ جائے۔ بلکہ پیاز کے گٹھوں میں رہے۔ اس
عمل سے وہ موٹے ہو جاتے ہیں۔ بیساکھ کے مہینے
میں پیاز تیار ہو جاتی ہے۔ اس سے تھوڑے دنوں
آگے پانی دینا بند کیا جائے۔ جب پتے خشکی پر
آ جائیں۔ تو کھودی جائے۔ اگر پیاز کو کھانے کے
واسطے رکھنا ہے۔ تو کسی ٹوکرے یا جامے میں ڈال
کر سایہ اور ہوادار مکان میں رکھ لیں۔ اس عمل
سے پیاز جلد خراب نہیں ہونگے۔

اگر اس کا بیج لینا ہے۔ تو دو چار گٹھے چھینکے
میں رکھ کر کسی ایسی جگہ لٹکا دیں۔ جہاں ہوا کی
آمد و رفت ہو۔ اس طریقے سے وہ گٹھے اچھے
رہینگے۔ پھر مناسب موقع پر اُن گٹھوں کو بو کر
بیج لے لیا جائے۔ اگر یہ مطلب ہے۔ کہ گٹھے بڑے
بڑے ہو جائیں۔ تو یہ ترکیب کی جائے۔ کہ مینڈیں
جو اس کے لگانے کے واسطے بنائی جائیں۔ اُن پر
تین حصے گوبر اور ایک حصہ مٹی لگائی جائے۔ اُن
کا درمیانی فاصلہ ایک ایک خشت کا ہو۔ باقی عمل
اوپر کے لکھے ہوئے قاعدے کے مطابق کیا جائے۔
اس طرح پیاز کے گٹھے بڑے بڑے اور موٹے
پیدا ہونگے۔

ایک قسم کی پیاز لسن کی شکل کی ہے۔ جس کو
خیدانہ کہتے ہیں۔ اس کی گٹھیاں اور پتے دونو سپید

کی کھیر بھی پکاتے ہیں۔ پیاز کچے بھی کھا لیتے ہیں۔ اور پکا کر بھی اس کو اور لہسن کو مصالح میں بھی ڈال دیتے ہیں۔ اور سرکے میں بھی ڈال کر کھاتے ہیں۔ اس کا اچار مزے دار ہوتا ہے +

بارھواں سبق

مٹر

یہ جنس اس ملک کی نہیں ہے۔ دوسرے ملکوں سے اس جگہ لائی گئی ہے۔ ابھی تک پنجاب میں اس کے عام طور پر بونے کا رواج نہیں ہوا۔ صرف باغوں میں ترکاری کے طور پر بوئی جاتی ہے۔ یہاں کے زمیندار جو بوتے ہیں۔ وہ ناقص قسم کی جنس ہے۔ اور چوراں کے نام سے مشہور ہے۔ اسے کھاور کے علاقوں میں بوتے ہیں۔ اور کبھی کبھی خود رَو بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ جنس زمینداروں کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔ مٹر دو قسم کی ہے۔ ایک چھوٹی اور گول۔ دوسری لمبی۔ اور ان دونو قسموں کی اور بہت سی قسمیں ہیں۔ جو یورپ کے ملکوں میں بوئی جاتی ہیں۔ اس جنس کی آٹھ قسمیں زیادہ مشہور ہیں۔ جو مختلف ملکوں اور

علیحدہ علیحدہ (اضلاع ہزارہ و پشاور میں مٹر کو کڑوک کہتے ہیں) موقعوں میں بونے کے سبب نامزد ہیں۔ ان قسموں کا اس جگہ بیان کرنا طوالت ہے۔ کہ وہ انگریزی نام ہیں +

اس جنس کو ایسی زمین میں بونا مناسب ہے جہاں دن میں کسی کسی وقت سایہ بھی ہو جایا کرے۔ سارے دن اس کے پودوں پر دھوپ نہ پڑے +

اس جنس کے بونے کے لئے زمین پولی اور نرم ہونی چاہیئے۔ جو لمبی قسم کی مٹر ہے۔ اُس کو کھاد کی ضرورت اُس وقت پڑتی ہے۔ جبکہ کھیت کی زمین کم زور اور ناقص ہو +

چھوٹی قسم کی مٹر کو اچھی قسم کی زمین درکار ہے۔ اور سڑے ہوئے پتوں اور گوبر کی کھاد فائدہ مند ہے +

کھاد کے ڈالنے کے دو وقت ہیں یا تو بونے سے پہلے زمین میں ملا دی جائے۔ یا پودے جم جائیں۔ تو اُن کی جڑوں میں دی جائے۔ یہ جنس جس زمین میں بوئی جائے۔ اُس زمین میں چونا بھی ضرور ہونا چاہیئے۔ اگر چونا کم ہے۔ تو کھاد کے ساتھ ملا کر اس میں ڈالا جائے۔ اس طرح بیل میں پھلیاں اچھی لگینگی +

بونے سے پہلے زمین میں تین چار دفعہ ہل جوتے جائیں اور سوہاگہ پھیرا جائے۔ اور مٹی باریک

کر کے کھیت آراستہ کیا جائے۔ درمیان میں چھوٹی
چھوٹی مینڈھیں آل بندی کے طور پر بنائی جائیں۔
تو فائدہ دیتی ہیں۔ کیونکہ تھوڑا پانی دینے میں اس
جنس کے پودوں کو کافی طراوت ہو جائیگی۔ اگر
زیادہ پانی دیا جائیگا۔ تو اس جنس کے پودے گل
جائینگے۔ دوسرے مینڈوں پر اس جنس کے بونے
میں یہ فائدہ ہے۔ کہ مینڈوں پر یہ جنس جلدی
بڑھیگی۔ اس لئے کہ مینڈوں کی زمین کی مٹی کیاری
کی زمین کی مٹی سے نرم اور پولی ہوتی ہے۔ ایک
یہ بھی فائدہ ہے۔ کہ جب پودے ایک فٹ کے برابر
ہو جائینگے۔ تو اُن کی جڑوں میں مٹی کے چڑھانے
کی ضرورت پڑیگی۔ اس میں آسانی ہو جائیگی ٭
تیسرے مینڈوں میں بونے کا یہ بھی فائدہ ہے۔
کہ خود بخود قطاریں بن جائینگی۔ اور اسے قطاروں
میں ہی بونا ضروری ہے۔ یہ جنس کیاریوں میں بھی
دوسری جنس کی طرح بوئی جاتی ہے۔ اگر کیاریوں
میں بوئی جائیگی۔ تو ایک کنال میں آدھ سیر بیج
ڈالا جاتا ہے۔ اس جنس کو سارے موسموں میں
بو سکتے ہیں۔ مگر گرمی۔ سردی اور بارش کی زیادتی
یہ جنس جھیل نہیں سکتی ہے۔ اگر سایہ کر کے ان
آفتوں سے اس جنس کو بچا لیا جائے۔ تو ہر موسم
میں تھوڑی بہت اس جنس کی پیداوار ہو جاتی ہے۔
مٹر کے بونے کے اصلی دو وقت ہیں۔ شروع کنوار

کا مہینہ یا شروع بہار کا موسم + بونے سے پہلے یہ
احتیاط ضرور چاہیئے۔ کہ برسات بالکل گذر جائے۔ کیونکہ
طراوت کی زیادتی سے یہ جنس خراب ہو جاتی ہے۔
خصوصاً جب کہ پودے چھوٹے چھوٹے ہوں +
اس جنس کے بیج بونے کا یہ قاعدہ ہے ۔ کہ
دو گھنٹے پہلے اس کا بیج گرم پانی میں بھگویا جائے۔
پھر دو گھنٹے تک خشک کریں۔ اس میں یہ فائدے
ہیں ۔ کہ بیج جلد زمین سے پھوٹ کر نکل آتا ہے۔
لیکن جب زمین میں کسی قدر طراوت ہو۔ تو اس
عمل کی ضرورت نہیں ہے۔ چھوٹے مٹر کی قطاروں
کا درمیانی فاصلہ ڈیڑھ فٹ سے دو فٹ کا ہو۔ اور
لمبے مٹر کا ڈھائی فٹ سے تین فٹ کا ۔ چھوٹے
مٹر کے بیج زمین کے گہراؤ میں جو ڈیڑھ انچ کا
ہو۔ دبائے جائیں ۔ اور لمبے مٹر کے ڈھائی انچ
تک +
اس کے پودوں کو تھوڑا تھوڑا پانی دینا چاہیئے۔
جب زمین خشک دیکھی جائے ۔ اس وقت پانی دینا
چاہیئے۔ جب پودوں میں پھول آ جائیں۔ تو ایک دفعہ
پانی ضرور دیا جائے۔ پھر پانی کے دینے کی ضرورت
نہیں رہتی + اگر گرمی کے دن ہوں ۔ اور پودے
مُرجھانے لگے ہوں۔ تو پھر بھی تھوڑا سا پانی دیا جائے +
جب پودے ایک فٹ سے زیادہ بڑھ جائیں۔ تو
لمبی لمبی پتلی لکڑیوں کی جھالی بنا کر بیلوں کے

تیزا بنڈ کے دانے کھڑی کر دی جائیں - اور اُن
کے ساتھ مٹی بھی تھوڑی میں چڑھائی جائے - اگر
زمین میں نہیں پھیلنگی - تو پانی سے گل جائینگی -
اور کیڑوں کے لگ جانے کا بھی خوف ہوگا - اور
جب پھلیاں لگینگی - تو چوہے نقصان کرینگے +
جب دوسری دفعہ پھول آ کر بند ہو جائیں
تو پھر اُن کے پودوں کی کونپلیں تھوڑی تھوڑی
توڑ ڈالنی مناسب ہیں +

اس تدبیر سے دانے بہت پیدا ہوتے ہیں -
اور اچھی طرح پکے ہوئے اور بڑے ہیں - جب
پودے پک جائیں - تو کاٹ لینا مناسب ہے -
ہاتھوں سے کھینچ کر توڑنا بُرا ہوتا ہے - کہ
اس سے چھلیوں کا نقصان ہو جاتا ہے - چھوٹی
قسم کی سبز پھلیوں کو بھی کھاتے ہیں - ان
کی ترکاری بھی بن جاتی ہے - جب خشک ہو
جائیں - تو دال اور دانے کے کام آتی ہیں -
لمبی قسم کی سبز گھوڑوں اور مویشیوں کو کھلائی
جاتی ہے - سوکھے دانے اُبال کر اُن میں نمک
مرچ ڈال کر گھنگنیاں بنا کر کھاتے ہیں - وہ
لذیذ ہوتی ہیں +

تیرھواں سبق

مونگ پھلی

یہ ترکاری میوے کی قسم سے ہے۔ زمیندار اس کو زمین کا بادام بھی کہتے ہیں۔ اکثر موقعوں پر بادام کی جگہ اس کا استعمال ہوتا ہے۔ اور کھاتے وقت اس میں مونگ پھلی کی سی بیک آتی ہے۔ ذائقے میں بادام کے برابر ہے۔ اور بازاروں میں دوسرے میووں کے ساتھ بکتی ہے +

امریکہ یا چین سے یہ ترکاری یورپ میں گئی۔ اور یورپ سے اس ملک میں آئی۔ بمبئی و بنگال وغیرہ احاطوں میں تو اس کے بونے کی کثرت ہو گئی ہے۔ اس ملک میں بھی کہیں کہیں بوئی جاتی ہے۔ مگر بہت تھوڑی۔ اس کی کاشت میں زمینداروں کے واسطے فائدہ ہے۔ ایک پھلی سے چار چار سو تک پھلیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جس سے روپے حاصل کرنے کا عمدہ ذریعہ ہے۔

اس کی پھلیوں کی پیدائش سارے پودوں سے
جن میں پھلیاں پیدا ہوتی ہیں۔ نرالی ہے۔ اور
پودوں کی پھلیاں تو اُن کی شاخوں میں زمین
سے اوپر لگی رہتی ہیں۔ مگر اس کی پھلیاں زمین
کے اندر آلو کی طرح پرورش پاتی ہیں۔
اس کے بونے کے لئے بہت نرم اور پولی زمین
چاہیئے۔ سخت زمین میں اس کا بونا اچھا نہیں
ہوتا۔ اگر کچھ ریت والی زمین ہے۔ تو اچھی
ہے +

اس کے بونے کے واسطے ماگھ یا پھاگن کے
مہینے میں ہل جوتے جائیں۔ اور پھر اُس میں
پانی دیا جائے۔ جب اس میں آل آجائے۔ تو
ایک ہاتھ تک گہری کھدائی کر کے سوہاگہ وغیرہ
سے مٹی کو باریک اور برابر کر دیا جائے۔ پھر
گوبر کی کھاد۔ اینٹوں کی سُرخی باریک کی ہوئی
اُس میں ملائی جائے۔ یہ دونو چیزیں اس پودے
کے لئے ضروری ہیں۔ اس سے پیداوار زیادہ
ہوتی ہے۔ جب زمین میں کھاد ملا دی گئی۔ اور
زمین کو ہموار کر لیا۔ تو ایک ایک گز کے
فاصلے پر کیاریاں بنائیں۔ اور کیاریوں کے اندر
چھوٹی چھوٹی مینڈھیں رکھی جائیں۔ پھر ایک
ایک فٹ کے فاصلے پر ایک ایک پھلی ثابت
ڈیڑھ انچ گہری دبائی جائے۔ بیج کے واسطے وہ

پھلیاں لگتی ہیں - جن میں تقریباً ایک یا دو دانے ہوں - جو بیج زیادہ دانے کی پھلی کے ہونگے - اس سے اچھے اچھے پودے پیدا ہونگے ۔

بونے کے وقت زمین کسی قدر نمدار ہو - اگر زمین میں پانی زیادہ ہوگا - تو اس کا بیج گل جائیگا ۔

پھر جب پودے نکل آئیں - تو ساتویں آٹھویں دن پانی دیا جائے - اگر زیادہ پانی دیا جائیگا - تو نقصان ہوگا - اتنا پانی دیا جائے - کہ آدھی اینڈ تک پہنچ جائے - پانی دینے سے پہلے جب آل آجائے - تو کبھی کبھی احتیاط کے ساتھ نلائی بھی کی جائے ۔ اس کے کھیت کی زمین پولی اور نرم رکھنی چاہیئے - اور ساتھ کے ساتھ برسات کے دنوں میں اس کی مینڈوں میں مٹی بھی چڑھائی جائے - اگر بارش نہ ہو - تو برابر پانی دینا چاہیئے ۔

پودے میں جب پھول آتے ہیں - تو عام پھولوں کی طرح علیحدہ شاخ نہیں ہوتی - بلکہ جہاں دو شاخوں کا جوڑ ہوتا ہے - وہاں پھول نکل آتا ہے - پھر جب پھول نکل کر مرجھا جائیں - تو اُن کے ڈورے مل جاتے ہیں - پھر وہ ڈورے ڈنڈی حاصل کرکے زمین کی طرف جھک جاتے ہیں - اور یہاں تک بڑھتے ہیں - کہ زمین کے اندر دو تین انچ گھس جاتے ہیں - جس سے

چودھواں سبق

ہاتھی چک

یہ ترکاری اس ملک میں ایشیائے کوچک سے آئی ہے۔ اور سورج مکھی کے پودے ہی اس کے پودے کی بناوٹ ہے۔ اس کے پھول چھوٹے ہوتے ہیں۔ مگر صورت میں سورج مکھی کے پھول کی طرح دکھائی دیتے ہیں ؛

یہ ترکاری آلو کی طرح پودے کی جڑ میں پیدا ہوتی ہے۔ کھانے کے کام آتی ہے ؛

اس ملک میں یہ ترکاری بہت تھوڑی بوئی جاتی ہے۔ تھوڑی سی بونے میں اس کی پیداوار بہت ہو جاتی ہے۔ اور محنت بھی کم کرنی پڑتی ہے۔ اس کے بونے کے لئے یہ ضرورت نہیں ہے۔ کہ اچھی قسم کی زمین ہو۔ ناقص قسم کی زمین میں بھی اس کی پیداوار ہو جاتی ہے۔ اگر ایک دفعہ بوئی جائے۔ تو دو تین سال تک اپنے آپ پیدا ہوتی رہتی ہے۔ درختوں کے سائے تلے

بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی واسطے اکثر عام زمیندار
اس کو بوتے نہیں۔ تو فائدہ سمجھتے ہیں ۔

بعض لوگ اس ترکاری کو ہاتھی چک اور بعض
لوگ ہاتھی چک کہتے ہیں۔ وجہ اس کی یہ معلوم
ہوتی ہے۔ کہ انگریزی میں دونوں کا نام آرٹی چوک
ہے۔ مگر اس ترکاری اور ہاتھی چک میں بڑا تفاوت
ہے۔ ہاتھی چک کے پھول کانٹے والے ہوتے ہیں۔
اور اس کی کلیاں کھاتے ہیں۔ جو کھلی ہوئی نہ ہوں۔
اور یہ ترکاری تو آلو کی طرح جڑوں سے پیدا
ہوتی ہے۔ اور وہ کھائی جاتی ہے۔ اس کے بونے
کے واسطے متوسط درجے کی جو نرم اور ہلکی مٹی
ہو۔ چاہئے۔ زیادہ سخت نہ ہو ۔

جہاں یہ ترکاری بوئی جائے۔ وہاں زیادہ کھاد
ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر زیادہ کھاد ڈالی
جائیگی۔ تو اس ترکاری کا ذائقہ بدمزہ اور پھیکا
ہو جائیگا ۔

اگر زیادہ کھاد ڈال کر پانی نہ دیا جائے۔ تو
دیمک کے لگ جانے کا اندیشہ ہے۔ دو طرح پر
یہ ترکاری بوئی جاتی ہے۔ یا تو آلو بندی کے
قاعدے سے مینڈیں بنا کر اس کی گٹھیاں
گاڑ دی جائیں۔ درمیانی فاصلہ ایک ایک فٹ کا
رہے۔ یا معمولی کیاریاں بنا کر ایک ایک ہاتھ
کے فاصلے پر گٹھیاں دبا دی جائیں۔ دونو صورتوں

اس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہو گیا ہوگا۔
کہ ہماری کھیتی کے اصول کے وہ طریقے جو
خاص خاص چیزوں اور ترکاریوں اور میووں
کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ بیان کئے گئے ہیں۔
اور کسانوں کے اکثر کام بتلائے گئے ہیں۔ باغ
لگانے کے حالات بھی کچھ بیان کئے گئے ہیں۔
مگر باغبانوں کی نسبت کوئی خاص ذکر نہیں کیا
گیا۔ جو اُن کو مفید ہو ۔

بعض باغبانوں کو یہ بھی اچھی طرح معلوم نہیں۔
کہ کس موسم اور کس مہینے میں کیا کیا کام
کرنے چاہئیں۔ ترکاری۔ ساگ پات وغیرہ
کس کس وقت بوئے جاتے ہیں۔ اُن کا بیج
کس طرح پر حاصل ہوتا ہے۔ کس وقت پکتا
ہے۔ کس وقت اُتارا جاتا ہے۔ پھلواڑی کے
لگانے کے کیا طریقے ہیں۔ اس کے بیج

کس طرح بیجتے ہیں۔ اور کس طرح سینچے جاتے
ہیں۔ میوہ دار درخت کس طرح لگائے ہیں۔
کس وقت بار دار ہو جاتا ہے۔ کس وقت
اُن پر پھل آتا ہے۔ کس وقت اُن کا بیج لیا
جاتا ہے۔ اگر یہ اُمور معلوم ہو جائیں۔ تو
پھر ایک ترکاریاں اور میوے وغیرہ اپنے اپنے
موقع پر لگائے جائیں۔ اور اس ڈھنگ سے
باغ کی آمدنی بھی ہو سکتی ہے۔ باغبان خالی
اور بیکار نہ بیٹھے۔ محنت کرکے اچھا نتیجہ
پائے۔ ترکاریوں کا ذکر تیسرے باب کی
تمہید میں لکھا ہے۔

پہاڑی ملکوں میں جو میوے اور پھول اور
ترکاریاں کہ بہار کے موسم میں لگانے
کے لائق ہیں۔ یہاں اُن کو ایک مہینہ پیچھے
بوتے ہیں۔ اسی طرح برسات کے شروع اور
خزاں کے دنوں کے جو میوے اور ترکاریاں
یہاں بوئی جاتی ہیں۔ وہاں ایک مہینہ آگے
لگا دیتے ہیں۔ کہیں اس سے بھی زیادہ فرق
ہو جاتا ہے۔

اب ساگ وغیرہ کا ذکر اس طرح کیا جاتا
ہے۔ کہ کس مہینے میں کیا ساگ ہوتا ہے۔

جنوری

ساگ و ترکاری

اگر سردی زیادہ نہ پڑتی ہو۔ تو اس مہینے میں کھیرا۔ خربوزہ۔ تربوز یعنی ہندوانہ۔ کریلہ۔ توری۔ بھنڈی۔ نام توری۔ ٹینڈے۔ کدو۔ لوبیا سیم۔ پیٹھا۔ وغیرہ بویا جائے۔ اور جس قدر اُن کا بیج بڑا ہو۔ اُس پر اُسی قدر مٹی ڈالی جائے۔ دستور کے مطابق پانی بھی دیا جائے۔ جب سبزہ پھوٹ کر نکل آئے تو بھی پانی دیتے رہیں۔ اور زمین کو نرم اور پولی کرتے رہیں۔ گول مولی۔ مولی کی پینڈیاں بیج کے واسطے اسی مہینے میں گاڑی جائیں۔ پیاز کو ذخیرے سے اُکھاڑ کر علیحدہ علیحدہ کھیت میں لگائیں۔ لہسن بھی بویا جائے۔ پودینہ اسی مہینے میں لگایا جاتا ہے۔ آلو جو دسمبر میں بو دئے گئے تھے۔ اگر دسمبر میں نہیں کھودے۔ تو اب اُکھاڑ لیں۔ سُرخ مرچ کا ذخیرہ لگایا جائے۔ بیج جو پک گئے ہیں۔ اور قابل اُتارنے کے ہو گئے ہیں۔ پودوں سے اُتار لئے جائیں۔ اُن کے اُتارنے کی ترکیب مارچ کے مہینے میں لکھی جاویگی +

میوہ جات وغیرہ

اس مہینے میں آلو بخارا۔ امرود۔ سنگترہ۔ میٹھا۔ کھٹا۔ چکوترہ بویا جائے۔ جاڑے کی ترکاری اسی مہینے میں بوئے جاتے ہیں۔ انگور کے پودے کو قلم کرنا چاہیئے۔ انار۔ پپیتا۔ کیتال۔ شہتوت۔ سیب وغیرہ کی قلمیں لگائی جائیں۔ پچھلے سال کی جو قلمیں لگی ہوئی ہیں۔ اُن کو اس مہینے میں بدلا جائے۔ ناشپاتی کی بھی قلمیں لگا دی جائیں۔ اور پچھلے سال کی لگی ہوئی قلمیں اس مہینے میں بدل دیں +

پھلواڑی

ہر قسم کا عشق پیچہ۔ گل لالہ۔ گل داؤدی۔ دنتر۔ صد برگ گیندا۔ گیندا۔ گل اشرفی۔ گل نرگس۔ ست برگہ بوئے جائیں۔ اپریل اور مئی کے مہینے میں کھل جائینگے۔ پانی برابر دیتے رہیں۔ اگر کسی طرح سے کوئی پھول وغیرہ جھک گیا ہو۔ تو اُس کو سہارا دینا چاہیئے۔ اگر سردی زیادہ نہ ہو۔ تو سدا گلاب وغیرہ کا بھی لگانا شروع کر دیا جائے۔ بونے کی ترکیب نومبر کے مہینے میں لکھی جائیگی۔ جو بڑے درخت جولائی کے مہینے میں بوئے ہوئے ہوں۔ اس مہینے میں اُن کو الگ الگ بدل دیا جائے۔ گل ملنگ بویا جائے۔ گل سیوتی کی داب یا قلمیں لگائی جائیں۔ پچھلے سال کی قلمیں بدلی جائیں +

فروری

ساگ و ترکاری

پہاڑی علاقوں میں جہاں سردی زیادہ پڑتی ہے۔ اس جگہ گوبھی۔ خراسانی اجوائن۔ سیم۔ خرفہ۔ کھیرا۔ بینگن۔ لیموں۔ چقندر۔ پیاز۔ مولی۔ شلغم بونے چاہئیں۔ میدانی علاقوں میں خربوزہ۔ کریلا۔ بینگن۔ مٹر۔ تربوز۔ بھنڈی۔ توری۔ کھیا کدو۔ حلوا کدو وغیرہ لگانے چاہئیں۔ بیج کے واسطے مولی۔ گاجر کی پنیریاں زمین میں دبائی جائیں۔ اگر جنوری کے مہینے میں سُرخ مرچ کا ذخیرہ نہیں بویا گیا۔ تو اب بویا جائے۔ سیم وغیرہ جن کا ذکر جنوری کے مہینے میں ہے۔ اگر سردی کے سبب سے جنوری میں نہیں بوئے۔ تو اب بو دئے جائیں +

میوجات وغیرہ

چکوترہ۔ فالسہ۔ سنگترہ۔ لوکاٹ۔ آڑو۔ کھٹا۔ میٹھا۔ کشمش۔ ناشپاتی۔ سیب وغیرہ بوئے جائیں۔ اگر سنگترے کا بیج ناقص ہو۔ تو سنگترے کا پیوند میٹھے پر کرنا چاہئے۔ اور اگر مرضی ہو تو کھٹے پر ہی کر دو +

بڑے درخت گولر۔ بڑگد۔ شہتوت۔ پلکھن وغیرہ

بھی کیا جائے۔ اگر پچھلے مہینے میں آلو نہ بویا ہو۔
تو اس مہینے میں بونا چاہیئے۔ کیلا بھی اسی مہینے
میں لگایا جائے +

پھلواڑی

جو پھول وغیرہ جنوری اور فروری کے مہینے میں
بوئے گئے ہوں۔ اُن کو پانی دینا چاہیئے۔ اُن میں
شگوفے آنے شروع ہو جائینگے۔ شام کے وقت پانی
دیا جائے۔ تو اچھا ہے۔ جو پھول مرجھا جائیں۔
اُن کو سائے میں رکھ دو۔ اور اس کی احتیاط
رہے۔ کہ زیادہ پانی پھولوں پر نہ پڑے۔ زیادہ
پانی دینے سے پھولوں کا نقصان ہوتا ہے +

اپریل

ساگ و ترکاری

توری اور ہر قسم کی سیم۔ سرخ اور سبز ساگ۔
ککڑی۔ تربوز۔ مولی۔ شلجم۔ ادرک۔ بند گوبھی۔ زمینی
اور علاقہ پہاڑ میں پہاڑی آلو وغیرہ بوئے جائیں۔
پیلے مٹر اور سیم کا جو بیج پک گیا ہو۔ وہ اُتار
لیا جائے اور ایک جگہ اکٹھا کر کے رکھا جائے۔

کھیت جو خالی ہو گئے ہوں۔ اُن کو صاف کیا جائے۔ اور کھود کر ہموار بنایا جائے۔ کیاریاں وغیرہ بنائی جائیں۔ پالک اور بھنڈی کا تخم بھی اُتارا جائے۔ مرچیں ذخیرے سے اُکھاڑ کر جدا جدا لگائی جائیں۔ پیاز کا جو بیج تیار ہو گیا ہو۔ اُتار لیا جائے +

میوہ جات وغیرہ

جو درخت پچھلے مہینوں میں لگائے گئے تھے۔ اُن کو پانی دیا جائے۔ جس درخت کا میوہ پکنا شروع ہو جائے۔ اُس کو پانی بہت کم دیا جائے۔ اگر پانی زیادہ دیا جائیگا۔ تو پھل کا ذائقہ کم ہو جائیگا۔ سیب اور ناشپاتی کا بھی پیوند کرنا چاہئے۔ آڑو۔ شہتوت۔ بیدانہ۔ آلوچے کو چھلے کا پیوند اس مہینے میں لگایا جائے +

پھلواڑی

بارہ ماسی پھولوں کا بیج اس مہینے میں اُتارا جائے۔ اور سایہ دار جگہ میں رکھ کر خشک کیا جائے۔ اور کسی ہوادار مقام میں موٹے کپڑے میں لپیٹ کر یا کاغذ کی پڑیا باندھ کر رکھ دیا جائے۔ پچھلے مہینوں کے پھول بڑے گملوں میں بدل دئے جائیں۔ جب وہ بڑے

ہو جائیں۔ تو باغ میں لگانے چاہئیں۔ جب گملوں میں بدلیں۔ تو اُن کو دو انچ کے فاصلے پر لگائیں۔ گل لالہ کا بیج جو پک گیا ہے۔ اُتارا جائے۔

مئی

ساگ و ترکاری

دیسی سیم۔ توری۔ بھنڈی وغیرہ بونی چاہئے۔ اور توری اور سیم کی بیلوں کا درمیانی فاصلہ چھ فٹ کا ہو۔ خربوزہ اور کھیرا بھی بویا جائے۔ ان کے پودوں کا بھی فاصلہ چھ فٹ کا رکھنا چاہئے۔ جو بیج پچھلے مہینے میں اُتارنا چاہئے تھا۔ اگر نہ اُتارا گیا ہو۔ تو اس مہینے کے شروع میں اُتار لینا مناسب ہے۔ اگر بیج کے اُتارنے میں دیر ہو جائیگی۔ تو دھوپ کے سبب سے بیج بکھر جائیگا۔ اروی۔ کچالو بھی اسی مہینے میں بوئے جاتے ہیں۔ کھٹا چوکا بویا جائے۔ اگر ضرورت ہو۔ تو کریلہ بھی بو دیا جائے۔

میوہ جات وغیرہ

میووں کے بیج جو پک گئے ہوں۔ اُن کو جمع

کرکے دو دن کے بعد بو دیا جائے - اگر دیر ہو جائیگی - تو بیج خراب ہو جائیگا - اس کا پھر پیدا ہوتا مشکل ہے - اگر ضرورت ہو - تو پیوند چڑھایا جائے - اور آڑو کے بیج بھی بو دئے جائیں - آڑو پر تخمی کا اور بیری پر ٹاکی کا پیوند چڑھایا جائے +

پھلواڑی

گل سیوتی - گل دوپہریا اور دوسرے پھول جو گرمی اور برسات میں بوئے جاتے ہیں - بوئے جائیں - جاڑوں کے موسم میں جو پھول ہوتے ہیں - اگر ہو سکے - تو اُن کے بیج بھی اس مہینے میں اُتار لئے جائیں - جو پودے موجود ہوں - اُن کو پانی دینا چاہیئے - جو پودے برسات کے موسم کی برداشت نہیں کر سکتے - اُن کو گملوں میں بدلا جائے - یا سائے میں رکھے جائیں - لگانے سے پہلے اُن گملوں میں کھاد ڈالی جائے - جس کھاد کا ذکر آگے لکھا جاتا ہے - جو گملے ٹوٹے ہوئے پُرانے پڑے ہوں - اُن کو توڑ کر روڑیاں بنائی جائیں - اور اُس میں چونہ ڈالا جائے - اور اُتنی ہی اُس میں مٹی ملا دی جائے - اور ایسی جگہ گڑھا کھود کر اُس کو رکھنا چاہیئے - کہ بارش کا پانی اُس پر گرتا رہے - جب وہ خوب مل جائیں -

تو پھر بیج نہ پک سکیں گے۔ جو درخت اپنی جگہ پھل اُٹھا۔
یہ میوے آخر ستمبر میں پوسٹ پاتے ہیں۔ سیب۔ آڑو۔
ترغیب کے پہلے برس لگتے ہیں۔ آڑو کی قلمیں
لگائی جاتی ہیں۔ سیب بھی اسی مہینہ میں لگایا جاتا ہے۔
اور سیب کا پیوند اس کو اسی مہینہ میں چڑھایا جاتا
ہے۔ ناشپاتی مارچ کے مہینہ میں اس پر ناشپاتی کا
پیوند چڑھانا چاہئے۔ انار کا تخم اسی مہینے میں
بویا جاتا ہے۔ گلاب کی طرح اس کے ٹکڑے بھی
زمین میں بوئے جا سکتے ہیں۔ مگر اکثر شروع برسات
میں لگایا جاتا ہے۔

پھلواڑی

شروع ستمبر۔ گیندا۔ گل دوپہر یا گل کلغہ اور عشق پیچہ
بویا جائے۔ جو پھول گملوں میں بونے کے لائق
ہوں۔ ان کو گملوں میں بدل دیا جائے۔ اور جو
باغیچے میں بونے کے لائق ہوں۔ وہ باغیچے میں
بوئے جائیں۔ اچھے پھولوں کو بڑھانے کے
لئے کچھ دفعہ تک گملوں میں بدلنا پڑتا ہے۔
اس لئے چاہئے کہ کھاد۔ مٹی اور اینٹوں کی
روڑیاں خوب ملا کر گملوں میں ڈالی جائیں۔ اور
جس پودے کا بیج اتارنا ہو۔ اگر پک گیا ہو۔
تو اتار لیا جائے۔

سلہ پنجابی بعض اس کو گھر بونڈا کہتے ہیں۔

جولائی

ساگ و ترکاری وغیرہ

ہر قسم کی گوبھی - مٹر - چقندر - شلغم - انگریزی قسم
کی سیم ہر قسم کی بونی چاہیئے - اور جب تک کہ دوسرے
چھوٹے پودے جڑ نہ پکڑیں - اُن پر سایہ ڈالا جائے :
بھنڈی - سفید گاجر - کشمیری شلغم - سفید چقندر
جو جلد پیدا ہونے والے نہ ہوں - اُن کو بو دینا
چاہیئے - اُن کے بونے کے واسطے لمبی نالیاں ڈیڑھ
فٹ گہری دو فٹ چوڑی بنائی جائیں - اور زمین
صاف اور برابر کر لی جائے - اور ہر ایک نالی میں
کھاد ایک فٹ اور اُس کے اوپر چھ انچ مٹی
جو نالیوں کے کھودنے سے نکلی ہو - خوب ملائی جائے -
اور اسی طرح نالی کو صاف کر دیا جائے - پیچھے
وہ ترکاریاں بوئی جائیں - جن کا ذکر اوپر ہوا ہے -
ان کا درمیانی فاصلہ دس انچ کا ہو - جب پودے
کچھ اونچے ہو جائیں - تو اُن پر دو انچ کے
برابر مٹی ڈالی جائے - جو پتے کے سرے اور
پودے کی گردن تک رہے جب تک یہ پودے
تیار نہ ہو جائیں - یہ عمل ہر دوسرے ہفتے میں
جاری رکھنا چاہیئے - اور پانی بھی اچھی طرح دیا جائے

اگست

ساگ و ترکاری

بند گوبھی - دوسرے پھول گوبھی - سفید اور سرخ
چقندر اور چھوٹی سیم - بالیوں - رائی بوئی جائے -
ایک صاحب کی رائے ہے - کہ بالیوں اور رائی جمع
کرکے بوئی جائے - گاجر - اجوائن - آلو - شلغم -
پیاز - اجمود - کرفس وغیرہ بوئے جائیں ۔

میوجات

امرود - آلو بخارا - آڑو - لیموں - سیب - ناشپاتی -
شفتالو جب پھٹ کے رہ جائیں - تو اُن کو کھیت میں
پانی دیا جائے - جو پھول مرجھا گئے ہوں - اُن
کو درختوں سے اُتار دیا جائے - پچھلے مہینے
میں اگر جامن اور آم نہیں بوئے گئے - تو اب
بوئے جائیں - اور جو پودے آم و جامن کے
پارسال کے ہیں - وہ دوسری جگہ بدلے جائیں -
آڑو کو سہارا دیا جائے ۔

پھلواڑی

زمین نرم اور پولی کی جائے - سدا گلاب - موتیا

وغیرہ لگایا جائے - اور جو پودے باغ میں بونے کے
لائق ہو گئے ہوں - اُن کو گملوں سے نکال کر
باغ کی کیاریوں میں لگا دیا جائے - بڑے درختوں
کو اس مہینے کے شروع میں لگاتے ہیں - جن
پودوں کا بیج نہیں بویا جاتا - جیسا کہ ماہ جولائی
میں بیان کیا گیا ہے - اُن کی شاخیں جھکا کر
زمین میں دبا دی جائیں - پھر اُن کی دو پھانکیں
کر کے ایک ٹکڑا چھوٹی سی لکڑی کا اس میں
رکھ دیا جائے - تاکہ وہ پودے پیدا ہو کر
نکلیں - چھلکا اس کا اندر سے ڈیڑھ انچ چوڑا
اُتار کر لگانا چاہیئے - دو مہینے کے بعد پودے
سے کاٹا جائے *

ستمبر

ساگ و ترکاری

خراسانی اجوائن - گاجر - مولی - شلغم سفید اور
سُرخ - بند گوبھی - ہالیوں - دوسری قسموں کی اجوائن -
کاہو - مصالح خوشبودار - سبز کاہو - سُرخ بینگن -
حلوا کدو - ہر ایک قسم کی سیم - مٹر خوشبودار
اس مہینے میں بوئے جائیں - آلو بھی اسی مہینے
میں بوئے جاتے ہیں - پچھلے مہینے میں جو

پودوں کو بھی بو دی تھی ۔ اُس کو کیاری میں
لگایا جائے ۔ گاجر ۔ مولی وغیرہ ایسی کیاریوں میں
لگاؤ ۔ کہ جن میں کھاد اچھی طرح ڈالی گئی ہو ۔
سونف ۔ پودینہ ۔ چقندر ۔ شلغم بھی اسی مہینے میں
لگایا جائے ۔ اور پیاز کی گٹھیاں بھی بیج کے واسطے
لگائی جائیں ۔ پچھلے مہینوں کی ساگ ترکاری اگر ختم
کر لی ہے ۔ تو اس مہینے میں اور بو دی جائے ۔
گاجر ۔ دھنیا ۔ مولی ۔ شلغم ۔ کاسنی ۔ پیٹھا ۔ چقندر ۔
یہ ایک قسم کی پالک ۔ تراتیزک (ایک قسم کا
ساگ ہے) ۔ اجوائن ۔ سونف ۔ پیاز ۔ بند گوبھی ۔
پھول گوبھی ۔ سفید گاجر ۔ گول مولی ۔ شلغم بیگن
وغیرہ اگر پہلے نہ بوئے گئے ہوں ۔ تو اب بو دیئے
جائیں ۔ خاص کر میدانی شہروں میں ان چیزوں
کے بیج اس مہینے اور اکتوبر میں زیادہ لگائے جاتے
ہیں ۔ پہلے ساگ سبزہ جو بوئے ہوں ۔ اور اُن
کے بیج پک کر تیار ہوں ۔ تو اُن کو اُتار لینا
چاہیئے ۔ علاوہ اس کے اور ترکاری انگریزی قسم
کی اگر بونی چاہو ۔ تو اسی مہینے میں بو دو +

میوجات

آم اور لوکاٹ وغیرہ درختوں کی شاخیں جو
کسی طرح سے خراب اور خستہ ہو گئی ہوں ۔
اُن کو الگ کر دیا جائے ۔ انار اگر پہلے نہ بوئے

ہوں - تو اس مہینے میں بو دینے چاہئیں- میووں کے درختوں کے لگانے کے واسطے نالیاں بنانی چاہئیں - اور انگور کی مرجھائی ہوئی خراب شاخیں کاٹ ڈالنی چاہئیں - تاکہ باقی شاخیں خراب نہ ہو جائیں - اور اچھی طرح پک جائیں- لیموں وغیرہ اگر پچھلے مہینہ میں نہ بوئے ہوں - تو اس مہینے کے شروع میں بو دو - جو پہلے بوئے ہوئے ہیں - اُن کو بدل دیا جائے - ناشپاتی وغیرہ کی شاخیں درست رکھنی چاہئیں - اور ہر ایک پیڑ و پودے کو دیکھو - جو خراب پھل ہوں- اُن کو اُتار ڈالو - جو پودے کھیت میں بدلنے کے لائق ہوں- اُن کو بدل دیا جائے +

پھلواڑی

نرگس وغیرہ کے پھول بونے چاہئیں - اور خوشبودار مٹر لگانے چاہئیں - اور جب بارش بند ہو جائے - تو جو پھول گملوں میں ہوں- اُن کو پھر دوسرے گملوں میں بدلا جائے- اور اِن گملوں میں پہلے دو حصے مٹی اور ایک حصہ گوبر کی کھاد ملا کر ڈالی جائے - بدلنے کے وقت جڑ کو ہوا نہ لگے - جڑ کے ساتھ کچھ مٹی بھی اُکھاڑ لینی چاہئے +

اکتوبر

ساگ و ترکاری

اگر پہلے مہینوں کی ساگ ترکاری خرچ ہوگئی
ہو۔ تو اس مہینے میں اور بونی چاہیئے۔ میتھی۔ سویا۔
پالک۔ ہر قسم کی تالوں۔ شلغم۔ چقندر۔ تراتیزک[1]۔
اجوائن۔ سونف۔ پیاز۔ سبز کاہو۔ کاسنی۔ گاجر۔
پھول گوبھی۔ سفید کاہو۔ گول مولی بونی چاہیئے۔
اگر ستمبر کے مہینے میں نہ بوئے ہوں + میدانی
شہروں میں یہ ترکاریاں ستمبر اور اس مہینے میں
بوئی جاتی ہیں۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔
جو ساگ و سبزہ پہلے بوئے ہوئے ہیں۔ اُس میں
سے جس کا بیج پک گیا ہو۔ اُتار لیا جائے۔
دوسری ترکاری انگریزی قسم کی بھی اگر بونی چاہتے ہو
تو بو دینی چاہیئے + بیج کے واسطے پچھلے سال کے
پیاز لگاؤ۔ پہلے بوئے ہوئے آلو۔ کچالو۔ ہاتھی چیچ
وغیرہ جو تیار ہو گئے ہیں۔ اُن کو زمین سے
اُکھاڑ لیا جائے +

[1] ایک قسم کا ساگ ہوتا ہے۔ جس کو پنجاب میں پھول
سکتے ہیں +

میوہ جات

سال گزشتہ بے لیموں جو بوئے گئے تھے - اُن کو اب بدل دو - اوکاٹ وغیرہ کی شاخیں درست رکھنی چاہئیں - اور ہر ایک درخت کو دیکھنا چاہئے جو لائق کھیت میں بدلنے کے لائق ہوں - اُن کو کھیت میں بدل دیا جائے ٭

پھلواڑی

گل نرگس وغیرہ اگر ستمبر کے مہینے میں نہ بوئے ہوں - تو اس مہینے میں اُن کو بو دیا جائے ٭

یاد داشت - ستمبر اور اس مہینے میں عموماً ایک ہی قسم کی سبزی - میوے اور پھول بوئے جاتے ہیں - اس واسطے مفصّل دوبارہ نہیں لکھا گیا ٭

نومبر

ساگ و ترکاری

گوبھی - شلغم سُرخ و سفید - خراسانی اجوائن - جھونا - فرانسیسی قسم کی سیم اور گول شلغم

ترناتی کا جڑ - گول مولی - چقندر پالک - سویا - دھنیا -
پودینہ - شلغم - چقندر - کاہو - ٹماٹوں وغیرہ - جیسا کہ
ان کے بونے کا معمول ہے - بونا چاہئے - چھوٹے
پتوں والی اور سرخ گوبھی لگائیں - گنڈنا اجوائن
کی طرح گڑھا کھود کر بویا جائے - ان ترکاریوں
کو پانی تھوڑا دینا چاہئے - سونف اگر پچھلے مہینے
میں نہ بوئی ہو - تو اب بونی چاہئے - مارو بینگن
کا ذخیرہ لگایا جائے ؛

میوجات

سوکھے سوکھے پتے جو درختوں پر ہوں - ان
کو اتار دیا جائے - درختوں کو جس قدر دھوپ
لگیگی - اتنا ہی اچھا ہے - اور دوسرے درختوں
کی خبر رکھی جائے - اگلے مہینے میں جس جگہ
ارادہ بونے کا ہو - وہ جگہ نرم اور پولی کی جائے -
نئے پودے لگانے کے واسطے یہ مہینہ اچھا نہیں
ہے ؛

پھلواڑی

گل تکمہ - گل دوپہریا - گل کلغہ کے بیج جو پک گئے
ہوں - ان کو اتار لیا جائے - اسی طرح گل داؤدی -
ناز بو کے بیج جمع کئے جائیں - ولایتی بارہ ماسہ
پھول اور سدا گلاب دوبارہ گملوں میں بدلے جائیں -

اور بڑے پھولوں کو قلم کیا جائے۔ جب پھول لگائے جائیں۔ تو اُن کے لئے کھاد اس ترکیب سے تیار کی جائے۔ اوّل ایک گڑھا کھودا جائے۔ جو پانچ فٹ سے بیس فٹ تک ہو۔ سارے درختوں کے پتّے لے کر گڑھے میں بھر دئے جائیں۔ اور کچھ چونے کی سفیدی کی تہ نیچے اوپر جما کر پتّوں میں ڈالنی چاہئے۔ ایک سال تک اس میں پانی دیا جائے۔ اس طرح پر کہ اس میں نالی سُرنگ کے طور پر بنائی جائے۔ اور اس نالی میں ہو کر پانی وہاں پہنچایا جائے۔ جب ایک برس گزر جائے۔ اور پھول لگانے شروع کئے جائیں۔ تو یہ گلے ہوئے پتّے گڑھے سے نکالے جائیں۔ اور اس میں ایک حصّہ کھیت کی مٹّی ملا کر گملوں میں ڈالی جائے۔ پھر پھول کے بیج اُس میں بوئے جائیں۔ جو گملے میں لگانے والے پھول ہیں۔ وہ لگائے جائیں۔ گُلِ لالہ اسی مہینے میں بویا جاتا ہے +

دسمبر

ساگ و ترکاری

ولایتی چقندر۔ زمیں قند۔ انگریزی گوبھی۔

ولایتی بینگن بونے چاہئیں - آلو جو تیار ہو
ہیں- اُن کو اُکھاڑ لینا چاہیئے - پیاز کا
لگایا جائے +

میوجات

آم اور انجیر وغیرہ جن پر بھاری اور بہت -
پھول آنے کی اُمید ہے - اُن کی جڑوں
کھاد ڈالی جائے- اور اگر انگور کو قلم کر
کی ضرورت پڑ جائے - تو اس مہینے کے
میں قلم کر دیا جائے +

پھلواڑی

جن پھولوں کو کھیت میں بدلنا ہے-اور ابھی
بدلے نہیں گئے- اُن کو بدل دیا جائے - اور
جو بدلنے کے لائق ہوں - اُن کو بھی بدلیں-
پانی اچھی طرح دیا جائے- اس مہینے میں زیاد
سردی کے باعث پھولوں کے پودے نہیں
لگائے جاتے +